اعمال صالحہ

یعنی حقوق العباد

(نکاح، طلاق، زنا، پردہ، زوجیت ووالدین اور رشتے داروں، پڑوسیوں، مزدوروں، ملازموں، اور عام مسلمانوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے تجارت، قرض، سود، چوری اور اس کی سزائیں، عدل، جہاد، شہادت، دشمنی، عیادت، وصیت، موت، جنازہ، وقبر کے مسائل کے ساتھ جانوروں اور اللہ کی مخلوق کے حقوق کا بیان)

قرآن وحدیث کی روشنی میں

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

صدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ

مکتبہ پیام أمن

ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنؤ، یوپی، الھند

© جملہ حقوق محفوظ

نام	:	اعمال صالحہ یعنی حقوق العباد (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
مصنف	:	مفتی محمّد سرور فاروقی ندوی
ناشر	:	مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج، لکھنو۔
اردو ایڈیشن	:	پہلی بار
تعداد کتب	:	۳۰۰۰
سال	:	۲۰۱۳
قیمت	:	۱۲۰

Writer : Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi

Publisher : Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow.

Website: www.islamicjpamn.com

E-Mail: jpa_lko@ yahoo.com,siddiquilko@yahoo.com

Phone No. 9984490150, 9919042879

ہماری کتابوں کے حاصل کرنے کے پتے

۱- مکتبہ ندویہ، ندوۃ العلماء (لکھنؤ)

۲- الفرقان بکڈپو، نظیر آباد ۳۱ (لکھنؤ)

۳- جامعہ دار ارقم، ارقم نگر، محمد پور گونتی (فتحپور) ہسوہ

۴- مکتبہ حرمین امین آباد، مرکز والی مسجد (لکھنؤ)

فہرست مضامین

موضوع	صفحہ نمبر
مقدمہ	۱۲
حقوق العباد کی اہمیت	۲۰
جذبات کی پاکیزگی	۲۱
حقوق میں فطری ترتیب	۲۱
قرابت داروں کا حق	۲۳
محتاجوں کے حقوق	۲۴
امیر وغریب کی تقسیم	۲۵
نکاح کا طریقہ	۲۷
جن سے نکاح حرام ہے	۲۸
نسب کے اعتبار سے حرام ہونے والی عورتیں	۲۸
دودھ شریک ہونے کے اعتبار سے حرام عورتیں	۲۹
سسرالی اعتبار سے حرام ہونے والی عورتیں	۲۹
نکاح کی فضیلت	۲۹
جماع کے وقت بسم اللہ اور دعا پڑھنے کی فضیلت	۳۲
اچھی نیت سے جماع	۳۲
عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق کی فضیلت	۳۳
بیوی پر خرچ کرنے کی فضیلت	۳۳
بیوی کو اپنے خاوند کا حق ادا کرنے کی فضیلت	۳۳
صلح کا حکم	۳۵
ہر بیوی کے ساتھ عدل کرنے کا حکم	۳۵
طلاق کا حکم	۳۷

موضوع	صفحہ نمبر
تین طلاق کے بعد	۳۸
عدت کے بعد	۳۹
عدت کے بعد نکاح	۴۰
قسمیں کھانے کے بعد	۴۱
اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر طلاق	۴۱
تین حیض	۴۲
زانی کا حکم	۴۴
شرعی حد	۴۵
الزام لگانے والے کی سزا	۴۶
پردے کا حکم	۴۸
پردے کے فضائل	۴۸
پردہ طہارت و پاکیزگی ہے	۴۹
اجازت لے کر داخل ہونا	۵۰
مہمان خانے	۵۰
نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت	۵۱
زینت کو ظاہر کرنے کی ممانعت	۵۱
تین وقتوں میں اجازت	۵۲
بیٹوں کو بھی اجازت لینے کا حکم	۵۳
بوڑھی عورتوں کے لئے گنجائش	۵۴
بغیر اجازت داخل ہونے کی ممانعت	۵۵
کن عورتوں سے پردہ نہیں	۵۶
عورتوں کو چادر اوڑھنے کا حکم	۵۷
دودھ پلانے کی مدت	۵۷

موضوع	صفحہ نمبر
والدین اور پڑوسیوں کے حقوق	۵۹
ماں باپ کے ساتھ احسان	۶۱
تمام اعمال میں زیادہ محبوب عمل	۶۲
سب سے زیادہ مستحق ماں	۶۳
والد جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے	۶۴
باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں سے حسن سلوک	۶۴
خالہ اور ماموں سے صِلہ رحمی کی فضیلت	۶۵
صِلہ رحمی سے رزق اور عمر میں اضافہ	۶۵
بیوہ، مسکین اور یتیم کے کام آنے کی فضیلت	۶۶
بیٹیوں یا بہنوں کے ساتھ احسان کی فضیلت	۶۶
رشتہ داروں اور مسافروں کا حق	۶۷
نرمی سے سمجھانے کا حکم	۶۷
عدل اور بھلائی کا حکم	۶۸
عام مسلمانوں کے حقوق	۷۱
خواب کا بیان	۷۳
مؤمن کا سچا خواب	۷۳
نیک خواب مبشرات (خوشخبری) میں سے ہیں	۷۴
نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی فضیلت	۷۵
سلام اور جواب کا بیان	۷۶
السلام۔ اللہ کے ناموں میں سے ایک ہے	۷۷
مصافحہ کرنے کی فضیلت	۷۷
خندہ پیشانی سے ملنے کی فضیلت	۷۸
تجارت کا اسلامی طریقہ	۷۹
تجارت اور اللہ کا ذکر	۸۰

موضوع	صفحہ نمبر
نماز کے بعد رزق کی تلاش	۸۰
اللہ تعالیٰ کے لئے قرض	۸۰
عرفات کے بعد رزق کی تلاش	۸۲
خرید وفروخت کے ذریعے کمائی	۸۲
خرید فروخت میں سچائی کی فضیلت	۸۳
سودا منسوخ کرنے کی فضیلت	۸۴
صبح کے وقت کام کرنے کی فضیلت	۸۴
مرغ پالنے کی فضیلت	۸۴
بکریاں چرانے کی فضیلت	۸۵
تجارت اور ہاتھ سے کمانے کی فضیلت	۸۵
ملازمین اور مزدوروں کے حقوق	۸۶
آجر اور مزدور کے حقوق	۸۷
کتاب الآداب	۹۱
اولاد پر رحمت وشفقت کرنے کی فضیلت	۹۱
جانوروں پر رحم کرنے کی فضیلت	۹۲
کسی مؤمن کی ستر پوشی کرنے والے کی فضیلت	۹۳
بھائی کی عزت کا دفاع کرنے والے کی فضیلت	۹۳
سینہ محفوظ رکھنے اور ترک حسد کی فضیلت	۹۳
لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت	۹۴
صلح کرانے والے کی فضیلت	۹۵
سچا وعدہ پورا کرنے کی فضیلت	۹۶
سفر میں کسی کا سامان اٹھانے اور راستہ بتانے کی فضیلت	۹۸
قیامت کے دن لوگوں کا پسینہ	۹۸

موضوع	صفحہ نمبر
اسباب اختیار کرنے کے ساتھ توکل	۹۹
اللہ پر توکل شیطان کو دور کر دیتا ہے	۹۹
اچھی اور بری تقدیر پر ایمان	۱۰۰
احسان کی فضیلت	۱۰۰
قرض کی فضیلت	۱۰۴
تنگ دست کو مہلت یا معاف کرنے کی فضیلت	۱۰۴
قرض حسنہ کی فضیلت	۱۰۵
سود کا حکم	۱۰۷
اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے	۱۰۸
سود چھوڑنے کی ترغیب	۱۰۸
سود کی سختی	۱۰۹
صدقہ کی ترغیب	۱۰۹
چور کا حکم	۱۱۱
فساد کرنے والے کے لئے حکم	۱۱۱
حد قائم کرنے کی فضیلت	۱۱۲
انصاف کرنے کا حکم	۱۱۵
عدل وانصاف کا فیصلہ	۱۱۷
حاکم کا عدل	۱۱۹
حد قائم ہوجانے والے کے لئے کفارہ	۱۲۱
جہاد اور غزوہ کا بیان	۱۲۳
بہادری	۱۳۲
خیانت کی سزا	۱۲۴
دشمنوں سے مقابلہ کے لئے تیاری	۱۲۴
صلح کی ترغیب	۱۲۵

موضوع	صفحہ نمبر
دھوکہ کی سزا	۱۲۵
عہد کو توڑنے کی سزا	۱۲۶
معاہدے کا لحاظ	۱۲۶
پناہ کی فضیلت	۱۲۷
فتنہ پھیلانے والے کے ساتھ سختی	۱۲۸
اللہ تعالیٰ کی مدد	۱۲۸
اللہ تعالیٰ پر بھروسہ	۱۳۰
جہاد میں دعا کی قبولیت	۱۳۰
اللہ کی طرف سے فرشتوں کی مدد	۱۳۱
مدد صرف اللہ کر سکتا ہے	۱۳۱
اللہ کافروں کو ذلیل کرتا ہے	۱۳۲
زخمی ہونا کوئی خاص بات نہیں	۱۳۲
کافروں کو ختم کرنے کا ارادہ	۱۳۳
جنت کے لئے آزمائش	۱۳۴
اللہ تعالیٰ کی کھلی مدد	۱۳۴
اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے	۱۳۵
اللہ تعالیٰ کی آزمائش	۱۳۶
منافقوں کا حال	۱۳۶
اللہ تعالیٰ کا فیصلہ	۱۳۷
شہید کا مرتبہ	۱۳۸
شہید کی خوشی	۱۳۹
اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی فضیلت	۱۴۰
شہداء کی روحیں کہاں ہیں	۱۴۰
صدق دل سے شہادت کی دعا	۱۴۱
شہید کو قتل سے معمولی تکلیف	۱۴۱

موضوع	صفحہ نمبر
اہل دین کی حفاظت میں قتل ہونے کی فضیلت	۱۴۲
سب سے افضل شہید	۱۴۲
اللہ اوراس کے رسول کے حکم پر قربانی	۱۴۳
اللہ کی مدد کافی ہے	۱۴۴
دشمن کے ساتھ معاملہ	۱۴۵
باہمی الفت	۱۴۶
قبول اسلام اور زبردستی	۱۴۷
امراض ومصائب پر صبر کی فضیلت	۱۴۸
صبر کرنے والوں کے لئے نصرت ومدد کی ضمانت	۱۴۸
مریض کے عیادت کی فضیلت	۱۴۹
تکلیف میں مبتلا دیکھ کر	۱۵۰
مرض وآزمائش اور مصیبت	۱۵۰
مرگی کی بیماری پر صبر کرنے کی فضیلت	۱۵۴
بینائی کھونے والے کی فضیلت	۱۵۴
بخار کی فضیلت	۱۵۵
سورۂ فاتحہ دَم کرنے کی فضیلت	۱۵۷
درد کے وقت معوذات پڑھ کر دم کرنے کی فضیلت	۱۵۷
ہاتھ رکھ کر دعائیہ کلمات کہنے کی فضیلت	۱۵۸
نظر وغیرہ کا دَم	۱۵۸
نظر سے کیسے بچا جائے	۱۵۹
موت کی تمنا کرنے کی ممانعت	۱۶۰
وصیت کی فضیلت	۱۶۱
وصیت کا حکم	۱۶۱
میراث کا بیان	۱۶۳
قرابت دار اور یتیم کا حق	۱۶۳

موضوع	صفحہ نمبر
لڑکی اور لڑکے کا حصہ	۱۶۴
بیویوں کا حصہ	۱۶۶
قرابت داروں کا حصہ	۱۶۸
جس کے صرف بہن ہو	۱۶۸
نسبی وسسرالی رشتے	۱۷۰
وصیت میں تبدیلی نہ کرے	۱۷۰
زیادتی والی وصیت نہ کرے	۱۷۱
اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا	۱۷۱
اعمال کا اعتبار خاتمہ کے لحاظ سے ہے	۱۷۳
مرنے والے کو کلمۂ شہادت کی تلقین	۱۷۴
جس کا آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو	۱۷۴
موت کے وقت مؤمن کی حالت اور اس کو خوشخبری	۱۷۴
میت پر بغیر آواز کے رونا رحمت وشفقت	۱۷۵
روح نکلتے وقت مؤمن کی کیفیت	۱۷۶
’’انا للہ وانا الیہ راجعون کی فضیلت‘‘	۱۷۶
وفات پر ’’انا للہ...‘‘ اور الحمد للہ کہنے کی فضیلت	۱۷۸
میت کو پردہ پوشی کے ساتھ غسل اور کفن دینے کی فضیلت	۱۷۸
سفید اور اچھے کفن کی فضیلت	۱۷۹
قرض سے بری فوت ہونے کی فضیلت	۱۷۹
قرض کے لئے وصیت	۱۸۰
وراثت کی تقسیم سے قبل میت کا قرض ادا کرنا	۱۸۰
میت کا قرض ادا کرنے کی فضیلت	۱۸۱
نماز جنازہ پڑھنے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت	۱۸۲
دو قیراط کا وعدہ	۱۸۲
جس شخص کی سو آدمی نماز جنازہ پڑھیں	۱۸۳

موضوع	صفحہ نمبر
جس پر چالیس لوگ نماز جنازہ پڑھیں	۱۸۳
جس کے مرنے کے بعد لوگ اس کی تعریف کریں	۱۸۴
جس کی اولاد میں سے تین فوت ہو جائیں	۱۸۴
جس کے تین یا دو بچے فوت ہو جائیں	۱۸۵
جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے	۱۸۶
جس کا کوئی محبوب فوت ہو جائے	۱۸۷
اللہ تعالیٰ کا مؤمن کو قبر میں ثابت رکھنا	۱۸۷
قبروں کے زیارت کی فضیلت	۱۸۸
مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت یا گزرتے وقت دعا	۱۸۹
میت کو مرنے کے بعد ملنے والے اجر وثواب کا ذکر	۱۹۰
میت کو اجر وثواب پہونچنے اور دعا کرنے کی فضیلت	۱۹۰

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن مجید میں اپنے آغاز نزول ہی سے بنیادی عقائد کے بعد، دو باتوں پر خاص طور سے زور دیا۔ ایک یہ کہ انسان کا اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو۔ وہ صرف اسی کی عبادت کرے اور اس کے سوا کسی کے سامنے اپنا سر نہ جھکائے۔ دوسرے یہ کہ انسانوں کے ساتھ اخلاق سے پیش آئے اور حق داروں کا حق پہچانے۔

ماں باپ، قرابت داروں، ہمسایوں، یتیموں، مسکینوں اور حاجت مندوں کی جو ضرورتیں پوری کر سکتا ہے پوری کرے، کوئی بھی شخص جو اس کی خدمت کا مستحق ہو اور جس کی خدمت کرنا اس کے امکان میں ہو، وہ اس کی خدمت سے محروم نہ رہے۔

طاقت ور ہو تو کمزوروں پر دست درازی نہ کرے، بلکہ ان کو سہارا دے اور ان کی تقویت کا ذریعہ بنے۔ لوگوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کی طرح حفاظت کرے، کسی کے ساتھ دھوکے اور فریب کا معاملہ نہ کرے، بلکہ ہر حال میں عدل و انصاف اور دیانت و امانت پر قائم رہے۔

اس کا وجود معاشرہ کے لئے کلفت کا باعث نہ ہو، بلکہ آسائش و راحت کا سبب بنے، اس کی ذات سے سب کو نفع پہنچے اور کسی کو ضرر نہ اٹھانا پڑے۔

قرآن مجید نے ان باتوں کو اس قدر اہمیت دی ہے کہ بار بار کہیں اختصار کے ساتھ اور کہیں تفصیل سے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس کا ایک عمدہ نمونہ ہمیں سورۂ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع میں ملتا ہے۔

فرمایا گیا: ”اللہ کا فیصلہ ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو خصوصیت سے ان کا خیال رکھو۔ ان کے سامنے تواضع اور خاکساری کے ساتھ جھک جاؤ۔ سختی سے نہ پیش آؤ اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہو، قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرو۔ اگر اپنی غربت اور افلاس کی وجہ سے ان کی مدد نہ کر سکو تو نرمی سے معذرت کر دو۔ اپنی اولاد کو اس خطرے سے نہ مار ڈالو کہ تم ان کو کچھ کھلا نہ سکو گے“۔

اللہ تعالیٰ تمہیں بھی کھلائے گا اور انہیں بھی کھلائے گا۔ قتل اور وہ بھی اپنی اولاد کا قتل بہت بڑا گناہ ہے۔ زنا کے قریب نہ پھٹکو یہ بے حیائی کا کام اور زندگی کا غلط راستہ ہے۔ اللہ نے انسان کی جان کو باعزت اور محترم ٹھہرایا ہے، اس لئے جب تک حق و انصاف کا تقاضا نہ ہو، اس کے خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کرو۔

یتیم کو بے آسرا سمجھ کر اس کا مال نہ کھاؤ۔ جب وہ جوان ہو جائے تو اس کا مال اس کے حوالے کر دو۔ عہد و پیمان کو پورا کرو۔ خدا کے ہاں اس کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

ناپ تول میں کمی نہ کرو، جس بات کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے بارے میں زبان نہ کھولو۔ یاد رکھو! کان، آنکھ، دل اور دماغ ہر ایک کے بارے میں اللہ کے یہاں سوال ہوگا تکبر اور غرور کی چال نہ چلو۔ تم نہ ٹھوکر مار کر زمین کا سینہ چاک کر سکتے ہو اور نہ سر اٹھا کر پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ یہ باتیں تمہارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں“۔

اس طرح قرآن و حدیث میں خدمت خلق پر متعدد پہلوؤں سے توجہ دلائی گئی اور اس پر زور دیا گیا ہے۔

اس دنیا میں کچھ انسانوں کو ہر طرح کی سہولتیں اور آسانیاں حاصل ہیں اور کچھ انسان ان سے محروم ہیں۔ قرآن مجید کا پہلی قسم کے انسانوں سے مطالبہ ہے کہ وہ دوسری قسم

کے انسانوں کی خدمت کریں۔ان کو ہرطرح کی آسانیاں پہنچائیں اوران کی زندگی کو خوش گوار بنانے میں مدد دیں۔

جس شخص کو اللہ نے دیکھنے کے لئے آنکھ، سننے کے لئے کان، بولنے کے لئے زبان، دوڑ دھوپ کرنے اور محنت ومشقت کرنے کے لئے مضبوط دست وبازو، سوچنے سمجھنے کے لئے دل ودماغ اور زندگی گزارنے کے لئے سامان عیش عطا کیا ہے، اس کا فرض ہے کہ جو شخص معذور ہے، جس کو وسائل حیات میسر نہیں ہیں اور جو زندگی کی دوڑ میں حصہ لینے کے قابل نہیں ہے اس کو بے سہارا نہ چھوڑ دے کہ وہ بھیک مانگنے یا خودکشی کرنے پر مجبور ہو جائے، بلکہ اس کے زندہ رہنے کا ساز وسامان اور اس کے سکون وراحت کے اسباب فراہم کرے۔

اس لئے کہ انسان کو جو کچھ ملتا ہے خدا کی طرف سے ملتا ہے اسے اس کا شکرگزار ہونا چاہئے۔اس کے شکر ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اور جو خدمت کے مستحق ہیں ان کی خدمت کی جائے۔خدا کی دی ہوئی ہر نعمت میں اس کے بندوں کا حق ہے۔اس حق کو ادا کئے بغیر اس کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے پانے کے بعد اگر کسی کے اندر اس کے مخلوق کی خدمت کا جذبہ نہ ابھرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دل ان نعمتوں کے احساس ہی سے خالی ہے۔
قرآن مجید نے اس بے حسی پر سخت سرزنش کی ہے اور اس کے برے انجام سے آگاہ کیا ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر بے شمار احسانات کئے ہیں۔ان آیات میں ان میں سے بعض نمایاں احسانات کا ذکر کیا ہے۔فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے آنکھ، کان، اور دل ودماغ کی بے نظیر قوتیں اس لئے عطا کی ہیں کہ اسے ایک دشوار گزار گھاٹی طے کرنی ہے۔وہ ہے غلاموں کو آزاد کرنا، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنا۔اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ

ایمان والوں میں شامل ہو جائے جو عملاً اس گھاٹی کو طے کر رہے ہیں اور جو اس کی نصیحت بھی کر رہے ہیں، جن کا رویہ مظلوموں، محکوموں، بھوکوں اور پیاسوں کے ساتھ محبت اور ہمدردی کا ہے اور جو اس ہمدردی کی دوسروں کو تلقین وتبلیغ کرتے ہیں۔یہ راستہ جنت کا ہے۔اس کی مخالفت کرنے والے جہنم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔وہ قیامت کے روز اسی میں پہنچیں گے۔ پھر اس کے دروازے اس طرح بند کر دیئے جائیں گے کہ وہ اس سے کبھی نہ نکل سکیں گے۔

اسلام نے مخلوق کی خدمت کو خالق کی خدمت سے تعبیر کیا ہے۔اگر آپ کے روبرو خدا کا کوئی بندہ ہاتھ پھیلائے اور آپ اس کا ہاتھ خالی لوٹا دیں تو گویا آپ نے خدا کے ہاتھ کو خالی لوٹا دیا۔کوئی مریض آپ کی مدد کا محتاج ہو اور آپ نے اس کی مدد سے انکار کیا تو گویا خدا کی مدد سے انکار کیا۔خدا کو خوش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے بندوں کو خوش کیا جائے اور ان کو راحت پہنچائی جائے۔آسمان والا اپنی رحمتیں اسی وقت نازل کرتا ہے جب کہ زمین والوں پر رحمت وشفقت کا سلوک کیا جائے۔ایک حدیث میں اس حقیقت کو بہت ہی مؤثر اور دل نشیں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان سے کہے گا۔’’اے ابن آدم! میں بیمار پڑا رہا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔انسان گھبرا کر عرض کرے گا اے میرے رب! تو سارے جہاں کا پروردگار، تو کب بیمار تھا اور میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کیا تجھے نہیں معلوم تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے لیکن اس کے باوجود تو اس کی مزاج پرسی کے لئے نہیں گیا۔اگر تو اس کے پاس جاتا تو مجھے وہاں پاتا۔پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہیں دیا، انسان عرض کرے گا اے رب العالمین! تو کب بھوکا تھا اور میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

کیا تجھے یاد نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا۔لیکن تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا۔اگر تو نے اس کا سوال پورا کیا ہوتا تو آج اس کا ثواب یہاں پاتا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔انسان عرض کرے گا اے دونوں جہاں کے پروردگار! تو کب پیاسا تھا اور میں تجھے پانی کیسے پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تھا لیکن تو نے اس کی پیاس بجھانے سے انکار کر دیا تھا۔اگر تو نے اس کی پیاس بجھائی ہوتی تو آج اس کا ثواب یہاں پاتا۔(مسلم)

اسلام یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ انسان اس طرح زندگی گزارے کہ اس کی ذات سے خیر کے چشمے جاری ہوں، اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں اور مالی وسائل دوسرے انسانوں کے کام آئیں، اپنی استطاعت کے اندر وہ ان کی مادی اور اخلاقی مدد کرے، وہ گھر سے فتنہ وفساد پھیلاتا ہوا نہ نکلے، بلکہ انسانوں کے خیر خواہ اور فلاح و بہبود چاہنے والے کی حیثیت سے سامنے آئے، وہ جہاں بیٹھے امن وسلامتی کا پیغام بکھیرتا رہے، دوسروں کی مشکلات کو دور کرے اور ان کی دینی، اخلاقی اصلاح کی کوشش میں لگا رہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایّاکم والجلوس علی الطرفات فقالوا ما لنا بد انما هی مجالسنا نتحدث فیها ، قال فاذا ابیتم الا المجالس فاعطوا الطریق حقها قالوا وما حق الطریق قال غض البصر و کف الاذیٰ و رد السلام وامرٌ بالمعروف و نهیٌ عن المنکر "

''راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہمارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے، یعنی بیٹھنا ہی پڑتا ہے۔یہ ہماری مجلسیں ہیں، ان میں ہم بات

چیت کرتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم بیٹھنا ضروری سمجھتے ہو تو راستہ کا حق ادا کرو۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد ہوا نگاہیں نیچی رکھنا، ایذا رسانی سے بچتے رہنا، سلام کا جواب دینا، معروف کا حکم دینا اور منکر سے رکنا''۔

یہ حدیث تھوڑے سے فرق کے ساتھ بعض اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ''سلام کا جواب دینا'' کے بعد ''حسن کلام'' کا ذکر ہے۔(مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں حدیث کے آخر میں ''ارشاد السبیل'' کا اضافہ ہے۔(ابوداؤد)

اس کے معنیٰ راستہ دکھانے کے ہیں۔ایک اور روایت میں ''**تُغیثُوا الملهوف و تهدوا الضال**'' کے الفاظ ملتے ہیں۔(ابوداؤد)

یعنی راستے میں جہاں تم بیٹھے ہو کسی کو فریاد کرتے دیکھو تو فریاد رسی کرو اور بھٹکنے والے کو راستہ دکھاؤ۔

یہ حدیث بتاتی ہے کہ معاشرہ کی طرف سے ایک مؤمن پر جو ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں، ان کا اسے راستے اور بازار میں، مجلسوں اور محلفوں میں ہر جگہ خیال رکھنا چاہئے۔وہ دوسروں کی عفت وعصمت کا پاسبان ہے، اسے کسی پر بری نگاہ ڈالنے کی اجازت نہیں ہے، وہ دوسروں کی تکلیف دور کرنے کے لئے پیدا ہوا ہے، اس کی ذات سے کسی کو کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچنی چاہئے۔آمدورفت میں رکاوٹ ڈالنا، گندگی پھیلانا، راہ گیروں سے الجھنا اور بدزبانی کرنا، غرض یہ کہ ایذا رسانی کی جو بھی صورتیں ہوسکتی ہیں ان سب سے اس کا دامن پاک ہونا چاہئے۔

کوئی اس پر امن وسلامتی کی دعا بھیجے تو فوراً اسے اس کا جواب دینا چاہئے تاکہ وہ

اس کی طرف سے اطمینان محسوس کرے۔ پھر یہ کہ وہ جہاں بیٹھے معروف کی تلقین کرے اور منکر سے روکے۔ مصیبت زدوں کی مدد کرنا اور بھٹکنے والوں کو راستہ دکھانا بھی اس کی ذمہ داری ہے۔

اس طرح اسلام میں جس طرح عبادات کو ذکر کیا گیا ہے اسی طرح معاملات اور حقوق کی اہمیت کو بھی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے اس کتاب میں منتخب آیات اور احادیث کے ذریعہ حقوق العباد کو ظاہر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کوشش کو قبول فرما کر اعتدال کی راہ اپناتے ہوئے تمام انسانیت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

والسلام
محمد سرور فاروقی ندوی
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ
۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۴ھ

(۲) اعمال صالحہ

(ب) حقوق العباد

(نکاح، طلاق، زنا، پردہ، زوجیت ووالدین اور رشتے داروں، پڑوسیوں، مزدوروں، ملازموں، اور عام مسلمانوں کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے تجارت، قرض، سود، چوری اور اس کی سزائیں، عدل، جہاد، شہادت، دشمنی، عیادت، وصیت، موت، جنازہ، وقبر کے مسائل کے ساتھ جانوروں اور اللہ کی مخلوق کے حقوق کا بیان)

حقوق العباد کی اہمیت

"ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ط اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ہ وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ
فِى الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا"

اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا ہم نے بنو اسرائیل کے لئے ان کی کتاب میں صاف فیصلہ کر دیا تھا کہ تم زمین میں دوبارہ فساد برپا کرو گے اور تم بڑی زبردست زیادتیاں کرو گے.

اس میں شک نہیں کہ انسان کے اندر خدمت کا جذبہ موجود ہے، لیکن ذاتی اغراض، شخصی اور گروہی مفادات اور نفسانی خواہشات اس جذبے پر غالب آ جاتی ہیں اور انسان کو اپنے ہی جیسے انسانوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کا رویہ اختیار کرنے میں بھی تأمل نہیں ہوتا۔ اسلام کے نزدیک خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے تعلق کے ذریعے انسان ان کمزوریوں پر قابو پا سکتا ہے، اس لئے کہ انسانوں کی خدمت کا رشتہ خدا کی عبادت سے جڑا ہوا ہے۔ جس دل میں خدا کی محبت موجزن ہوگی وہ اس کے بندوں کی محبت سے خالی نہ ہوگا۔

خدا سے انسان کا تعلق جس قدر استوار ہوگا، بندوں سے اس کا تعلق اسی قدر مضبوط ہوگا۔ چنانچہ قرآن مجید جب انسانوں کے حقوق، ان کی خدمت، اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کرتا ہے تو اس کے پہلے اور بعد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت، تقویٰ یا نماز کا ذکر کرتا ہے۔ یہ اس حقیقت کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے تعلق انسان کے اندر بندوں کے حقوق پہچاننے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

جذبات کی پاکیزگی

خدمت کے لئے انسان کے سینہ کو پاکیزہ جذبات کا مرکز ہونا چاہئے وہ صحیح معنیٰ میں اسی وقت خدمت کر سکتا ہے جب کہ اس کے اندر ہمدردی، رحم و کرم، ایثار و قربانی، عفو و درگزر، صبر و تحمل، اخلاص اور بے غرضی جیسی اخلاقی خوبیاں پائی جائیں اور حرص، لالچ، بغض و حسد، ظلم و جبر اور مکر و فریب جیسی کمزوریوں پر وہ قابو پا لے، ورنہ خدمت کا حق ادا نہ ہوگا اور کبھی کوئی خدمت ہوگی بھی تو آلائشوں سے پاک نہ ہوگی۔ اسلام انسان کو اعلیٰ اخلاقیات سے آراستہ کرتا اور رذائل اخلاق سے بچاتا ہے۔ اس اخلاقی تربیت کے لئے اس کے نزدیک تبلیغ و تلقین اور ترغیب و ترہیب کا ایک پورا نظام ہے۔

اس دنیا میں انسان کو طاقت، قوت، دولت، ثروت، حکومت اور اقتدار اس لئے نہیں ملتا کہ وہ دوسروں کو غلام بنائے اور اپنی حکمرانی کا ڈنکا پیٹے، بلکہ جس دائرہ میں اسے وسائل و ذرائع حاصل ہوں اس میں اس کا امتحان ہے کہ یہ وسائل اللہ کے بندوں کے کام آتے ہیں یا نہیں؟ وہ ان کے حقوق پہچانتا ہے یا نہیں؟ یہ وسائل و ذرائع جتنے زیادہ ہوں امتحان بھی اتنا ہی سخت ہوتا ہے۔

یہ جسمانی بھی ہوتے ہیں اور مالی بھی۔ جسمانی عبادت زبان کے الفاظ و کلمات اور جسم کی حرکات و سکنات کے ذریعے انجام پاتے ہیں اور مالی عبادت میں انسان زر و مال کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتا ہے۔

حقوق میں فطری ترتیب

کسی معاشرے میں انسان پر جو حقوق اور ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں، ان میں ایک فطری ترتیب ہے۔ ان میں سب سے پہلے تو خود اس کی ذات کا حق ہے، پھر ماں باپ

بیوی بچوں اور قرابت داروں کے حقوق ہیں۔ان کے بعد ہی دوسروں کے حقوق آتے ہیں۔ اسلام نے اسی ترتیب سے حقوق عائد کئے ہیں۔انسان اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دے سکتا ہے،اسی طرح اس کے قرابت دار اپنے حق سے دست بردار ہو سکتے یا اس میں کمی کر سکتے ہیں،لیکن خود اس کے لئے ان پر دوسروں کو ترجیح دینا صحیح نہیں ہے۔جن افراد کا حق مقدم ہے وہ مقدم ہی رہے گا۔اسے آدمی مؤخر یا نظر انداز نہیں کرسکتا۔اسلام نے حقوق کی جو ترتیب رکھی ہے اسے ایک حدیث کی روشنی میں آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔

" عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم خير الصدقة ما كان عن ظهر غنی وابدء بمن تعول "

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی اپنی ضروریات سے بے نیاز ہونے کے بعد کرے۔ پہلے ان لوگوں پر صدقہ کرے جن کے اخراجات اس کے ذمے ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی ایک اور روایت میں ہے۔فرماتے ہیں:

" امر النبی صلی الله عليه وسلم بالصدقة فقال رجل يا رسول الله عندی دينار قال تصدق به علی نفسك قال عندی اٰخر قال تصدق به علی ولدك قال عندی اٰخر قال تصدق به علی زوجتك قال عندی اٰخر قال تصدق به علی خادمك قال عندی اٰخر قال انت ابصر "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) حکم دیا کہ صدقہ اور انفاق کیا جائے اس پر ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے اوپر صدقہ (خرچ) کرو۔اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے بچے پر خرچ کرو۔اس نے کہا کہ میرے پاس ایک اور دینار ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنی بیوی پر خرچ کرو۔اس نے کہا میرے پاس ایک اور ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے اپنے خادم پر خرچ کرو۔ اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم خود زیادہ بہتر سمجھ سکتے ہو (کہ اسے کہاں خرچ کرنا چاہئے)۔(ابوداؤد)

قرابت داروں کا حق

آدمی بعض اوقات اپنے مخصوص مزاج یا ذاتی رنجش اور خاندانی مخاصمت کی وجہ سے قرابت داروں کا حق فراموش کر دیتا ہے۔وہ اپنوں کے ساتھ تو ہمدردی اور حسن سلوک کا روادار نہیں ہوتا،لیکن غیروں کے ساتھ قدم قدم پر دل جوئی،محبت اور ایثار و سخاوت کا مظاہرہ کرتا ہے۔

خونی رشتہ داروں اور قرابت داروں سے غفلت اور بے توجہی برتتے ہوئے دنیا بھر کے رفاہی کاموں سے اس کی دلچسپی جاری رہتی ہے۔یہ ایک غیر فطری طرز عمل ہے۔ اسلام نے اس سے منع کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے نیکی کے بہت سے کاموں میں انفاق کا حکم دیا ہے۔ان میں سب سے زیادہ ثواب اہل خاندان اور متعلقین پر انفاق کا ہے۔اس کی فضیلت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ان الفاظ میں بیان ہوئی ہے:

"قال رسول الله صلی الله عليه وسلم دينار انفقته فی رقبة و دينار تصدقت به علی مسكين و دينار انفقته علی اهلك اعظمها اجرا الذی انفقته علی اهلك "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دینار تم نے اللہ کے راستے میں خرچ کیا، اسی طرح جو دینار تم نے غلام کو آزاد کرنے میں صرف کیا یا جو دینار تم نے کسی مسکین پر خرچ کیا اور جو دینار تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا ان میں زیادہ اجر و ثواب اس دینار کا ہے جو تم نے اپنے بیوی بچوں پر خرچ کیا۔

محتاجوں کے حقوق

انسان کو اپنی ذات اور اپنے قریب کے افراد سے محبت ہوتی ہے اس لئے ان کے حقوق کچھ کم ہی ضائع ہوتے ہیں، لیکن یہی محبت بسا اوقات وسیع دائرے میں خدمت خلق کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہے۔ آدمی اس حقیقت کو بھول جاتا ہے کہ جس طرح اس پر اس کی ذات اور اس کے قرابت داروں کا حق ہے، اسی طرح معاشرے کے مسکینوں محتاجوں اور ضرورت مندوں کا بھی حق ہے۔ اسے ان کی ضروریات کا احساس نہیں ہوتا، ان کی مشکلات سے ہمدردی نہیں ہوتی، وہ ان کے حقوق سے نگاہیں پھیر کر صرف اپنی ذات اور اپنے خاندان کو دیکھنے لگتا ہے اور ان کی خوشی اور راحت کے لئے بے شمار افراد کے حقوق کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ ظلم ہے اور پورے معاشرہ کے ساتھ بدخواہی ہے۔

معاشرہ کے ساتھ خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی ہر ایک کا حق ادا کرے اور کسی کے مفاد کو نقصان نہ پہنچائے۔ اسلام نے جہاں اس بات کی تاکید کی ہے کہ انسان اپنے اور اپنے متعلقین کے حقوق ادا کرے، وہیں اس کا بھی حکم دیا ہے کہ وہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے، جس سے معاشرہ کے کسی بھی فرد کو کوئی نقصان پہنچے، بلکہ ہر ایک کی فلاح و بہبود اور ترقی کے لئے جدو جہد کرتا رہے۔ جس معاشرہ میں کمزور کے حقوق محفوظ نہ ہوں، اسے تباہی سے ہم کنار ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگتی۔

اسلام کی رو سے انسان اپنی اور اپنے متعلقین کی بنیادی ضروریات پوری کرنے کا ذمے دار ہے۔ اس کے بعد معاشرہ کے دیگر افراد کے حقوق شروع ہو جاتے ہیں۔ یہی حقیقت قرآن مجید کی اس آیت میں بیان ہوئی ہے۔

"و یسئلونك ماذا ینفقون قل العفو" (البقرۃ: ۲۱۹)

''وہ تم سے پوچھتے ہیں کہ نیکی کی راہ میں کیا خرچ کریں؟ ان سے کہو کہ جو ضرورت سے زیادہ ہو وہ خرچ کرو''۔

امور خیر میں جو مال خرچ کر دینا چاہے اس کے لئے آیت میں 'عفو' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنیٰ ہیں وہ مال جو اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات سے زیادہ ہو۔ اس سے آگے ضروریات کی تعین نہیں کی گئی ہے، اس لئے کہ یہ افراد اور حالات کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں۔ آدمی خود ہی اس بات کا فیصلہ کر سکتا ہے کہ کون سی چیز اس کی ضروریات میں شامل ہے اور کون سی نہیں ہے۔ اسی طرح یہ بھی غلط نہیں ہے کہ آدمی اپنی اور متعلقین کی آسائش اور راحت کا خیال رکھے اور ان کے مستقبل کی فکر کرے، البتہ اسلام اس بات کا روادار نہیں ہے کہ آدمی اپنی آسودگی اور خوش حالی کی دھن میں معاشرہ کے مصیبت زدوں اور فاقہ کشوں کو فراموش کر بیٹھے۔

اس میں شک نہیں کہ انسان پر سب سے پہلے اپنے قریب ترین افراد کے حقوق عائد ہوتے ہیں لیکن ان حقوق کو ادا کر کے وہ ان ذمہ داریوں سے سبک دوش نہیں ہو سکتا جو معاشرہ کے فرد ہونے کی حیثیت سے اس پر آتی ہیں۔ کسی معاشرہ کا بہترین فرد وہی ہے، جو ان دونوں قسم کی ذمہ داریوں کو ہر وقت سامنے رکھے اور انہیں پورا کرنے کی کوشش کرے۔

امیر و غریب کی تقسیم

اسلام چاہتا ہے کہ معاشرے کا ہر فرد معاشی طور پر خود کفیل ہو، اسے دوسروں کے

سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے، اس کے لئے وہ جد و جہد اور محنت کرے اور اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریات کی تکمیل کے لئے جائز حدود میں کوشش کرے۔ یہ سب چیزیں اس کے نزدیک اجر وثواب کی موجب ہیں۔ اس کے ساتھ معاشرے کے جو افراد صاحب حیثیت ہیں، جن کے پاس ضرورت سے زیادہ مال ہے اور جو دوسروں کی مدد کر سکتے ہیں انہیں وہ حکم دیتا ہے کہ کمزوروں کی مدد کریں، ان کے دکھ درد میں کام آئیں اور انہیں معاشی لحاظ سے مستحکم ہونے میں مدد دیں۔

اس سلسلے میں وہ ریاست کو بھی اس بات کا پابند بناتا ہے کہ جو افراد معاشی لحاظ سے کمزور ہوں ان کا تعاون کرے اور جو معاشی جد و جہد بالکل نہیں کر سکتے، ان کی کفالت کرے اور ان کی ضروریات کا بوجھ اٹھائے۔ یہ دراصل معاشرے کو اوپر اٹھانے اور خود کفیل بنانے کی تدبیر ہے۔

جسے آپ اس حقیقت سے سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام نے زکوٰۃ کی حسب ذیل مدّات بیان کی ہیں:۔

"انما الصدقت للفقراء والمسٰكين والعٰملين عليها والمؤلفة قلوبهم و فى الرقاب والغٰرمين و فى سبيل الله وابن السبيل فريضةً من الله والله عليمٌ حكيمٌ"۔ (التوبة : ٦٠)

صدقات ہیں صرف محتاجوں، مسکینوں اور ان کارکنوں کے لئے جو زکوٰۃ وصول کرنے پر متعین ہیں اور ان لوگوں کے لئے جن کی دل جوئی کرنا مقصود ہو اور غلاموں کو آزاد ہونے میں مدد دینے کے لئے اور قرض داروں کا قرض ادا کرنے کے لئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے اور مسافروں کے لئے۔ یہ حکم اللہ کی طرف سے مقرر ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے۔

معاشرے میں جو افراد صاحب حیثیت اور متعین نصاب کے مالک ہیں، اسلام نے انہیں زکوٰۃ نکالنے اور ان متعین مدات میں خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن اس نے ایسا کوئی نظم نہیں قائم کیا ہے کہ یہ کل مدّات لازماً باقی رہیں اور مستحقین کا ایک گروہ دوسروں کی مدد سے پرورش پاتا رہے۔ ایک طبقہ زکوٰۃ دینے والا اور ایک طبقہ زکوٰۃ لینے والا معاشرہ میں برقرار رہے۔

اس کی بعض تفصیلات میں علماء کے درمیان اختلاف ہے لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اگر کسی جگہ حاجت نہ ہو تو جہاں حاجت ہو وہاں زکوٰۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔

اس سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اسلام نے زکوٰۃ کے نظام کے ذریعے صدقات و خیرات پر پلنے والا کوئی گروہ نہیں تیار کیا ہے، بلکہ جو افراد معاشی لحاظ سے کمزور ہیں اور جن کی معاش کا کوئی نظم نہیں ہے، اس سے ان کی معاش کا بندوبست کیا ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کی ضروریات دوسرے انسان سے وابستہ کر دی ہیں اور ان کو پورا کرنے کا حکم بھی دیا ہے جیسے نکاح ہے کہ بیوی کے خرچ کی ذمہ داری شوہر پر رکھی ہے اور نکاح کی ترغیب بھی دی گئی ہے۔

نکاح کا طریقہ

اسلام ایک مکمل دین ہے جو انسان کے عقائد سے لے کر معاملات و معاشرت میں پوری رہنمائی کرتا ہے جیسے۔ سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

وَ اُمَّھٰتَ نِسَآئِکُمْ وَ رَبَآئِبُکُمَ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِکُمْ مِنْ نِّسَآئِکُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَکُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحُ عَلَیْکُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِکُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِکُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ہ

''حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری لڑکیاں اور تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی لڑکیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں، تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو، ہاں اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا ہاں جو گزر چکا سو گزر چکا، یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے۔'' (سورہ النساء آیت نمبر ۲۳)

جن سے نکاح حرام ہے

جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان میں سات قسم کی عورتیں نسب کے اعتبار سے اور سات قسم کی رضاعت یعنی دودھ شریک ہونے کے اعتبار سے اور چار قسم کی عورتیں سسرالی رشتہ کے اعتبار سے ہیں۔ ان کے علاوہ حدیث سے ثابت ہے کہ بھتیجی، پھوپھی، بھانجی اور خالہ کو ایک نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

نسب کے اعتبار سے حرام ہونے والی عورتیں

(۱) مائیں۔ (۲) بیٹیاں۔ (۳) بہنیں۔ (۴) پھوپھیاں۔ (۵) خالائیں۔ (۶) بھتیجی۔ (۷) بھانجی ہیں۔

دودھ شریک ہونے کے اعتبار سے حرام عورتیں

(۱) رضائی مائیں۔ (۲) رضائی بیٹیاں۔ (۳) رضائی بہنیں۔ (۴) رضائی پھوپھیاں۔ (۵) رضائی خالائیں۔ (۶) رضائی بھتیجیاں۔ (۷) رضائی بھانجیاں۔

سسرالی اعتبار سے حرام ہونے والی عورتیں

سسرالی محرمات میں (۱) ساس۔ (۲) مدخولہ بیوی کے پہلے خاوند کی لڑکیاں۔ (۳) بہو۔ (۴) دو سگی بہنوں کا اکٹھا کرنا۔

اس کے علاوہ باپ کی منکوحہ (جس کا ذکر پہلی آیت میں ہے اور حدیث کے مطابق بیوی جب تک عقد نکاح میں ہے اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور اس کی بھتیجی اور اس کی بھانجی سے بھی نکاح حرام ہے۔

محرمات نسبتی کی تفصیل اُمَّھَات (مائیں) میں ماؤں کی مائیں (تایاں) ان کی دادیاں اور پوتیاں اور باپ کی مائیں (دادیاں، پردادیاں اور اس کے آگے تک شامل ہیں۔ زنا سے پیدا ہونے والی لڑکی بیٹی میں شامل ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔

ائمہ ثلاثہ اسے بیٹی میں شامل کرتے ہیں اور اس سے نکاح کو حرام سمجھتے ہیں۔ البتہ امام شافعی کہتے ہیں کہ وہ بنت شرعی نہیں۔ پس جس طرح اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد میں مال متروکہ تقسیم کرنے کا حکم دیتا ہے وہ اس حکم میں داخل نہیں اور بالا جماع وہ وارث بھی نہیں۔ واللہ اعلم (ابن کثیر)

نکاح کی فضیلت

حضرت علقمہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ تھا کہ منیٰ

میں حضرت عثمانؓ کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا اے ابوعبدالرحمان (عبداللہ بن مسعود کی کنیت) مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ پس وہ دونوں ایک طرف ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے کہا ابوعبدالرحمٰن۔ کیا ہم آپ کی کسی کنواری لڑکی سے شادی نہ کرادیں تا کہ وہ آپ کو ماضی کے ایام یاد کرادے؟

پس جب حضرت عبداللہؓ نے دیکھا کہ اُنہیں اس کی ضرورت نہیں تو اُنہوں نے میری طرف اشارہ کیا ۔علقمہ، پس میں ان کے پاس گیا تو وہ کہہ رہے تھے اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ میں نکاح کروں تو نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ۔ جو تم میں سے نکاح کی طاقت رکھتا ہو تو وہ ضرور نکاح کرے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ روزے رکھے۔ کیونکہ یہ اس کے شہوت کی قوت کو کم کر دیتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے، جو نکاح کی طاقت رکھتا ہو تو وہ نکاح کرے۔ کیونکہ یہ باعث شرم وحیا اور باعث عفت وعصمت ہے۔ آخر حدیث تک۔

(صحیح البخاری۔ کتاب النکاح۔ باب قول النبی من استطاع الباءۃ فلیتزوج)

حضرت علقمہؒ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ تھا اس وقت وہ حضرت عثمانؓ کے پاس تھے تو حضرت عثمانؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ چند نوجوانوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا تم میں سے جو نکاح کی طاقت وقدرت رکھتا ہو تو ضرور نکاح کرے، کیونکہ یہ باعث شرم وحیاء اور باعث عفت وعصمت ہے، اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوانی قوت کو کم کرے گا۔

(سنن النسائی، کتاب الصیام، ذکر الاختلاف علی محمد بن أبی یعقوب فی حدیث أبی أمامۃ)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دنیا فائدہ کی چیز ہے، اور دنیا کا بہترین فائدہ نیک عورت ہے۔

(صحیح مسلم۔ کتاب الرضاع، باب خیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کون سی عورت بہتر ہے؟ فرمایا جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو وہ اس کو خوش کردے جب اس کو حکم کرے تو وہ اسکی اطاعت کرے اور اپنے نفس اور مال میں ایسا رویہ اختیار نہ کرے جو اس کے خاوند کو ناپسند ہو۔

اور طیالسی کی روایت میں ہے، بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اس کو دیکھے تو تجھے خوش کردے اور جب تو اس کو حکم کرے تو وہ تیری اطاعت کرے اور جب تو اس سے غائب ہو تو وہ اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

(سنن النسائی، کتاب النکاح، باب کراھیۃ تزویج الزناۃ ومسند طیالسی۔۲۳۲۵)

حضرت اسماعیل بن محمد بن ابی وقاصؒ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار چیزیں سعادت وخوش نصیبی میں سے ہیں۔

۱۔ نیک عورت ۲۔ وسیع رہائش ۳۔ اچھا پڑوسی ۴۔ بہترین سواری۔

چار چیزیں بدبختی وبدنصیبی میں سے ہیں، ۱۔ برا پڑوسی ۲۔ بری عورت ۳۔ بری سواری ۴۔ تنگ رہائش۔ (صحیح ابن حبان، ۱۲۳۲)

حضرت معقل بن یسارؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا مجھے حسب ونسب اور حسن و جمال والی عورت میسر آرہی ہے جو اولاد نہیں جنتی شاید اس کو حیض نہ آتا ہو یا پہلے خاوند کے پاس اولاد نہ جننے کی وجہ سے اس کو نیک کہا ہو کیا میں اس سے نکاح کر لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ دوبارہ آیا۔ آپ ﷺ نے اس کو منع فرمایا پھر تیسری دفعہ آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، خاوند سے زیادہ محبت کرنے والیوں اور زیادہ اولاد جننے والیوں سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔ (سنن أبی داود۔ أول کتاب النکاح، باب النھی عن تزویج من لم یلد من النساء،)

جماع کے وقت بسم اللہ اور دعا پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کے لئے آئے تو بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے۔

''اے اللہ مجھے شیطان سے دور رکھ اور شیطان کو اس چیز سے بھی دور رکھ جو اولا دتو ہمیں عطا کرے''۔

پھر ان کے یہاں جو بچہ پیدا ہوگا شیطان اسے کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

اور مسلم کی روایت میں ہے جب کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس ہم بستری کیلئے آئے بسم اللہ کہے۔(صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایقول الرجل اذا أتی أھلہ وصحیح مسلم کتاب النکاح، باب مایستحب أن یقولہ عند الجماع)

اچھی نیت سے جماع

حضرت ابوذرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعض اصحاب نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا اے اللہ کے رسول، مالدار لوگ زیادہ اجر لے گئے وہ نمازیں پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور ہماری طرح روزے رکھتے ہیں۔

اس حدیث کے آخر میں ہے کہ اور تمہاری شرم گاہ کی حفاظت میں بھی صدقہ ہے۔

انہوں نے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسول۔ ہم میں سے ایک شخص شرم گاہ کے ذریعہ اپنی جنسی شہوت پوری کرے کیا اس پر بھی اس کے لئے اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ بتاؤ اگر وہ اپنی شہوت حرام جگہ سے پوری کرے تو اسے گناہ ہوگا یا نہیں؟ ضرور ہوگا۔ پس اسی طرح وہ حلال طریقے سے اپنی شہوت پوری کرے گا تو اسے اجر ملے گا۔

(۔صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب بیان أن اسم الصدقۃ یقع علی کل نوع من المعروف)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسلام میں نیک عمل کا مفہوم بڑا وسیع ہے حتیٰ کہ جائز طریقہ سے فطری عادات کی تکمیل پر بھی اجر ملتا ہے بشرطیکہ اچھے ارادے سے کیا جائے۔

عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق کی فضیلت

''حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تمام مومنوں میں کامل مومن وہ ہے جو ان میں سب سے اچھے اخلاق والا ہو اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے حقوق ادا کرنے میں بہتر ہو''۔

(جامع الترمذی۔ کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔ روایت صحیح لغیرہ ہے)

بیوی پر خرچ کرنے کی فضیلت

حضرت ابومسعودؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا، جب آدمی اپنی بیوی پر ثواب کی نیت سے خرچ کرتا ہے تو وہ اسکے لئے صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء أن الاعمال بالنیۃ والحسبۃ وکتاب النفقات باب فضل النفقۃ علی الاھل)

بیوی کو اپنے خاوند کا حق ادا کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عورت پانچ وقت کی نمازیں ادا کرے، رمضان المبارک کے روزے رکھے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔(سنن النسائی۔ ج ۶۔ ص ۶۸)

حضرت ابو ہریرۃؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اور حضرت ابن حبان اور بیہقی نے یہ اضافہ کیا ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے خاوند کے حق کو بیوی پر فائق رکھا ہے۔ (جامع الترمذی، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المراۃ، ابن حبان ۱۲۹۱)

صلح کا حکم

"وَاِنِ امْرَاَۃٌ خَافَتْ مِنْ م بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط وَاِنْ تُحْسِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ہ"

ترجمہ: ''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد دماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کر لیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں صلح بہتر چیز ہے، طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیز گاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبر دار ہے''۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۲۸)

ہر بیوی کے ساتھ عدل کرنے کا حکم

"وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْآ اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ط وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ہ"

ترجمہ: ''تم سے یہ کبھی نہیں ہو سکے گا کہ اپنی تمام بیویوں میں ہر طرح عدل کرو گو تم اس کی کتنی ہی خواہش و کوشش کر لو اس لئے بالکل ہی ایک کی طرف مائل ہو کر دوسری کو ادھڑ لٹکتی نہ چھوڑو اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار تو بے شک اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت اور رحمت والا ہے''۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۲۹)

تشریح: یہ کہ ایک شخص کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو دلی تعلق اور محبت میں وہ سب کے

ساتھ یکساں سلوک نہیں کرسکتا۔ کیونکہ محبت، فعل قلب ہے جس پر کسی کو اختیار نہیں خود نبی کریم ﷺ کو بھی اپنی بیویوں میں سے زیادہ محبت حضرت عائشہؓ سے تھی۔ خواہش کے باوجود انصاف نہ کرنے سے قلبی میلان اور محبت میں عدم مساوات ہے اگر یہ قلبی محبت ظاہری حقوق کی مساوات میں مانع نہ بنے تو عنداللہ مؤاخذہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاِنْ یَّتَفَرَّقَا یُغْنِ اللّٰهُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ط وَکَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَکِیْمًا"

اور اگر میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے نیاز کر دے گا اللہ تعالیٰ وسعت والا حکمت والا ہے۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۳۰)

تشریح: یہ تیسری صورت ہے کہ کوشش کے باوجود اگر نباہ کی صورت نہ بنے پھر طلاق کے ذریعے علیحدگی اختیار کر لی جائے۔ ممکن ہے علیحدگی کے بعد مرد کو مطلوبہ صفات والی بیوی اور عورت کو مطلوبہ صفات والا مرد مل جائے۔

اسلام میں طلاق کو اگرچہ سخت ناپسند کیا گیا ہے، طلاق حلال تو ہے لیکن یہ ایسا حلال ہے جو اللہ کو سخت ناپسند ہے۔

طلاق کا حکم

اسلام میں جس طرح نکاح کا حکم ہے اسی طرح دونوں میں اتفاق نہ ہونے کی صورت میں طلاق کے ذریعہ دونوں الگ ہو کر اپنی زندگی بہتر طریقہ سے گذار سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْح م بِاِحْسَانٍ ط وَلَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ شَیْئًا اِلَّآ اَنْ یَّخَافَآ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰه ط فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ہ"

''یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں پھر یا تو اچھائی سے روکنا یا عمدگی کے ساتھ چھوڑ دینا اور تمہیں حلال نہیں کہ تم نے انہیں جو دیا ہے اس میں سے کچھ بھی لو، ہاں یہ اور بات ہے کہ دونوں کو اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکنے کا خوف ہو اس لئے اگر تمہیں ڈر ہو کہ دونوں اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو عورت رہائی پانے کے لئے کچھ دے دے، اس میں دونوں پر گناہ نہیں یہ اللہ کی حدود ہیں خبردار ان سے آگے نہ بڑھنا''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۹)

تشریح: یعنی وہ طلاق جس میں خاوند کو (عدت کے اندر رجوع کا حق حاصل ہے، وہ دو مرتبہ ہے۔ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد شرعی طریقہ سے رجوع کرسکتا ہے۔ لیکن تیسری طلاق دینے کے بعد رجعت کی اجازت نہیں۔

زمانہء جاہلیت میں حق طلاق ورجوع غیر محدود تھا جس سے عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا تھا۔ لیکن قرآن نے بتایا کہ عورت خاوند سے علیحدگی حاصل کرنا چاہے تو اس صورت میں

خاوند عورت سے اپنا دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے۔ خاوند اگر علیحدگی قبول کرنے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت خاوند کو طلاق دینے کا حکم دے گی اور اگر وہ اسے نہ مانے تو علت نکاح فسخ کر دے گی۔ گویا خلع بذریعہ طلاق بھی ہو سکتا ہے اور بذریعہ فسخ بھی، دونوں صورتوں میں عدت ایک حیض ہے۔ (خلاصہ ابوداود، ترمذی، نسائی والحاکم [۔فتح القدیر])

تین طلاق کے بعد

"فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ ؕ فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡهِمَآ اَنۡ يَّتَرَاجَعَآ اِنۡ ظَنَّآ اَنۡ يُّقِيۡمَا حُدُوۡدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلۡكَ حُدُوۡدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوۡمٍ يَّعۡلَمُوۡنَ ۝"

''پھر اگر اس کو (تیسری بار) طلاق دے دے تو اب اس کے لئے حلال نہیں جب تک کہ وہ عورت اس کے سوا دوسرے سے نکاح نہ کرے، پھر اگر وہ بھی طلاق دے دے تو ان دونوں کو میل جول کر لینے میں کوئی گناہ نہیں، بشرطیکہ جان لیں کہ اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان فرما رہا ہے۔'' (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۰)

اس طلاق سے تیسری طلاق مراد ہے۔ یعنی تیسری طلاق کے بعد خاوند اب نہ رجوع کر سکتا ہے اور نہ نکاح البتہ عورت کسی اور جگہ نکاح کر لے اور دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے، یا فوت ہو جائے تو اس کے بعد اس سے نکاح جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالَّذِيۡنَ يُتَوَفَّوۡنَ مِنۡكُمۡ وَيَذَرُوۡنَ اَزۡوَاجًا يَّتَرَبَّصۡنَ بِاَنۡفُسِهِنَّ اَرۡبَعَةَ اَشۡهُرٍ وَّعَشۡرًا ۚ فَاِذَا بَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيۡكُمۡ فِيۡمَا فَعَلۡنَ فِىۡۤ

اَنۡفُسِهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِيۡرٌ ۝"

''تم میں سے جو لوگ فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں، وہ عورتیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن عدت میں رکھیں پھر جب مدت ختم کر لیں تو جو اچھائی کے ساتھ وہ اپنے لئے کریں اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے عمل سے خبردار ہے''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۴)

تشریح: یہ عدت وفات ہر عورت کے لئے ہے چاہے گھر میں رہے یا گھر کے باہر، جوان ہو یا بوڑھی۔ البتہ اس سے حاملہ عورت مستثنیٰ ہے، کیونکہ اس کی مدت عدت وضع حمل ہے اس عدت وفات میں عورت کو زیب و زینت کی (حتیٰ کہ سرمہ لگانے کی بھی) اور خاوند کے مکان سے کسی اور جگہ منتقل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

البتہ مطلقہ دوبارہ نکاح کے لئے عدت کے اندر زیب و زینت ممنوع نہیں ہے مطلقہ جس سے رجوع نہ ہو سکے اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض جواز کے اور بعض ممانعت کے قائل ہیں۔

یعنی عدت گزر جانے کے بعد وہ زیب و زینت اختیار کرے یا کسی اور جگہ نکاح کا بندوبست کرے، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیوہ کے عقد ثانی کو نہ برا سمجھنا چاہئے، نہ اس میں رکاوٹ ڈالنی چاہئے۔

عدت کے بعد

"وَاِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغۡنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمۡسِكُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ اَوۡ سَرِّحُوۡهُنَّ بِمَعۡرُوۡفٍ ۚ وَّلَا تُمۡسِكُوۡهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعۡتَدُوۡا ۚ وَمَنۡ يَّفۡعَلۡ ذٰلِكَ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا ۚ وَّاذۡكُرُوۡا نِعۡمَتَ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَمَاۤ اَنۡزَلَ عَلَيۡكُمۡ مِّنَ

الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ہ ع "

''جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر وہ اپنی عدت ختم کرنے پر آئیں تو اب انہیں اچھی طرح بساؤ یا بھلائی کے ساتھ الگ کر دو اور انہیں تکلیف پہنچانے کی غرض سے ظلم اور زیادتی کے لئے نہ روکو جو شخص ایسا کرے گا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تم اللہ کے احکام کو ہنسی کھیل نہ بناؤ اور اللہ کا احسان جو تم پر ہے یاد کرو اور جو کچھ کتاب و حکمت اس نے نازل فرمائی ہے جس سے تمہیں نصیحت کر رہا ہے اس سے بھی۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۱)

تشریح: اوپر کی آیت میں بتلایا گیا تھا کہ دو طلاق تک رجوع کرنے کا اختیار ہے اس آیت میں کہا جا رہا ہے کہ رجوع عدت کے اندر اندر ہو سکتا ہے، عدت گزرنے کے بعد نہیں۔

اس سے پہلے بعض لوگ مذاق میں طلاق دے دیتے یا نکاح کر لیتے، یا آزاد کر دیتے، پھر کہتے میں نے تو مذاق کیا تھا۔ اللہ نے اس کو آیات الٰہی کے ساتھ استہزا قرار دیا جس سے مقصود اس سے روکنا ہے۔

اس لئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مذاق میں بھی اگر کوئی مذکورہ کام کرے گا تو وہ حقیقت ہی سمجھا جائے گا اور مذاق کی طلاق، یا نکاح یا آزادی نافذ ہو جائے گی۔

(تفسیر ابن کثیر)

عدت کے بعد نکاح

"وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہ"

''اور جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو اور وہ اپنی عدت پوری کر لیں تو انہیں ان کے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق رضامند ہوں یہ نصیحت انہیں کی جاتی ہے جنہیں تم میں سے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر یقین و ایمان ہو اس میں تمہارے لئے بہترین صفائی اور پاکیزگی ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۲)

تشریح: اس میں مطلقہ عورت کی بابت ایک تیسرا حکم دیا جا رہا ہے وہ یہ کہ عدت گزرنے کے بعد (پہلی یا دوسری طلاق کے بعد) اگر سابقہ خاوند بیوی باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔

قسمیں کھانے کے بعد

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِنْ فَآءُوْ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ہ

''جو لوگ اپنی بیویوں سے (تعلق نہ رکھنے کی) قسمیں کھائیں، ان کے لئے چار مہینے کی مدت ہے پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۶)

تشریح: یعنی کوئی شوہر اگر قسم کھالے کہ اپنی بیوی سے ایک مہینہ یا دو مہینے تعلق نہیں رکھوں گا، پھر قسم کی مدت پوری کر کے تعلق قائم کر لیتا ہے تو کوئی کفارہ نہیں، ہاں اگر مدت پوری ہونے سے قبل تعلق قائم کرے گا تو کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر طلاق

''وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ہ"

''اور اگر طلاق کا ہی قصد کرلیں تو اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔

(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۷)

تین حیض

"وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ط وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِیْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا ط وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْم"

''طلاق والی عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں انہیں حلال نہیں کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو پیدا کیا ہو چھپائیں اگر انہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہو، ان کے خاوند اس مدت میں انہیں لوٹا لینے کے پورے حقدار ہیں اگر ان کا ارادہ اصلاح کا ہو اور عورتوں کو بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ ہاں مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے''۔ **(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲۸)**

ا۔اس سے وہ متعلقہ عورت مراد ہے جو حاملہ بھی نہ ہو(کیونکہ حمل والی عورت کی مدت وضع حمل تک ہے) جسے دخول سے قبل طلاق مل گئی ہو، وہ بھی نہ ہو(کیونکہ اس کی کوئی عدت ہی نہیں) جس کو حیض آنا بند ہو گیا ہو کیونکہ ان کی عدت تین مہینے ہے گویا مذکورہ عورتوں کے علاوہ صرف مدخولہ عورت کی عدت بیان کی جارہی ہے۔یعنی تین طہر یا تین حیض عدت گزار کے وہ دوسری شادی کرنے کی مجاز ہے سلف نے قروء کے دونوں ہی معنی صحیح قرار دیئے ہیں۔ **(ابن کثیر فتح القدیر)**

اس سے حیض اور حمل دونوں ہی مراد ہیں۔حیض نہ چھپائیں ،مثلاً کہے کہ طلاق

کے بعد مجھے ایک دو حیض آئے ہیں۔مقصد پہلے خاوند کی طرف رجوع کرنا ہو(اگر وہ رجوع کرنا چاہتا ہو) ۔اسی طرح حمل نہ چھپائیں کیونکہ نطفہ وہ پہلے خاوند کا ہوگا اور منسوب دوسرے خاوند کی طرف ہو جائے گا اور یہ سخت کبیرہ گناہ ہے۔

رجوع کرنے سے خاوند کا مقصد اگر تنگ کرنا نہ ہو تو عدت کے اندر خاوند کو رجوع کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔

دونوں کے حقوق ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں ،جن کے پورا کرنے کے دونوں شرعاً پابند ہیں، تاہم مرد کو عورت پر فضیلت یا درجہ حاصل ہے،مثلاً فطری قوتوں میں جہاد کی اجازت ہے میراث کے دوگنا ہونے میں ،قوامیت اور حاکمیت میں اور اختیار طلاق ور جوع (وغیرہ) میں۔

زانی کا حکم

"وَالّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡهِدُوۡا عَلَیۡهِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ فَاِنۡ شَهِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡهُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰهُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیۡلًا ۔"

”تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کا کام کریں ان پر اپنے میں سے چار گواہ طلب کرو،اگر وہ گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں قید رکھو، یہاں تک کہ موت ان کی عمریں پوری کردے یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے“۔(سورہ نساء آیت نمبر۱۵)

تشریح: اس میں بدکار عورتوں کی بدکاری کی سزا بتائی گئی ہے جب کہ زنا کی سزا متعین نہیں ہوئی تھی، عارضی طور پر مقرر کی گئی تھی، جس سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ اثبات زنا کے لئے چار مرد گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ گویا جس طرح زنا کی سزا سخت مقرر کی گئی ہے اس کے ثبوت کے لئے گواہوں کی کڑی شرط عائد کر دی گئی ہے یعنی چار مسلمان مرد عینی گواہ ہوں، اس کے بغیر شرعی سزا ممکن نہیں۔

راستہ سے مراد زنا کی وہ سزا ہے جو بعد میں مقرر کی گئی یعنی شادی شدہ زنا کار مرد وعورت کے لئے رجم اور غیر شادی شدہ بدکار مرد وعورت کے لئے سو سو کوڑے کی سزا ہے جس کی تفصیل سورہ نور اور احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالَّذٰنِ یَاۡتِیٰنِهَا مِنۡکُمۡ فَاٰذُوۡهُمَا فَاِنۡ تَابَا وَاَصۡلَحَا فَاَعۡرِضُوۡا عَنۡهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیۡمًا ۔"

”تم میں سے جو دو افراد ایسا کام کریں انہیں ایذا دو اگر وہ توبہ اور اصلاح کر لیں تو ان سے منہ پھیر لو بے شک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا ہے“۔

(سورہ نساء آیت نمبر۱۶)

تشریح: بعض نے اس آیت سے اغلام بازی مراد لی ہے یعنی عمل لواطت۔ دو مردوں کا آپس میں بدفعلی کرنا اور بعض نے اسے باکرہ مرد وعورت مراد لیئے ہیں اور اس سے قبل کی آیت کو انہوں نے محصنات یعنی شادی کے ساتھ خاص کیا ہے اور بعض نے اس سے تثنیہ کے صیغہ سے مراد لیا ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ باکرہ ہوں یا شادی شدہ (ابن جریر طبری) نے دوسرے مفہوم یعنی باکرہ (مرد وعورت) کو ترجیح دی ہے اور پہلی آیت میں بیان کردہ سزا کو نبی کریم ﷺ کی بتلائی ہوئی سزا سزائے رجم سے اور اس آیت میں بیان کردہ سزا کو سورہ نور میں بیان کردہ سو کوڑے کی سزا سے منسوخ قرار دیا ہے۔(تفسیر طبری)

ایذا دو یعنی زبان سے زجر و توبیخ اور ملامت یا ہاتھ سے کچھ زدوکوب کر لینا۔ اب یہ منسوخ ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

شرعی حد

"اَلزَّانِیَۃُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا مِائَۃَ جَلۡدَۃٍ وَّلَا تَاۡخُذۡکُمۡ بِهِمَا رَاۡفَۃٌ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَلۡیَشۡهَدۡ عَذَابَهُمَا طَآئِفَۃٌ مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۔"

”زنا کار عورت و مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ. ان پر اللہ کی شریعت کی حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ہرگز ترس نہ کھانا چاہیئے، اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر

ایمان ہوان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود ہونی چاہیئے''۔

(سورہ النور آیت نمبر ۲۳۴)

بدکاری کی ابتدائی سزا جو اسلام میں عبوری طور پر بتائی گئی تھی، اس میں کہا گیا تھا کہ اس کے لئے جب تک مستقل سزا مقرر نہ کی جائے، ان بدکار عورتوں کو گھروں میں بند رکھو، پھر جب سورۃ نور کی یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ فرمایا تھا، اس کے مطابق بدکار مرد و عورت کی مستقل سزا مقرر کر دی گئی ہے، وہ تم مجھ سے سیکھ لو، اور وہ ہے کنوارے (غیر شادی شدہ) مرد اور عورت کے لئے سو سو کوڑے اور شادی شدہ مرد اور عورت کو سنگساری کے ذریعے مار دینا۔ (صحیح مسلم)۔

پھر آپ ﷺ نے شادی شدہ زانیوں کے لئے سزا صرف رجم (سنگساری) بتائی ہے۔

اور ترس کھا کر سزا دینے سے گریز مت کرو، ورنہ طبعی طور پر ترس کا آنا، ایمان کے منافی نہیں، منجملہ یہ خواص طبائع انسانی میں سے ہے۔

اور یہ سراسر جہالت، احکام الٰہی سے بغاوت اور اللہ سے بھی زیادہ انسانوں کا ہمدرد اور خیر خواہ بننا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ رؤف رحیم کوئی نہیں۔

الزام لگانے والے کی سزا

" وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ "

ترجمہ: ''جو لوگ پاکدامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ پیش کر سکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں''۔

(سورہ النور آیت نمبر ۴)

تشریح: اس میں (بہتان تراشی) کی سزا بیان کی گئی ہے کہ جو مرد کسی پاک دامن عورت یا مرد پر زنا کی تہمت لگائے اسی طرح جو عورت کسی پاکدامن مرد یا عورت پر زنا کی تہمت لگائے اور بطور ثبوت چار گواہ پیش نہ کر سکے تو اس کے لئے تین حکم بیان کئے گئے ہیں انہیں اسی کوڑے لگائے جائیں اور ان کی شہادت قبول نہ کی جائے وہ عنداللہ و عندالناس فاسق ہیں۔

پردے کا حکم

"یٰۤاَ یُّھَا الَّذِ یْنَ اٰ مَنُوْ ا لَا تَدْ خُلُوْ ا بُیُوْ تًا غَیْرَ بُیُوْ تِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْ نِسُوْ ا
وَ تُسَلِّمُوْ ا عَلٰۤی اَ ھْلِھَا ط ذٰ لِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَ کَّرُوْ نَ ہ"

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کر لو یہی تمہارے لئے بہتر ہے تا کہ تم نصیحت حاصل کرو''۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۲۷)

ا۔اِ سْتِیْنَا س ؔ کے معنیٰ ہیں، معلوم کرنا، یعنی جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اندر کون ہے اور اس نے تمہیں اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی ہے، اس وقت تک داخل نہ ہو۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ پہلے سلام کرتے اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے۔

آپ ﷺ کا معمول یہ بھی تھا کہ تین مرتبہ آپ ﷺ اجازت طلب فرماتے اگر کوئی جواب نہیں آتا تو آپ ﷺ لوٹ آتے اور یہ بھی آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اجازت طلب کرنے کے وقت آپ ﷺ دروازے کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے، تا کہ سامنا نہ ہو جس سے بے پردگی کا امکان ہو۔ (صحیح بخاری)

پردے کے فضائل

یٰۤاَ یُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَ زْ وَ اجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَآ ءِ الْمُؤْ مِنِیْنَ یُدْ نِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَا
بِیْبِھِنَّ ط ذٰلِکَ اَدْ نٰۤی اَنْ یُّعْرَ فْنَ فَلَا یُؤْ ذَ یْنَ ط وَ کَا نَ اللّٰہُ غَفُوْ رًا رَّ حِیْمًا ہ

''اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔ (سورۃ الاحزاب: ۵۹)

پردہ طہارت و پاکیزگی ہے

یٰۤاَ یُّھَا الَّذِ یْنَ اٰ مَنُوْ ا لَا تَدْ خُلُوْ ا بُیُوْ تَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَ نْ یُّؤْ ذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَا مٍ غَیْرَ
نٰظِرِیْنَ اِنٰہُ ط وَلٰکِنْ اِ ذَ ا دُ عِیْتُمْ فَا دْ خُلُوْ ا فَا ذَ ا طَعِمْ تُمْ فَا نْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْ نِسِیْنَ
لِحَدِیْثٍ ط اِ نَّ ذَالِکُمْ کَا نَ یُؤْ ذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰہُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ
الْحَقِّ ط وَاِذَ ا سَاَلْتُمُوْ ھُنَّ مَتَا عًا فَسْئَلُوْ ھُنَّ مِنْ وَّ رَآ ءِ حِجَا بٍ ط ذٰ لِکُمْ اَطْھَرُ
لِقُلُوْ بِکُم وَقُلُوْ بِھِنَّ ط وَمَا کَا نَ لَکُمْ اَنْ تُؤْ ذُ وْ ا رَ سُوْلَ اللّٰہِ وَلَاۤ اَنْ تَنْکِحُوْ ا
اَ زْ وَجَہٗ مِنْ م بَعْدِ ہٖۤ اَبَدً ا ط اِ نَّ ذٰلِکُمْ کَا نَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا ہ

''اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو کھانے کے لئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو بلکہ جب بلایا جائے تب جاؤ اور جب کھا چکو تو جلدی نکل جاؤ، وہیں باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، تم نبی کی بیویوں سے کوئی بھی چیز پردے کے پیچھے سے طلب کرو تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی یہی ہے اور تمہارے جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہارے لئے یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کبھی بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے''۔ (سورۃ الاحزاب۔۵۳)

اسی لئے حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں ہے کہ آپ نے

فرمایا مردوں کی بہترین صف نماز میں پہلی ہے اور بدترین صف پچھلی ہے۔ اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بدترین صف پہلی ہے۔
(صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتھا وفضل الاول فالاول)

اجازت لے کر داخل ہونا

"فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ہ"

ترجمہ: "اگر وہاں تمہیں کوئی بھی نہ مل سکے تو پھر اجازت ملے بغیر اندر نہ جاؤ. اور اگر تم سے لوٹ جانے کو کہا جائے تو تم لوٹ ہی جاؤ، یہی بات تمہارے لئے پاکیزہ ہے، جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے." ۔(سورۃ النور آیت نمبر ۲۸)

مہمان خانے

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ہ"

ترجمہ: "ہاں غیر آباد گھروں میں جہاں تمہارا کوئی فائدہ یا اسباب ہو، جانے میں تم پر کوئی گناہ نہیں تم جو کچھ بھی ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے" ۔(سورہ النور آیت نمبر ۲۹)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس سے مراد وہ گھر ہیں، جو بطور خاص مہمانوں کے لئے الگ تیار یا مخصوص کر دیئے گئے ہوں. ان میں صاحب خانہ کی پہلی مرتبہ اجازت کافی ہے، بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس سے مراد سرائے ہیں جو مسافروں کے لئے ہی ہوتی ہیں یا

تجارتی گھر ہیں، یعنی جن میں تمہارا فائدہ ہو.

پھر اس میں ان لوگوں کے لئے سزا کا وعدہ ہے جو دوسروں کے گھروں میں داخل ہوتے وقت مذکورہ آداب کا خیال نہیں رکھتے۔

نگاہ اور شرم گاہ کی حفاظت

"قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ ط وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ط ذٰلِك زْكٰى لَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ہ"

ترجمہ: "مسلمان مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں یہ ان کے لئے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے" ۔
(سورہ النور آیت نمبر ۳۰)

تشریح: جب کسی کے گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت لینے کو ضروری قرار دیا گیا تو اس کے ساتھ ہی (آنکھوں کو پست رکھنے یا بند رکھنے) کا حکم دے دیا تا کہ اجازت طلب کرنے والا بھی بالخصوص اپنی نگاہوں پر کنٹرول رکھے.

اس طرح ناجائز استعمال سے اس کو بچائے یا انہیں اس طرح چھپا کر رکھیں کہ ان پر کسی کی نظر نہ پڑے۔

زینت کو ظاہر کرنے کی ممانعت

"وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ

"اَبۡنَآئِهِنَّ اَوۡ اَبۡنَآءِ بُعُوۡلَتِهِنَّ اَوۡ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اِخۡوَانِهِنَّ اَوۡ بَنِیۡۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوۡ نِسَآئِهِنَّ اَوۡ مَا مَلَكَتۡ اَيۡمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيۡنَ غَيۡرِ اُولِى الۡاِرۡبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفۡلِ الَّذِيۡنَ لَمۡ يَظۡهَرُوۡا عَلٰى عَوۡرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا يَضۡرِبۡنَ بِاَرۡجُلِهِنَّ لِيُـعۡلَمَ مَا يُخۡفِيۡنَ مِنۡ زِيۡنَتِهِنَّ ؕ وَتُوۡبُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيۡعًا اَيُّهَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ۞"

"مسلمان عورتوں سے کہو کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت میں فرق نہ آنے دیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈالے رہیں اور اپنی آرائش کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے والد یا اپنے خسر کے یا اپنے لڑکوں سے یا اپنے خاوند کے لڑکوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنے میل جول کی عورتوں کے یا غلاموں کے یا ایسے نوکر چاکر مردوں کے جو شہوت والے نہ ہوں یا ایسے بچوں کے جو عورتوں کے پردے کی باتوں سے مطلع نہیں اور اس طرح زور زور سے پاؤں مار کر نہ چلیں کہ ان کی پوشیدہ زینت معلوم ہو جائے، اے مسلمانو! تم سب کے سب اللہ کی جناب میں توبہ کرو تاکہ نجات پاؤ"۔ (سورہ النور آیت نمبر ۳۱)

تشریح: یہاں پردے کے احکام میں توبہ کا حکم دینے میں یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ان احکام کی خلاف ورزی بھی تم کرتے رہے ہو، وہ چونکہ اسلام سے قبل کی باتیں ہیں، اس لئے اگر تم نے سچے دل سے توبہ کر لی اور ان احکام مذکورہ کے مطابق پردے کا صحیح اہتمام کر لیا تو لازمی کامیابی اور دنیا اور آخرت کی سعادت تمہارا مقدر ہے۔

تین وقتوں میں اجازت

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لِيَسۡتَاۡذِنۡكُمُ الَّذِيۡنَ مَلَكَتۡ اَيۡمَانُكُمۡ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ

يَبۡلُغُوا الۡحُـلُمَ مِنۡكُمۡ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنۡ قَبۡلِ صَلٰوةِ الۡفَجۡرِ وَحِيۡنَ تَضَعُوۡنَ ثِيَابَكُمۡ مِّنَ الظَّهِيۡرَةِ وَمِنۡۢ بَعۡدِ صَلٰوةِ الۡعِشَآءِ ؕ ثَلٰثُ عَوۡرٰتٍ لَّـكُمۡ ؕ لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ وَلَا عَلَيۡهِمۡ جُنَاحٌۢ بَعۡدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوۡنَ عَلَيۡكُمۡ بَعۡضُكُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمُ الۡاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۞"

"ایمان والو! تم میں سے تمہاری ملکیت کے غلاموں کو اور انہیں بھی جو تم میں سے بلوغت کو نہ پہنچے ہوں (آپنے آنے کی) تین وقتوں میں اجازت حاصل کرنی ضروری ہے۔ نماز فجر سے پہلے اور ظہر کے وقت جب کہ تم اپنے کپڑے اتار دیتے ہو اور عشا کی نماز کے بعد، یہ تینوں وقت تمہاری خلوت (پردہ) کے ہیں، ان وقتوں کے ماسوا نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر، تم سب آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو، اللہ اس طرح کھول کھول کر اپنے احکام بیان فرما رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب علم اور کامل حکمت والا ہے"۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۵۸)

یعنی ان تینوں اوقات کے علاوہ گھر کے مذکورہ خدمت گزاروں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ اجازت طلب کئے بغیر گھر کے اندر آ جا سکتے ہیں۔

بیٹوں کو بھی اجازت لینے کا حکم

"وَاِذَا بَلَغَ الۡاَطۡفَالُ مِنۡكُمُ الۡحُـلُمَ فَلۡيَسۡتَاۡذِنُوۡا كَمَا اسۡتَاۡذَنَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَـكُمۡ اٰيٰتِهٖ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ ۞"

ترجمہ: "اور تمہارے بچے (بھی) جب بلوغت کو پہنچ جائیں تو جس طرح ان کے اگلے لوگ اجازت مانگتے ہیں انہیں بھی اجازت مانگ کر آنا چاہیئے اللہ تعالیٰ تم سے اسی طرح اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی علم و حکمت والا ہے"۔ (سورہ النور آیت نمبر ۵۹)

تشریح: ان بچوں سے مراد آزاد بچے ہیں، بلوغت کے بعد ان کا حکم عام مردوں کا سا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ جب بھی کسی کے گھر آئیں تو پہلے اجازت طلب کریں۔

بوڑھی عورتوں کے لئے گنجائش

"وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَةٍ ط وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ ط وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۔"

ترجمہ: ''بڑی بوڑھی عورتیں جنہیں نکاح کی امید (اور خواہش ہی) نہ رہی ہو وہ اگر اپنے کپڑے اتار رکھیں (یعنی پردہ) تو ان پر کوئی گناہ نہیں بشرطیکہ وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر کرنے والیاں نہ ہوں تاہم اگر ان سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے بہت افضل ہے، اور اللہ تعالیٰ سنتا اور جانتا ہے۔'' (سورہ النور آیت نمبر ۶۰)

تشریح: مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جن کو حیض آنا بند ہو گیا ہو اور ولادت کے قابل نہ رہی ہوں اس عمر میں بالعموم عورت کے اندر مرد کے لئے فطری طور پر جو جنسی کشش ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے نہ وہ کسی مرد سے نکاح کی خواہش مند ہوتی ہیں، نہ مرد ہی ان کے لئے ایسے جذبات رکھتے ہیں۔

ایسی عورتوں کو پردے میں تخفیف کی اجازت دے دی گئی ہے کپڑے اتار دینے سے مراد جو شلوار قمیض کے اوپر عورت پردے کے لئے بڑی چادر یا برقعہ وغیرہ کی شکل میں اوڑھتی ہے بشرطیکہ مقصد اپنی زینت اور بناؤ سنگھار کا اظہار نہ ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی عورت اپنی جنسی کشش کھو جانے کے باوجود اگر بناؤ سنگھار کے ذریعے اپنی جنسیت کو نمایاں کرنے کے مرض میں مبتلا ہو تو اس تخفیف پردہ کے حکم سے مستثنیٰ ہوگی اور اس کے لئے مکمل پردہ کرنا ضروری ہوگا۔

یعنی مذکورہ بوڑھی عورتیں بھی پردے میں تخفیف نہ کریں بلکہ بدستور بڑی چادر یا برقعہ بھی استعمال کرتی رہیں تو یہ ان کے لئے زیادہ بہتر ہے۔

بغیر اجازت داخل ہونے کی ممانعت

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰهُ ط وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ط وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ط ذٰلِکُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ط وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْ م بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمًا ه"

ترجمہ: ''اے ایمان والو! جب تک تمہیں اجازت نہ دی جائے، تم نبی کے گھروں میں نہ جایا کرو، کھانے کے لئے ایسے وقت میں کہ اس کے پکنے کا انتظار کرتے رہو، بلکہ جب بلایا جائے تب جاؤ اور جب کھا چکو تو نکل جایا کرو، اور باتوں میں مشغول نہ ہو جایا کرو، نبی کو تمہاری اس بات سے تکلیف ہوتی ہے، تو وہ لحاظ کر جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (بیان) حق میں کسی کا لحاظ نہیں کرتا، تم نبی کی بیویوں سے کوئی بھی چیز پردے کے پیچھے سے طلب کرو اس میں تمہارے اور ان کے دلوں کیلئے کامل پاکیزگی ہے اور نہ تمہیں جائز ہے کہ تم رسول اللہ کو تکلیف دو اور نہ تمہیں یہ حلال ہے کہ آپ کے بعد کسی وقت بھی آپ کی بیویوں سے نکاح کرو۔ یاد رکھو اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا گناہ ہے''۔ (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۳)

اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت پر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ولیمے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تشریف لائے جن میں سے بعض کھانے کے بعد بیٹھے ہوئے باتیں

کرتے رہے جس سے آپ ﷺ کو خاص تکلیف ہوئی، تاہم حیا اور اخلاق کی وجہ سے آپ ﷺ نے انہیں جانے کے لئے نہ کہا۔ (صحیح بخاری)

یہ پردے کی حکمت ہے کہ اس سے مرد اور عورت کے دل شک سے ایک دوسرے کے ساتھ فتنے میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہیں گے۔

کن عورتوں سے پردہ نہیں ہے

"لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَا اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ہ"

ترجمہ: "ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ اپنے باپوں اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی (میل جول کی) عورتوں اور ملکیت کے ماتحتوں (لونڈی غلام) کے سامنے ہوں (عورتو!) اللہ سے ڈرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر شاہد ہے"۔

(سورہ ازحزاب آیت نمبر ۵۵)

تشریح: جب عورتوں کے لئے پردے کا حکم نازل ہوا تو پھر گھروں میں موجود اقارب یا ہر وقت آنے جانے والے رشتے داروں کی بابت سوال ہوا کہ ان سے پردہ کیا جائے یا نہیں؟ چنانچہ اس آیت میں ان قریبی رشتے داروں کا ذکر کیا گیا جن سے پردے کی ضرورت نہیں اس کی تفصیل سورۂ نور کی آیت نمبر ۳۱ میں بھی گزر چکی ہے۔

یہاں عورتوں کو تقویٰ کا حکم دے کر واضح کر دیا گیا کہ اگر تمہارے دلوں میں تقویٰ ہوگا تو پردے کا جو اصل مقصد، قلب و نظر کی طہارت اور عصمت کی حفاظت ہے، وہ یقیناً تمہیں حاصل ہوگا، ورنہ حجاب کی ظاہری پابندیاں تمہیں گناہ میں ملوث ہونے سے نہیں بچا سکیں گی۔

عورتوں کو چادر اوڑھنے کا حکم

"يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ہ"

"اے نبی! اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ وہ اپنے اوپر چادریں لٹکایا کریں۔ اس سے بہت جلد ان کی شناخت ہو جایا کرے گی پھر نہ ستائی جائیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"۔ (سورہ احزاب آیت نمبر ۵۹)

تشریح: اس میں پردے کی حکمت اور اس کے فائدے کا بیان ہے کہ اس سے ایک شریف زادی اور باحیا عورت اور بے شرم اور بدکار عورت کے درمیان پہنچان ہوگی پردے سے معلوم ہوگا کہ یہ خاندانی عورت ہے جس سے چھیڑ خانی کی جرات کسی کو نہیں ہوگی۔ اس کے برعکس بے پردہ عورت اوباشوں کی نگاہوں کا مرکز اور ان کی ھوس کا نشانہ بنے گی۔

دودھ پلانے کی مدت

وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ م بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذٰلِكَ فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ط وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ تَسْتَرْضِعُوْٓا اَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّآ اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ہ"

"مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں جن کا ارادہ دودھ پلانے کی مدت بالکل پوری کرنے کا ہو اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو مطابق دستور کے ہو ہر شخص کو اتنی ہی تکلیف دی جاتی ہے جتنی اس کی طاقت ہو ماں کو اس بچے کی وجہ سے یا باپ کو اس کی اولاد کی وجہ سے کوئی ضرر نہ پہنچایا جائے وارث پر بھی اسی جیسی ذمہ داری ہے۔

پھر اگر دونوں (یعنی ماں باپ) اپنی رضامندی سے باہمی مشورے سے دودھ چھڑانا چاہیں تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں جب کہ تم ان کو مطابق دستور کے جو دینا ہو وہ ان کے حوالے کر دو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور جانتے رہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے عمال کی دیکھ بھال کر رہا ہے"۔(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۳۳)

تشریح: اس آیت میں مسئلہ رضاعت کا بیان ہے۔اس میں پہلی بات یہ کہ مدت رضاعت پوری کرنی چاہے تو وہ دو سال پورے دودھ پلائے ان الفاظ سے کم مدت تک دودھ پلانے کی بھی گنجائش نکلتی ہے دوسری بات یہ معلوم ہوئی مدت رضاعت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے، جیسا کہ ترمذی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوعاً روایت ہے۔

ماں کو تکلیف پہنچانا یہ ہے کہ مثلاً ماں بچے کو اپنے پاس رکھنا چاہے، مگر ممتا کے جذبے کو نظر انداز کر کے بچہ زبردستی اس سے چھین لیا جائے، یا یہ کہ بغیر خرچ کے ذمہ داری اٹھائے، اسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے۔ باپ کو تکلیف پہنچانے سے مراد یہ ہے کہ ماں دودھ پلانے سے انکار کر دے، یا اس کی حیثیت سے زیادہ کا اس سے مالی مطالبہ کرے۔

باپ کے فوت ہو جانے کی صورت میں یہی ذمہ داری وارثوں کی ہے کہ وہ بچے کی ماں کے حقوق صحیح طریقے سے ادا کریں، تا کہ نہ عورت کو تکلیف ہو نہ بچے کی پرورش اور نگہداشت متأثر ہو۔

ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے دودھ پلوانے کی اجازت ہے بشرطیکہ اس کا معاوضہ دستور کے مطابق ادا کیا جائے۔

والدین اور پڑوسیوں کے حقوق

"وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوٰلِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ"

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسائے سے اور پہلو کے ساتھی سے اور راہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں (غلام، کنیز) یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا"۔(سورہ نساء آیت نمبر ۳۶)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ پڑوسی سے بہ حیثیت پڑوسی کے حسن سلوک کیا جائے رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، جس طرح کہ حدیث میں بھی اس کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

اسی طرح رفیق سفر، شریک کار وہ شخص بھی ہے جو فائدے کی امید پر کسی کی قربت و ہم نشینی اختیار کرے یا کسی کاروباری سلسلہ میں آپ کے پاس بیٹھنے کا موقع ملے۔(فتح القدیر)

اس میں گھر، دکان اور کارخانوں، ملوں کے ملازم اور نوکر چاکر بھی آجاتے ہیں۔

اسی لئے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید حدیث میں آئی ہے۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہوسکتا وہ مؤمن نہیں ہوسکتا پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کون مؤمن نہیں ہوسکتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری:۶۰۱۶)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی بندہ مسلمان نہیں جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کے لئے وہی کچھ نہیں چاہے جو اپنے لئے چاہتا ہے''۔ (مسلم:۴۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص ایماندار نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہے۔

(سلسلۃ الأحادیث:۱۴۹)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمان عورت! ہرگز کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کو حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کا کھرُ ہی کیوں نا ہو۔ (بخاری:۲۵۶۶)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسیوں میں سے بہترین پڑوسی اللہ کے یہاں وہ ہیں جو اپنے پڑوسی کے لئے بہتر ہو۔ (ترمذی:۱۹۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل تاکید و تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اسے ضروری قرار دے دیں گے۔ (بخاری:۶۰۱۴۔۶۰۱۶)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اے ابوذر جب تم شوربے والا سالن پکاؤ تو اس کا شوربہ زیادہ کرلیا کرو اور اپنے پڑوسی کا خیال رکھا کرو''۔ (مسلم:۲۶۲۵)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں یوں دو انگلیوں شہادت اور درمیانی انگلی کی طرح قریب ہونگے۔ (بخاری:۶۰۰۵)

ماں باپ کے ساتھ احسان

"وَ قَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ہ"

ترجمہ: ''اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات کرنا''۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳)

تشریح: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، جس سے والدین کی اطاعت، ان کی خدمت اور ان کے ادب و احترام کی اہمیت واضح ہے. گویا ربوبیت الٰہی کے تقاضوں کے ساتھ اطاعت والدین کے تقاضوں کی ادائیگی ضروری ہے۔

احادیث میں بھی اس کی اہمیت اور تاکید کو خوب واضح کردیا گیا ہے، پھر بڑھاپے میں بطور خاص ان کے سامنے اُف تک کہنے اور ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ بڑھاپے میں والدین کمزور، بے بس اور لاچار ہوجاتے ہیں، جب کہ اولاد جوان اور وسائل معاش پر قابض ہوجاتے ہیں اور جوانی کے جذبات اور بڑھاپے کے سرد و گرم تجربات

میں تصادم ہوتا ہے ان حالات میں والدین کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل مرحلہ ہوتا ہے. تاہم اللہ کے یہاں سرخ رو وہی ہوگا جو ان تقا ضوں کو ملحوظ رکھے گا.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ
وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ
سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیْۤ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ
وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَ
اِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ
عَنْ سَیِّاٰتِهِمْ فِیْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ "

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے. اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کر کے اسے جنا اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے ہیں یہاں تک کہ جب وہ اپنی پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے۔

اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی صالح بنا. میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں. یہ وہ لوگ ہیں جن کے نیک اعمال تو ہم قبول فرما لیتے ہیں اور جن کے بعض اعمال سے درگزر کر لیتے ہیں، یہ جنتی لوگوں میں ہیں. اس سچے وعدے کے مطابق جو ان سے کیا جاتا ہے. (الاحقاف۔۱۵۔۱۶)

تمام اعمال میں زیادہ محبوب عمل

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا

اللہ کو سب سے زیادہ کون سا عمل محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ نماز کو اپنے وقت پر ادا کرنا انہوں نے کہا پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، ابن مسعود نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تفصیل بتائی اور اگر میں آپ سے اور سوالات کرتا تو آپ مجھے اور زیادہ بھی بتلاتے۔ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے، میں نے بطور ادب اور آپ ﷺ کے اکرام کے خیال سے آپ سے زیادہ سوالات نہ کیے۔

(صحیح البخاری۔ کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل الصلاۃ لوقتھا، وصحیح مسلم کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الایمان)

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ تمام اعمال میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ ایمان لانا، اس نے کہا پھر اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، اس نے کہا اس کے بعد؟ آپ ﷺ نے فرمایا حج مبرور۔ (صحیح مسلم، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال)

تشریح۔ حج مبرور سے مراد وہ حج ہے جو کتاب وسنت کے مطابق ادا کیا جائے اور اس میں کسی قسم کی بے حیائی نافرمانی اور جھگڑا نہ ہو، حدیث کے مطابق اس کا بدلہ جنت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الحج والعمرۃ)

سب سے زیادہ مستحق ماں

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا اللہ کے رسول میرے اچھے سلوک کا سب سے زیادہ کون حق دار ہے؟ فرمایا، تمہاری ماں، اس نے پوچھا اس کے بعد کون ہے؟ فرمایا، تمہاری ماں پھر پوچھا اس کے بعد کون؟ فرمایا، تمہاری ماں۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تمہارا باپ ہے۔،،

اور مسلم شریف کے لفظ ہیں کہ پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو پھر

جوتمہارے سب سے زیادہ قریب ہواور بخاری شریف کی روایت میں بھی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من أحق الناس بحسن الصحبۃ وصحیح مسلم۔کتاب البر والصلۃ، باب بر الوالدین وأیھما احق بہ)

والد جنت کے دروازوں میں سے ایک ہے

حضرت ابوعبدالرحمان سُلَمی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداءؓ کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا کہ میری بیوی ہے۔اور میری ماں اس کو طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ابودرداءؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔والد جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ دروازہ ہے،آگے ابودرداء کا کلام ہے۔

پس اگر تو چاہے تو اس دروازے کو گرادے یا اس کی حفاظت کر،اور ابن ابی عمر راویؒ بیان کرتے ہیں کہ کبھی سفیان راوی نے یہ لفظ کہا میری ماں اور کبھی یہ لفظ کہا میرا باپ۔

(جامع الترمذی۔أبواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین)

باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں سے حسن سلوک

حضرت عبداللہ بن دینارؒ ابن عمرؓ سے بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ مکہ جاتے تو ان کے پاس گدھا ہوتا،جب وہ اونٹ کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو کر راحت حاصل کرتے،اور ایک عمامہ ہوتا جسے وہ سر پر باندھ لیتے۔

ایک دن وہ اس گدھے پر سوار تھے۔آپ کے پاس سے ایک دیہاتی گزرا،آپ نے اسے پہچانتے ہوئے اس سے پوچھا کیا تو فلاں بن فلاں کا بیٹا نہیں ہے؟اس نے جواب دیا کیوں نہیں یعنی اسی کا بیٹا ہوں آپ نے وہ گدھا اسے دے دیا اور فرمایا،اس پر سوار ہوجا اور اسے عمامہ بھی دے دیا،اور کہا اس کو اپنے سر پر باندھ لے۔

حضرت ابن عمرؓ کے ساتھیوں میں سے بعض نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔آپ نے اس دیہاتی کو وہ گدھا بھی دے دیا جس پر آپ دوران سفر آرام کرتے تھے،اور وہ عمامہ بھی دے دیا جس کے ساتھ آپ اپنا سر باندھتے تھے۔

ابن عمرؓ نے فرمایا،میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کے دوستوں سے تعلق برقرار رکھے اور ان سے حسن سلوک کرے اور تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا باپ عمرؓ کا دوست تھا۔

(صحیح مسلم۔کتاب البر والصلۃ، باب فضل صلۃ اصدقاء الاب والام ونحوھما)

خالہ اور ماموں سے صِلہ رحمی کی فضیلت

حضرت ابواسحاقؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے براء بن عازبؓ سے سنا،انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیقعدہ میں عمرہ کا احرام باندھا۔لیکن مکہ والوں نے آپ ﷺ کو شہر میں داخل نہیں ہونے دیا،آخر اس پر صلح ہوئی کہ آئندہ سال آپ مکہ میں تین روز قیام کریں گے حدیث طویل ہے اور اس میں حمزہؓ کی بیٹی کے پرورش کے متعلق علی جعفر اور زیدؓ کے جھگڑے کا قصہ ہے۔اور اس کے آخر میں ہے نبی کریم ﷺ نے بچی کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا: خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔(صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب کیف یکتب ھذا ما صالح فلاں بن فلاں)

صِلہ رحمی سے رزق اور عمر میں اضافہ

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے،اور ایک روایت میں ہے کہ۔جو چاہتا ہے کہ اس کی روزی فراخ ہو۔،،

(البخاری، کتاب البیوع، باب من احب البسط فی الرز)

حضرت ابو ہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، جو شخص پسند کرتا ہو کہ اس کے رزق میں فراخی ہو اور اسکی عمر دراز ہو جائے تو وہ صلہ رحمی کرے۔ (صحیح البخاری، کتاب الادب، باب من بسط لہ فی الرزق لصلۃ الرحم)

بیوہ، مسکین اور یتیم کے کام آنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بیواؤں اور مسکینوں کے کام آنے والا اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کے برابر ہے، یا رات بھر عبادت کرنے والے اور دن کو روزے رکھنے والے کے برابر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب النفقات باب فضل النفقۃ علی الاھل)

بیٹیوں یا بہنوں کے ساتھ احسان کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن ابوبکرؓ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن زبیر نے مجھے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ نے ان کو بیان کیا۔ ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ میرے پاس آئی اور سوال کرنے لگی پس میرے پاس دینے کے لیے صرف ایک کھجور تھی، میں نے وہ کھجور اسے دے دی اور اس نے وہ کھجور اپنی دو لڑکیوں میں تقسیم کر دی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی ، اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ جس شخص کی بیٹیوں کے ذریعے آزمائش کی جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ اس کیلئے جہنم سے پردہ بن جائیں گی۔

اور ایک روایت میں ہے، جس شخص کی ان بیٹیوں کے ذریعے آزمائش کی گئی۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الوالد وتقبیلہ ومعانقتہ وصحیح البخاری، کتاب الزکاۃ باب اتقوا النار ولو بشق تمرۃ والقلیل من الصدقۃ)

رشتہ داروں اور مسافروں کا حق

"وَ اٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ہ"

ترجمہ: ''اور رشتے داروں کا اور مسکینوں اور مسافروں کا حق ادا کرتے رہو اور اسراف اور بیجا خرچ سے بچو''۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ٢٦)

تشریح: قرآن کریم کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ غریب رشتہ داروں، مساکین اور ضرورت مند مسافروں کی امداد کرکے، ان پر احسان نہیں جتلانا چاہیئے کیونکہ یہ ان پر احسان نہیں ہے، بلکہ مال کا وہ حق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اصحاب مال کے مالوں میں مذکورہ ضرورت مندوں کا رکھا ہے۔

اگر صاحب مال یہ حق ادا نہیں کرے گا تو عنداللہ مجرم ہوگا. گویا یہ حق کی ادائیگی ہے، نہ کہ کسی پر احسان اسی طرح رشتے داروں کے پہلے ذکر سے ان کی اولیت اور اہمیت بھی واضح ہوتی ہے. رشتے داروں کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کو، صلہ رحمی کہا جاتا ہے، جس کی اسلام میں بڑی تاکید ہے۔

نرمی سے سمجھانے کا حکم

"وَ اِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ہ"

ترجمہ: ''اور اگر تجھے ان سے منہ پھیر لینا پڑے اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں، جس کی امید رکھتا ہے تو بھی تجھے چاہیے کہ عمدگی اور نرمی سے انہیں سمجھا دے''۔ (سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ٢٨)

تشریح: یعنی مالی استطاعت کے فقدان کی وجہ سے، جس کے دور ہونے کی اور کشائش رزق کی اپنے رب سے امید رکھے اگر غریب رشتے دار، اور ضرورت مندوں سے اعراض کرے یعنی اظہار معذرت کرنا پڑے تو نرمی اور عمدگی کے ساتھ معذرت

کرے یعنی جواب بھی دیا جائے تو نرمی اور پیار ومحبت کے لہجے میں نہ کہ ترشی اور بد اخلاقی کے ساتھ۔

عدل اور بھلائی کا حکم

"اِنَّ اللّٰہَ یَاْ مُرُ بِا لْعَدْ لِ وَ الْاِ حْسَا نِ وَ اِیْتَآ ئِ ذِ ی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآ ءِ وَ الْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَ کَّرُوْنَ ہ"

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، نا شائشتہ حرکتوں اور ظلم و زیادتی سے روکتا ہے، وہ خود تمہیں نصیحتیں کررہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔ (سورہ نحل آیت نمبر۹۰)

تشریح: عدل کے مشہور معنیٰ انصاف کرنے کے ہیں. یعنی اپنوں اور بیگانوں سب کے ساتھ انصاف کیا جائے، کسی کے ساتھ دشمنی یا عناد یا محبت یا قرابت کی وجہ سے، انصاف کے تقاضے مجروح نہ ہوں۔ ایک دوسرے معنی اعتدال کے ہیں یعنی کسی معاملے میں بھی زیادتی یا کمی کا ارتکاب نہ کیا جائے. حتیٰ کہ دین کے معاملے میں بھی. کیونکہ دین میں زیادتی کا نتیجہ حد سے زیادہ گزر جانا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال کے ترازو میں حسن اخلاق سے وزنی کوئی چیز نہیں ہوگی۔ (ابوداؤد:۴۷۹۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کامل ترین ایمان ان لوگوں کا ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اچھے ہیں۔

(ابوداؤد:۴۶۸۲)

حضرت علقمہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت کیسے کرتے تھے۔ کیا آپ نے کچھ ایام خاص کر رکھے تھے؟ جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں ہیشگی ہوتی تھی۔ (بخاری:۶۴۶۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس طرح ہے: اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوب ترین عمل وہ ہے جو باقاعدہ کیا جائے چاہے تھوڑا ہی ہو۔ (بخاری:۶۴۶۴)

خوش خلقی کی ابتداء مسکراہٹ سے ہوتی ہے، جو کہ ایک اچھا عمل ہے اور حدیث میں اسے صدقے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ تیرا مسلمان بھائی کو دیکھ کر مسکرانا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی:۱۹۵۶)

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پاس اندر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی آپ نے مجھے دیکھا آپ نے مسکرا دیا۔ (مسلم:۲۴۷۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی گفتگو بھی صدقہ ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ میٹھا لہجہ اختیار کرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والا ہر شخص آپ کی محبت میں گرفتار ہو جاتا تھا اور ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس سے محبت کرتے ہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی یہی خیال کرتے تھے۔ ایک روز انہوں نے جرأت کر کے پوچھ ہی لیا۔ اللہ کے رسول ﷺ آپ سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے پھر پوچھا، اسی طرح آپ نے

اور نام بتائے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں اس ڈر سے خاموش ہو گیا کہ کہیں آپ مجھے سب سے آخر میں نہ کر دیں۔(بخاری:۴۳۵۸)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کنٹرول کرنے کا بڑا آسان نسخہ بتایا ہے، آپ کا فرمان ہے: اگر تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اس طرح کرنے سے اگر غصہ دور ہو جائے تو ٹھیک، ورنہ لیٹ جائے۔(ابوداؤد:۴۷۸۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ ہوا کرو۔(بخاری:۶۱۱۶)

حضرت جریر بن عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔(بخاری:۷۳۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اناج کا ایک ڈھیر دیکھا آپ ﷺ نے ڈھیر میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو آپ ﷺ کی انگلیوں کو تری محسوس ہوئی آپ ﷺ نے ڈھیر کے مالک کو مخاطب کر کے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا: اللہ کے رسول ﷺ اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر تو نے اس بھیگے ہوئے اناج کو اوپر کیوں نہیں رکھا کہ لوگ دیکھ لیتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم سے نہیں۔(مسلم:۱۰۲)

عام مسلمانوں کے حقوق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں: پوچھا گیا وہ کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اُس سے ملو تو السلام علیکم کہو، اور جب وہ تم کو دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو، اور جب وہ تم سے خیر خواہی طلب کرے تو تم اس کی خیر خواہی کرو اور جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمد للہ کہے تو تم یرحمک اللہ کہو، اور وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو اور جب وہ مر جائے تو اس کے جنازہ میں شریک ہو۔(مسلم:۲۱۶۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”جب تک تم ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو سکو گے اور جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو گے، مؤمن نہ ہو گے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اسے کر لو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں السلام علیکم کو خوب پھیلاؤ۔(مسلم:۵۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”جس نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔(مسلم:۱۴۳۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔(مسلم:۲۵۸۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے کہا: کس سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے اس کی کتاب سے اس کے رسول سے مسلمانوں کے حکمرانوں سے اور عام مسلمانوں سے۔(مسلم:۵۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ نے فرمایا:

جس نے جنازہ میں شرکت کی اور نماز جنازہ پڑھی، تو اسے ایک قیراط ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔ (بخاری:۱۳۲۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

’’جو لوگ مؤمن مردوں اور مؤمن عورتوں کو ایذاء پہونچاتے ہیں، جب کہ انہوں نے کوئی جرم نہ کیا ہو تو یقیناً ان لوگوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اٹھایا۔

(سورہ احزاب:۵۸)

اور اکثر ہوتا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی پر کوئی تکلیف مسلط کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ آخرت سے پہلے دنیا ہی میں اس سے انتقام لے لیتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور چیزوں کی قیمت بتانے میں مبالغہ اور دھوکے سے کام نہ لو آپس میں دشمنی اور دھوکے سے کام نہ لو، آپس میں دشمنی نہ رکھو، نہ تعلقات منقطع کرو کوئی تم میں سے دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی ہو جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے یارو مددگار چھوڑے نہ اس کو حقیر جانے۔ تقویٰ اور پرہیز گاری یہاں ہے اور اپنے سینے کی طرف تین مرتبہ اشارہ کیا یعنی ظاہر میں عمدہ اعمال کرنے سے آدمی متقی نہیں ہوتا جب تک اس کا سینہ صاف نہ ہو، یہ برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کا خون، مال، عزت وآبرو دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم:۲۵۶۴)

خواب کا بیان

"لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا"

’’یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خواب سچا دکھایا کہ انشاء اللہ تم یقیناً پورے امن وامان کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہوگے سر منڈواتے ہوئے (چین کے ساتھ) نڈر ہو کر، وہ ان امور کو جانتا ہے جنہیں تم نہیں جانتے پس اس نے اس سے پہلے ایک نزدیک کی فتح تمہیں میسر کی‘‘۔ (سورۃ الفتح:۲۷)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا آپ ﷺ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔۔۔۔آخر حدیث تک (صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب اول مابدی بہ رسول اللہ ﷺ)

مومن کا سچا خواب

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔،،

اور ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا۔ تو اس نے مجھے دیکھا۔ کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اور مومن کا خواب نبوت

کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔
(صحیح البخاری، کتاب التعبیر ۔باب رؤیا الصالحین ۔وصحیح مسلم ۔کتاب الرؤیا صحیح البخاری، کتاب التعبیر ،باب من رأی النبی ﷺ فی المنام)

تشریح: اس حدیث میں مومن کے خواب کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے کہ یہ نبوت کے اجزا میں سے ایک جز ہے۔اس میں بڑی فضیلت ہے، اگر مومن کا خواب نبوت کے ہزار اجزاء میں سے بھی ایک جز بیان کیا جاتا تو اس کی بڑی فضیلت ہوتی۔مومن کے خواب کی نبوت سے مشابہت اس طرح ہے کہ نبوت الانبیاء سے ماٴ خوذ ہے جس کا لغت میں معنی خبر دینا ہے۔

اسی طرح خواب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سچی خبر ہے۔جس میں جھوٹ نہیں ہوتا جیسے نبوت کا معنی بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچی خبر جس میں جھوٹ نہیں ہوتا اس طرح خبر کے سچے ہونے میں خواب نبوت کے مشابہہ ہو گیا۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے''۔
(صحیح البخاری، کتاب التعبیر ،باب الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزء من النبوۃ)

نوٹ:۔اس اہمیت کے باوجود خواب حجت نہیں بنے گا اور نہ دوسروں کو اس کے ذریعہ متاثر کیا جا سکتا ہے۔

نیک خواب مبشرات (خوشخبریوں) میں سے ہیں

" لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیاۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ ط لَا تَبْدِیْلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ط ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ "

ان کے لئے دنیاوی زندگی میں اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے اللہ تعالیٰ کی

باتوں میں کچھ فرق ہوا نہیں کرتا۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔(سورہ یونس:۶۴)

''حضرت ابو ہریرۃ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا اور سچا خواب اللہ کی طرف سے خوشخبری ہے اور وہ مبشرات خوشخبریوں میں سے ہے''۔
(تفسیر ابن جریر۔۱۱/۹۴۔روایت صحیح ہے)

حضرت سعید بن مسیّبؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃؓ نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، نبوت میں سے صرف مبشرات خوشخبری ہی باقی رہ گئی ہیں۔صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔سچا خواب۔''

نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی فضیلت

''حضرت ابو سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا۔جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری صورت میں نہیں آتا امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ امام ابن سیرینؒ نے فرمایا، کوئی شخص جب رسول اللہ ﷺ کو آپ کی صورت میں دیکھے'' تو اس سے آپ ﷺ کو ہی دیکھا۔(صحیح البخاری، کتاب التعبیر ،باب من رأی النبی ﷺ فی المنام)

اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں، جس نے مجھے دیکھا اس نے حق دیکھا۔کیونکہ شیطان کے لئے لائق نہیں ہے کہ وہ میری صورت اختیار کر سکے۔اور یہ روایت ابن ماجہ میں بھی ہے۔

سلام اور جواب کا بیان

" یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیۡنَ اٰ مَنُوۡ آ اِذَ ا ضَرَ بۡتُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَتَبَیَّنُوۡا وَ لَا تَقُوۡ لُوۡ ا لِمَنۡ اَلۡقٰۤی اِلَیۡکُمُ السَّلٰمَ لَسۡتَ مُؤۡ مِنًا تَبۡتَغُوۡنَ عَرَضَ ا لۡحَیٰو ۃِ الدُّنۡیَا فَعِنۡدَاللّٰہِ مَغَا نِمُ کَثِیۡرَ ۃٌ ؕ کَذٰ لِکَ کُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلُ فَمَنَّ اللّٰہُ عَلَیۡکُمۡ فَتَبَیَّنُوۡا اِنَّاللّٰہَ کَا نَ بِمَا تَعۡمَلُوۡن خَبِیۡرًا "

''اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جا رہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو اور جو تم سے سلام کرے تم اسے یہ نہ کہہ دو کہ تو ایمان والا نہیں تم دنیاوی زندگی کے اسباب کی تلاش میں ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت سی نعمتیں ہیں پہلے تم بھی ایسے ہی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا لہٰذا تم ضرور تحقیق اور تفتیش کر لیا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے با خبر ہے''۔(سورۃ النساء۔۹۴۔)

حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت کی تشریح میں فرمایا کہ جو تمہیں سلام کرتا ہوا سے یہ مت کہو کہ تو مؤمن ہی نہیں۔ایک شخص اپنی بکریاں چرا رہا تھا کچھ مسلمان ایک مہم پر جاتے ہوئے اسے ملے تو اس شخص نے کہا السلام علیکم لیکن مسلمانوں نے بہانہ ساز جان کر اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریوں پر قبضہ کر لیا۔اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی،آخر آیت عرض الحیاۃ الدنیا۔اس سے انہی بکریوں کی طرف اشارہ تھا۔راوی نے بیان کیا کہ ابن عباسؓ نے السلام،قراءت کی ہے اور مشہور قراءت بھی یہی ہے۔

(صحیح البخاری،کتاب التفسیر،باب ولاتقولوالمن القیٰ الیکم السلام لست مومنا)

تشریح: اس حدیث میں مذکورہ آیت اور اس کے شان نزول سے معلوم ہوا کہ جو شخص بھی

سلام کا اظہار کرے اس کا خون۔مال اس وقت تک حلال نہیں جب تک شرعی تقاضہ نہ ہو۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ مسلمانوں کا آپس میں تحفہ اور پہچان کی علامت ہے جس کا التزام اور احترام کرنا چاہیے یعنی آپس میں سلام کو عام کیا جائے اور سلام کرنے والے کا اکرام واحترام کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاِ ذَ ا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَ حۡسَنَ مِنۡھَآ اَوۡ رُدُّوۡ ھَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡ ءٍ حَسِیۡبًا "

''اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے''۔(سورۃ النساء۔۸۶)

''حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کون سا اسلام بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہ تم کھانا کھلاؤ اور واقف و ناواقف کو سلام کرو''۔(صحیح البخاری،کتاب الایمان،باب اطعام الطعام من الاسلام،وصحیح مسلم کتاب الایمان)

السلام۔اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،السلام اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے،جس کو اللہ نے زمین پر رکھ دیا ہے،پس تم آپس میں سلام پھیلاؤ۔

(الادب المفرد للامام البخاری۔۹۸۹)

مصافحہ کرنے کی فضیلت

حضرت براء بن عازبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب

دومسلمان آپس میں ملاقات کریں اور مصافحہ کریں تو ان دونوں کو ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے بخش دیا جاتا ہے۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الصافحۃ۔ وجامع الترمذی۔ ابواب الاستئذاان والاداب، باب ماجاء فی المصافحۃ۔ ۲۷۲۷)

خندہ پیشانی سے ملنے کی فضیلت

حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا، نیکی کے کسی بھی کام کو حقیر مت سمجھنا خواہ تم اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔،،

(صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ، بابا استحباب طلاقۃ الوجہ عند اللقاء)

تجارت کا اسلامی طریقہ

"يَآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَاكُلُوٓا اَمْوَلَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ه"

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اپنے آپس کے مال ناجائز طریقہ سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے ہو خرید وفروخت اور اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نہائت مہربان ہے''۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۲۹)

تشریح: بِالْبَاطِلِ میں دھوکا، فریب، جعل سازی، ملاوٹ کے علاوہ تمام کاروبار بھی شامل ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ اسی طرح ممنوع اور حرام چیزوں کا کاروبار کرنا بھی باطل میں شامل ہے مثلاً بلاضرورت فوٹوگرافی، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر، ریڈیو، ویڈیو، فلموں کا بنانا اور بیچنا وغیرہ ناجائز ہے۔

اس کے لئے بھی شرط ہے کہ یہ لین دین حلال اشیاء کا ہو حرام اشیاء کا کاروبار باہمی رضامندی کے باوجود ناجائز ہی رہے گا۔ رضامندی میں خیار مجلس کا مسئلہ بھی آجاتا ہے کہ جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں سودا فسخ کرنے کا اختیار رہے گا۔

تجارت اوراللہ کا ذکر

"رِ جَا لٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَا رَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَا مِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَا فُوْ نَ يَوْ مًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْ بُ وَ الْاَ بْصَارُ ہ"

ترجمہ: ’’ایسے لوگ جنہیں تجارت اورخرید وفروخت اللہ کے ذکر سے اورنماز قائم کرنے اور زکٰوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہوجا ئیں گی‘‘۔(سورہ النور آیت نمبر۳۷)

نماز کے بعدرزق کی تلاش

"فَاِ ذَا قُضِيَتِ الصَّلٰو ةُ فَا نْتَشِرُ وْ ا فِي الْاَ رْ ضِ وَ ابْتَغُوْ ا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَا ذْكُرُ و ا اللّٰہ كَثِيْرً ا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْ نَ ہ"

’’پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کافضل تلاش کرواور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کروتا کہ تم فلاح پالو‘‘۔(سورہ جمعہ آیت نمبر۱۰)

تشریح: اس سے مراد کاروبار اور تجارت ہے۔یعنی نماز جمعہ سے فارغ ہوکرتم اپنے اپنے کاروبار اور دنیا کے مشاغل میں مصروف ہوجاؤ۔مقصداس امر کی وضاحت ہے کہ جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنے کی ضرورت نہیں۔صرف نماز کے وقت ایسا کرنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے قرض

"اِنَّ رَ بَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْ مُ اَ دْ نٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَ نِصْفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآ ئِفَةٌ

مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ط وَاللّٰهُ يُقَدِّ رُ الَّيْلَ وَ النَّهَا رَ ط عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْ هُ فَتَا بَ عَلَيْكُمْ فَا قْرَءُ وْ ا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْ نُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى وَ اٰ خَرُوْ نَ يَضْرِ بُوْ نَ فِى الْاَرْضِ يَبْتَغُوْ نَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَ اٰ خَرُوْ نَ يُقَا تِلُوْ نَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَا قْرَ ءُ وْ ا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَ اَقِيْمُو االصَّلٰوةَ وَ اٰ تُوا الزَّ كٰوةَ وَ اَقْرِ ضُوا اللّٰهَ قَرْ ضًا حَسَنًا ط وَ مَا تُقَدِّ مُوْ ا لِاَ نْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُ وْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّ اَعْظَمَ اَجْرًا ط وَ اسْتَغْفِرُ و اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْ رٌ رَّ حِيْمٌ ہ"

ترجمہ:’’آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اورآپ کے ساتھ کےلوگوں کی ایک جماعت قریب دوتہائی رات کےاور آدھی رات کےاورایک تہائی رات کے تہجد پڑھتی ہے اوررات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم اسے ہرگز نہ نبھا سکوگے پس تم پرمہربانی کی لہذا جتنا قرآن پڑھنا تمہارے لئے آسان ہوا تناہی پڑھو، وہ جانتا ہے کہ تم میں بعض بیمار بھی ہونگے ،بعض دوسرے زمین میں چل پھر کراللہ تعالیٰ کافضل (یعنی روزی بھی) تلاش کریں گےاور کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کریں گےسوتم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکوپڑھواورنماز کی پابندی رکھو اورزکوٰہ دیتے رہا کرواوراللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دواور جو نیکی تم اپنے لئے آگے بھیجو گےاسے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر سے بہتر ثواب میں زیادہ پاؤ گے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو۔یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے‘‘۔

(سورہ المزمل آیت نمبر۲۰)

جب تمہارے لئے رات کے گزرنے کا صحیح اندازہ ممکن ہی نہیں ،تو تم مقرہ اوقات تک نماز تہجد میں مشغول بھی کس طرح رہ سکتے ہو۔

یعنی تجارت اور کاروبار کے لئے سفر کرنا اورایک شہر سے دوسرے شہر میں یا ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا پڑے گا۔

اس طرح اللہ کی راہ میں حسب ضرورت خرچ کرو، اسے قرض حسنہ سے اس لئے تعبیر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

عرفات کے بعد رزق کی تلاش

"لَيۡسَ عَلَيۡكُمۡ جُنَاحٌ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاِذَآ اَفَضۡتُمۡ مِّنۡ عَرَفَاتٍ فَاذۡكُرُوا اللّٰهَ عِنۡدَ الۡمَشۡعَرِ الۡحَرَامِ وَاذۡكُرُوۡهُ كَمَا هَدٰٮكُمۡ وَاِنۡ كُنۡتُمۡ مِّنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيۡنَ"

ترجمہ: ''تم پر اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں کوئی گناہ نہیں جب تم عرفات سے لوٹو تو مسجد حرام کے پاس ذکر الٰہی کرو اور اس کا ذکر کرو جیسے کہ اس نے تمہیں ہدایت دی ہے، تم اس سے پہلے راہ بھولے ہوئے تھے''۔

(سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۸)

تشریح: فضل سے مراد تجارت اور کاروبار ہے، یعنی سفر حج میں تجارت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

خرید و فروخت کے ذریعے کمائی

"فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِى الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ وَاذۡكُرُوا اللّٰهَ كَثِيۡرًا لَّعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ"

پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کیا کرو تا کہ تم فلاح پالو۔ (سورۃ الجمعۃ: ۱۰)

حضرت مقدام بن معدیکربؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے

فرمایا، کسی آدمی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

اور ابن ماجہ کے لفظ ہیں۔ کسی آدمی کی اپنے ہاتھ کی کمائی سے اچھی کوئی کمائی نہیں۔ اور آدمی جو اپنی جان اپنے اہل اپنی اولاد خادم پر خرچ کرتا ہے تو وہ صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری۔ کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، وسنن ابن ماجہ ابواب التجارات، باب الحث علی المکاسب)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک آدمی کا بہترین کھانا وہ ہے جو اس کی اپنی کمائی میں سے ہو اور آدمی کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، وسنن ابن ماجہ ابواب التجارات، باب الحث علی المکاسب)

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک آدمی کا بہترین کھانا وہ ہے جو اس کی اپنی کمائی میں سے ہو اور آدمی کی اولاد اس کی کمائی میں سے ہے۔

(سنن النسائی۔ کتاب البیوع، باب الحث علی الکسب)

خرید و فروخت میں سچائی کی فضیلت

حضرت عبداللہ بن حارثؒ بن حزامؓ کی طرف سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ دونوں سودا کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار ہے جب تک وہ جدا نہ ہوں یا فرمایا یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں پس اگر وہ جدا نہ ہوں یا فرمایا یہاں تک کہ وہ جدا ہو جائیں پس اگر وہ سچ بولیں اور چیز کی حقیقت صحیح صحیح بیان کر دیں تو ان کے اس سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر وہ چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت مٹا دی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب البیوع۔ باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا۔ وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق فی البیع والبیان)

سودا منسوخ کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان بھائی کے سودے منسوخ کرنے پر موافقت کرلے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کردیتا ہے۔
(أبی داؤد، کتاب البیوع والاجارات، باب فی فضل الاقالۃ)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت کرنے اور قرض وصول کرنے کے مطابق وقت میں آسانی ونرمی سے کام لیتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب السھولۃ والسماحۃ فی الشراء والبیع)

صبح کے وقت کام کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ، میری امت کی صبحوں میں برکت فرما۔ (الطبرانی الاوسط)

مرغ پالنے کی فضیلت

حضرت زید بن خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مرغ کو گالی مت دو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (سنن أبی داؤد، کتاب الادب، باب فی الدیک والبھائم)

حضرت مسروقؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا آپ عمل کے دوام (ہمشگی) کو پسند فرماتے تھے، میں نے کہا وہ نماز (تہجد) کب پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا، جب مرغ کی آواز سنتے تھے تو اٹھتے اور نماز پڑھتے۔،،
(صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل وعدد رکعات النبی ﷺ فی اللیل)

بکریاں چرانے کی فضیلت

حضرت ابوہریرۃؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا فخر اور بڑائی کرنا اونٹ والوں، زمینداروں میں ہے اور عاجزی وطمانیت بکری والوں میں ہوتی ہے اور ایمان اور حکمت تو یمنی والوں میں ہوتی ہے۔

اور امام بخاریؒ فرماتے ہیں یمن کا نام اسلئے رکھا گیا کہ وہ کعبہ کے دائیں جانب ہے اور شام کو شام اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ کعبہ کے بائیں طرف ہے اور **المشائمۃ** سے مراد المیسرۃ اور الید الیسری یعنی کہ الشومیٰ یعنی بائیں جانب، اور الجانب الایسر الجانب الاشام یعنی بائیں جانب۔ (صحیح البخاری، کتاب المناقب، **باب المناقب**)

تجارت اور ہاتھ سے کمانے کی فضیلت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے کام کرنے کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ اسے بہتر کسب بھی قرار دیا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی جو خود اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہو۔
(بخاری:۲۰۷۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تاجر لوگ قیامت کے روز گنہگار کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے مگر ایسا تاجر جو اللہ سے ڈرتا رہا اور نیک عمل کرتا اور سچ بولتا رہا۔
(ترمذی:۱۲۱۰)

حضرت ابوحمید سعدی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کا مال دبالے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال غصب کرنا حرام قرار دیا ہے۔ (مسند احمد:۵/۴۲۵)

ملازمین اور مزدوروں کے حقوق

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کم عمر خادم تھے، آپ نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ فرماتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میرے بیٹے جیسے شفقت آمیز نام سے پکارتے تھے۔

(داؤد:۴۹۹۴)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پیار سے اُنیس بھی کہتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کا خادم اس کا کھانا لائے تو اگر وہ اسے اپنے ساتھ بیٹھا سکتا ہو تو کم از کم ایک یا دو لقمہ اس کھانے میں سے اُسے کھلا دے، کیوں کہ اُس نے پکاتے وقت اُس کی گرمی اور تیاری کی مشقت برداشت کی ہے۔(بخاری:۵۴۶۰)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کے لئے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے اُن چیزوں میں بھی جنہیں وہ پسند کرے اور ان میں بھی جنہیں وہ نا پسند کرے، جب تک اسے معصیت کا حکم نہ دیا جائے، اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو پھر ان کی سمع واطاعت ضروری نہیں۔(بخاری:۷۱۴۴۔مسلم:۱۸۳۹)

ایک دوسری حدیث میں سلمہ بن یزید جعفی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''اے اللہ کے نبی! یہ فرمائیں! اگر ہم پر ایسے حکمراں مسلط ہو جائیں جو ہم

سے تو اپنا حق مانگیں لیکن ہمیں ہمارا حق نا دیں تو اس بارے میں آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے منہ پھیر لیا اس شخص نے دوسری بار یہی سوال کیا، آپ ﷺ نے پھر منہ پھیر لیا، پھر پوچھا تو اَسعد بن قیس نے سلمہ کو کھینچا اور کہا: اِن کی بات سنو اور اطاعت کرو اس لئے کہ اِن کی ذمہ داری کا بوجھ اِن پر ہے اور تمہاری ذمہ داری کا تم پر۔(مسلم:۱۸۴۶)

آجر اور مزدور کے حقوق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ سوکھنے سے پہلے ادا کردو''۔(ابن ماجہ:۲۴۴۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قیامت کے دن تین آدمیوں سے جھگڑوں گا، ایک تو اس شخص سے جس نے میرے نام پر عہد کیا پھر اس کو توڑ ڈالا دوسرا اس شخص سے جس نے آزاد انسان کو فروخت کیا، تیسرے اس شخص سے جس نے کسی مزدور کو مزدوری پر لگایا اور اس سے پورا پورا کام لیا اور اسے اجرت پوری نہ دی۔(بخاری:۲۲۷۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سات طرح کے آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سائے میں جگہ دیں گے، جس دن اس سایہ کے سوا کوئی اور سایہ نہ ہوگا ان میں ایک عادل حکمراں ہوگا۔

(بخاری:۶۶۰)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عدل کرنے والے اللہ رب العزت کے پاس نور کے ممبروں کے

پاس ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے اہل وعیال کے معاملات میں اور جو کام ان کے سپرد تھے ان میں عدل کرتے تھے۔ (مسلم:۱۸۲۷)

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا تھا: تم سب کا باپ ایک ہی ہے یعنی تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو خبردار! کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر نہ کسی گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو کسی گورے پر فضیلت ہے مگر تقویٰ کی بنیاد پر۔ (مسند احمد:۵/۴۱۱)

احسان کی مثال یہ ہے کہ چوری کا ملزم سامنے آتا ہے اور جرم ثابت ہو جاتا ہے تو منصف معافی سے کام نہیں لے سکتا بلکہ اسے سزا دینی ہوتی ہے، یہاں عدل کرنا فرض ہے، لیکن اگر آپ کا اپنا ملازم کوئی چیز چرا لیتا ہے اور آپ اسے دیکھ لیتے ہیں تو آپ اسے تنبیہ کر کے چھوڑ سکتے ہیں۔ یہ احسان ہے آپ چاہتے تو اسے قانون کے حوالے کر سکتے تھے۔

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں سو رہا تھا میرے سر کے نیچے ایسی چادر تھی جس کی مالیت تیس درہم تھی۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور میرے سر کے نیچے سے چادر کھینچ کر بھاگ کھڑا ہوا ایک شخص نے اسے پکڑ لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرما دیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا تیس درہم کے عوض آپ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالیں گے؟ ایسا نہ کریں، میں یہ چادر تیس درہم کے عوض اس کو ادھار بیچ دیتا ہوں یعنی اس طرح چوری کا حکم ختم ہو جائے گا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کام اسے میرے پاس لانے سے پہلے کیوں نہ کیا۔

(ابوداؤد:۴۳۹۴)

مطلب یہ ہے کہ تم اس سے احسان کا معاملہ کر سکتے تھے لیکن اب چونکہ مقدمہ

عدالت میں پیش ہو چکا ہے لہٰذا احسان یعنی معافی کی گنجائش نہیں۔ اپنے معاشرے میں احسان کی مثال یوں ہے کی ریلوے کا ٹی ٹی ایک شخص کو غریب سمجھ کر اس سے ٹکٹ کی قیمت نہیں لیتا تو یہ طریقہ عدالت کے خلاف ہوگا۔ اس لئے کہ ریل گاڑی حکومت کی ملکیت ہے۔ حکومت کی ٹی ٹی اجازت کے بغیر کسی کو ایسی رعایت نہیں دے سکتا۔ اگر ٹی ٹی رحم کرنا چاہتا ہے تو قیمت اپنی جیب سے ادا کر سکتا ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ کسی شخص پر آپ کا قرض ہے اور مقروض اسے مقررہ مدت میں ادا نہیں کرتا تو آپ کا حق ہے کہ آپ اس سے قرض کا مطالبہ کریں۔ معاملہ عدالت تک لے جائیں۔ لیکن اگر آپ اسے مہلت دیتے ہیں یا اسے قرض معاف کر دیتے ہیں تو یہ آپ کا احسان ہوگا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ گوشت جو حرام مال سے پروان چڑھا ہو جنت میں داخل نہیں ہوگا اور جو بھی گوشت حرام مال سے پروان چڑھے اس کے لئے آگ ہی زیادہ لائق ہے۔

(مسند احمد:۳/۳۲۱)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جو شخص ان چیزوں کو چھوڑ دے جن کے گناہ ہونے یا نہ ہونے میں شبہ ہے تو وہ ان چیزوں کو ضرور ہی چھوڑ دے گا جن کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔

لیکن جو شخص شبہ کی چیزوں کے کرنے کی جرأت کرے گا تو قریب ہے کہ وہ ان گناہوں میں مبتلا ہو جائے گا جو بالکل واضح طور پر گناہ ہیں۔ لوگو یاد رکھو گناہ اللہ تعالیٰ کی

چراگاہ ہے جو جانور بھی چراگاہ کے اردگرد چرے گا اس کا چراگاہ کے اندر چلا جانا ممکن ہے۔

(بخاری:۲۱۵۱)

حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ اس وقت تک متقی نہیں ہوسکتا جب تک اندیشہ والی چیزوں سے بچنے کی خاطر ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن میں کوئی اندیشہ نہیں۔(ترمذی:۲۴۵۱)

کتاب الآداب

چھری تیز کرنے کی فضیلت:

حضرت شداد بن اوسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو باتیں رسول اللہ ﷺ سے یاد کی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا۔ بے شک اللہ ہر کام کو اچھے طریقہ سے کرنا ضروری قرار دیتا ہے پس جب تم قتل کرو تو اچھے انداز سے قتل کرو، اور جب جانور ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو، تم میں سے ہر آدمی کو چاہیے کہ اپنی چھری تیز کرلے اور ذبح ہونے والے جانور کو آرام پہنچائے۔

طیالسی کی روایت میں شعبہ عن خالد الحذاء کے طریق میں یہ لفظ ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر کام کو اچھے طریقے سے کرنا پسند کرتے ہیں پس جب تم ذبح کرو تو اچھے انداز سے ذبح کرو۔

اور طبرانی کی روایت میں طیالسی کے الفاظ کے علاوہ زائد بات یہ ہے کہ احسان کرنے والا (اللہ تعالیٰ) احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔،،

(صحیح مسلم، کتاب الصید باب الامر باحسان الذبح والقتل وتحدید الشفرۃ ومسند طیالسی۔۲۷۱۵)
(الطبرانی فی الکبیر ۷/۲۷۴۔۲۷۶۔)

اولاد پر رحمت وشفقت کرنے کی فضیلت

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اونٹ پر سوار ہونے والی عرب عورتوں میں بہترین عورت قریش کی نیک عورت ہوتی ہے جو اپنے بچے

سے بہت زیادہ محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال واسباب میں سے اس کی بہت عمدہ نگہبانی ونگرانی کرنے والی ہوتی ہے۔

(صحیح البخاری۔کتاب النکاح۔باب الی من ینکح وای النساء۔خیر)

حضرت نعمان بن بشیرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحم ومحبت اور محبت وشفقت کیساتھ پیش آنے میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی عضو بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے ایسا کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور رحمت وشفقت کرنے میں ایک جسم کی مانند ہے۔

(البخاری کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، وصحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تراحم المومنین وتعاطفھم)

جانوروں پر رحم کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک دفعہ آدمی راستے پر جارہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی اس نے ایک کنواں پایا تو اس میں اتر کر اس نے پانی پیا پھر باہر نکل آیا۔ وہیں ایک کتا تھا جو پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالے کیچڑ چاٹ رہا تھا۔پس اس آدمی نے دل میں کہا اس کتے کو بھی اسی طرح پیاس نے ستایا ہوگا جس طرح میں اسکی شدت کی وجہ سے بے حال ہو گیا تھا، چنانچہ وہ دوبارہ کنویں میں اترا اور اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اسے اپنے منہ سے پکڑ کر باہر آیا اور کتے کو پلایا۔پس اللہ نے اسکے اس عمل اور جذبہ کی قدر کی اور اسے معاف فرما دیا۔ یہ سن کر صحابہؓ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ کیا ہمارے لئے چوپایوں پر ترس کھانے میں بھی اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں ہر

جگر والے جاندار کی خدمت اور دیکھ بھال میں اجر ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الشرب، باب فضل سقی الماء وکتاب المظالم، باب الابار علی الطریق۔ وصحیح مسلم، کتاب السلام، باب ساقی البھائم المحترمۃ واطعامھا)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے اور اس سے انسان اور جانور کھاتے ہیں تو وہ اس کیلئے صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبھائم)

کسی مومن کی ستر پوشی کرنے والے کی فضیلت

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔،،۔

(مسلم، کتاب الدعوات، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

بھائی کی عزت کا دفاع کرنے والے کی فضیلت

حضرت ابو درداءؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اپنے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچالے گا۔(جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الذب علی عرض المسلم)

سینہ محفوظ رکھنے اور ترک حسد کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔تم نہ ایک دوسرے پر حسد کرو نہ خرید وفروخت میں قیمت پڑھا کر ایک دوسرے کو دھوکا دو نہ ایک دوسرے سے بغض رکھو نہ ایک دوسرے سے اعراض اور بے رخی کرو اور نہ تم میں سے کوئی ایک

دوسرے کے سودے پر سودا کرے اللہ کے بندوں، بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے سہارا چھوڑے اور نہ اسے حقیر جانے تقویٰ یہاں ہے اور آپ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے، ایک شخص کے برا ہونے کیلئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے یہ ہر مسلمان پر حرام ہے۔

اور ایک روایت میں زائد بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تمہارے جسموں اور صورتوں کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔

(صحیح مسلم: کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت

"یـآاَ یُّھَـا الَّذِینَ اٰمَنُوْ ا لَا تَتَخِزُ وا ا لْکٰفِرِینَ اَوْ لِیَآ ءَ مِنْ دُوْنِ الْمُئو مِنِیْنَ
اَتُرِ یْدُ وْنَ اَنْ تَجْعَلُوْ اِللّٰہِ عَلَیْکُمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا"

''اے ایمان والو! مؤمنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کرلو''۔ (سورۃ، النساء، ۱۴۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یَسْـئَلُوْ نَکَ عَنِ الْاَ نْفَالِ ط قُلِ الْاَنْـفَا لُ لِلّٰہِ وَ الرَّ سُوْلِ فَا تَّقُوا اللّٰہَ وَ
اَصْلِحُوْ ا ذَا تَ بَیْنِکُمْ وَ اَطِیْعُو االلّٰہَ وَ رَ سُوْلَہٗٓ اِنْ کُنْتُمْ مُّئو مِنِیْن"

''یہ لوگ آپ سے غنیمتوں کا حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے! کہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایمان والے ہو''۔ (سورۃ، الانفال:۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِ نَّمَا الْمُئو مِنُوْ نَ اِ خْوَۃٌ فَاَ صْلِحُوْ ا بَیْنَ اَخَوَ یْکُمْ وَ اتَّقُو االلّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْ حَمُوْ نَ"

''(یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔ (سورۃ الحجرات:۱۰)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِنِ امْرَاَ ۃٌ خَا فَتْ مِنْ م بَعْلِھَا نُشُوْ زً اا وْ اِ عْرَ ا ضًا فَلَا جُنَا حَ عَلَیْھِمَآ
اَنْ یُّصْلِحَا بَیْنَھُمَا صُلْحًا ط وَ الصُّلْحُ خَیْرٌ ط وَ اُ حْضِرَتِ الْاَ نْفُسُ الشُّحَّ ط
وَ اِنْ تُحْسِنُوْ ا وَ تَتَّقُوْ ا فَاِنَّ اللّٰہَ کَا نَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًہ

''اگر کسی عورت کو اپنے شوہر کی بد ماغی اور بے پرواہی کا خوف ہو تو دونوں آپس میں صلح کرلیں اس میں کسی پر کوئی گناہ نہیں صلح بہتر چیز ہے، طمع ہر ہر نفس میں شامل کر دی گئی ہے اگر تم اچھا سلوک کرو اور پرہیزگاری کرو تو تم جو کر رہے ہو اس پر اللہ تعالیٰ پوری طرح خبردار ہے''۔ (سورۃ النساء:۱۲۸)

صلح کرانے کی فضیلت

حضرت ابوہریرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ ضروری ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے اس کا دو آدمیوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دینا صدقہ ہے۔

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے لوگوں کے ہر جوڑ پر صدقہ ضروری ہے ہر اس دن میں جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، فرمایا تیرا دو آدمیوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دینا صدقہ ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب فضل الاصلاح بین الناس والعدل بینھم وصحیح مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

سچا وعدہ پورا کرنے کی فضیلت

"وَ اذْكُرْ فِى الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا"

اس کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا واقعہ بھی بیان کرو، وہ بڑا ہی وعدے کا سچا تھا اور تھا بھی رسول اور نبی ۔(سورۃ،مریم،۵۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ط وَ مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ط وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ"

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں۔ جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں اور انجیل میں اور قرآن میں اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے تو تم لوگ اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوشی مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔(سورۃ،التوبۃ،۱۱۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا

"وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ"

''ساری اچھائی مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکواۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں''۔(سورۃ۔البقرۃ۔۱۷۷)

مسور بن مخرمہؓ کی رسول اللہ ﷺ سے روایت کردہ حدیث جس میں ہے کہ علی ابی طالبؓ نے حضرت فاطمہؓ کی موجودگی میں ابوجہل کی ایک بیٹی جمیلہ نامی کو پیغام نکاح بھیجا تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس مسئلہ میں سنا کہ آپ نے اپنے اس منبر پر صحابۂ کرام کو خطاب فرمایا۔ میں اس وقت بالغ تھا۔ آپ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا، فاطمہؓ مجھ سے ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ اس رشتہ کی وجہ سے کسی گناہ میں نہ پڑ جائے کہ اپنے دین میں بنوعبدشمس کے اپنے ایک داماد عاص بن ربیع کا ذکر کیا اور اس سے متعلق آپ نے ان کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا، انہوں نے مجھ سے جو بات کہی سچ کہی جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔ میں کسی حلال یعنی نکاح ثانی کو حرام کرسکتا ہوں اور نہ کسی حرام کو حلال بنا سکتا ہوں لیکن اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی ایک ساتھ نہیں ہوگی۔

اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا، حمد وثنا کے بعد میں نے ابوالعاص بن ربیع سے اپنی بیٹی کا نکاح کرایا پس اس نے مجھ سے بات کہی تو سچ کہی یعنی وعدہ پورا کیا اور بے شک فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اور اس کی پریشانی مجھے پسند نہیں، اللہ کی قسم اللہ

کے رسول اللہ ﷺ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر علیؓ نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔

(صحیح البخاری، کتاب فرض الخمس، باب ماذکر من درع النبی ﷺ وعصاہ۔ وکتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ باب ذکر اصھار النبی ﷺ ومنھم ابو العاص بن الربیع)

سفر میں کسی کا سامان اٹھانے اور راستہ بتانے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، لوگوں کے ہر جوڑ کی طرف سے ہر روز ایک صدقہ کرنا واجب ہے۔ آدمی کا کسی کو اپنی سواری پر بٹھانے میں یا اس کا سامان اٹھا کر اس پر رکھوانے میں اس کی مدد کرنا صدقہ ہے اور اچھی بات کرنا صدقہ ہے نماز کی طرف اٹھنے والا ہر قدم صدقہ ہے اور راستہ بتلانا بھی صدقہ ہے۔

قیامت کے دن لوگوں کا پسینہ

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، قیامت والے دن سورج مخلوق کے اتنے قریب ہوگا حتیٰ کہ وہ ان سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا۔ سلیم بن عامر راوی فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میل سے نبی کریم ﷺ کی مراد کیا تھی؟

کیا زمین کی مسافت یا سرمہ دانی کی وہ سلائی جس سے آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے عربی میں اسے بھی میل کہتے ہیں پس لوگ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے، پس بعض ان میں سے ایسے ہوں گے جن کا پسینہ ان کے ٹخنوں تک ہوگا۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہوں گے جن کا پسینہ ان کے گھٹنوں تک ہوگا اور بعض کی کمر تک ہوگا اور بعض ایسے ہوں گے کہ انہیں پسینے نے لگام ڈالی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ فرمایا یعنی اس کے منہ اور کانوں تک پسینہ ہوگا۔ (مسلم: کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا)

اسباب اختیار کرنے کے ساتھ توکل

حضرت بکر بن عمرو بیان کرتے ہیں، انہوں نے عبداللہ بن ہبیرہ کو فرماتے ہوئے سنا، انہوں نے ابو تمیم جیشانیؒ کو فرماتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا اگر تم اللہ پر صحیح معنی میں توکل کرو تو وہ تمہیں ایسے رزق دے جیسے وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس لوٹتے ہیں۔،،

(مسند احمد۔ ۱/۳۰۔ وجامع الترمذی، ابواب الزھد، باب فی التوکل علی اللہ)

اللہ پر توکل شیطان کو دور کر دیتا ہے

"اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطٰنٌ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ"

ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر زور مطلقاً نہیں چلتا.

(سورۃ۔ النحل۔ ۹۹)

حضرت انسؓ کی رسول اللہ ﷺ سے بیان کردہ حدیث جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی گھر سے نکلتے وقت یہ الفاظ کہے اللہ کے نام کے ساتھ میں گھر سے نکلتا ہوں میں نے اللہ پر بھروسہ کیا نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق وقوت صرف اللہ کی طرف سے ہے اس وقت فرشتے اس سے کہتے ہیں، تو نے ہدایت پائی تو بچا لیا گیا اور کفایت کیا گیا یعنی تجھ کو یہ دعا کافی ہے تو شیاطین اس سے جدا ہو جاتے ہیں اور دوسرا شیطان ان سے کہتا ہے کہ اب تو اس آدمی کے ساتھ کیا کر سکتا ہے جس کو ہدایت مل گئی اور کفایت کیا گیا اور اسے بچا لیا گیا۔

(سنن ابی داود۔ کتاب الادب باب مایقول اذا خرج من بیتہ۔ اسنادہ۔ ضعیف، ابن جریج عنعن ووقع فی موارد الظمآن۔ ۲۳۷۵)

اچھی اور بری تقدیر پر ایمان

حضرت ابودرداءؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ہر چیز کی حقیقت ہے اور کوئی آدمی اسوقت تک ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا یہاں تک کہ وہ جان لے کہ بے شک جو اس کو کوئی حقیقت پہنچنے والی ہے وہ اسے پہنچ کر رہے گی اور جو اس کو نہیں پہنچی وہ اس کو پہنچنے والی نہیں۔،(مسند احمد ۶/ ۴۴۱۔۴۴۲)

حضرت شبیب بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سنا انہوں نے کہا، رسول ﷺ نے فرمایا کوئی آدمی ایمان کی مٹھاس نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ جان لے کہ جو اس کو پہنچی ہے وہ خطا نہیں ہو سکتی اور جو اسے نہیں پہنچی وہ اسے مل نہیں سکتی تھی۔

(مسند ابن ابی عاصم۔۲۴۷)

احسان کی فضیلت

"هَلْ جَزَ آءُ الْاِ حْسَانِ اِلَّا الْاِ حْسَا نُ"

''احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے''۔(سورۃ،الرحمان:۶۰)

" لَهُمْ مَّا يَشَآءُ وْ نَ عِنْدَ رَ بِّهِمْ ط ذٰلِكَ جَزٰٓ ءُ وا الْمُحْسِنِيْنَ "

''ان کے لئے ان کے رب کے پاس ہر وہ چیز ہے جو یہ چاہیں، نیک لوگوں کا یہی بدلہ ہے''۔(الزمر۳۴)

"اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِىْ ظِلٰلٍ وَّ عُيُوْنٍ وَّ فَوَا كِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْ نَ ط ه كُلُوْ ا وَ اشْرَبُوْا هَنِيْئًا م بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ه اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ"

''بیشک پرہیز گار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں. اور ان میوں

میں جن کی وہ خواہش کریں۔(اے جنتیو!) کھاؤ پیؤ مزے سے اپنے کئے ہوئے اعمال کے بدلے. یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔''(سورۃ،المرسلات۔ف ۴۱۔۴۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَوْ تَقُوْ لَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَا بَ لَوْ اَ نَّ لِىْ كَرَّ ةً فَاَ كُوْ نَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ه

''یا عذاب کو دیکھ کر کہے گا کاش! کہ کسی طرح میرا لوٹ جانا ہو جاتا تو میں بھی نیکو کاروں میں ہو جاتا''۔(سورۃ،الزمر،۵۸)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِن فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَ نُوْنَ"

''سنو جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے۔بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا، نہ غم اور اداسی''۔(سورۃ،البقرۃ۔۱۱۲)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاَ نْفِقُوْا فِى سَبِيْلِ ا للّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِاَ يْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَ اَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْن"

''اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور سلوک و احسان کرو اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔(سورۃ البقرۃ۔۱۹۵)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لَا تُفْسِدُ وْ ا فِى الْاَ رْضِ بَعْدَ اِصْلَا حِهَا وَ ادْ عُوْ هُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ه

"اور دنیا میں اس کے بعد کہ اس کی درستی کردی گئی ہے، فساد مت پھیلاؤ اور تم اللہ کی عبادت کرو اس سے ڈرتے ہوئے اور امیدوار رہتے ہوئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیک کام کرنے والوں کے نزدیک ہے"۔ **(سورۃ الاعراف۔۵۶)**

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝

"جب (یوسف) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا ہم نیکوں کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں"۔ (سورۃ یوسف۔۲۲)

حضرت عائشہؓ سے مروی مرفوع روایت میں ایک قصہ مذکور ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو آدمی بھی ان لڑکیوں کی پرورش کریگا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تو یہ اس کے لئے جہنم سے پردہ بن جائے گا۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب، باب رحمۃ الوالد وتقبیلہ ومعانقتہ)

قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کر کے نیکی والا کام کر لینا اس سے بہتر ہے کہ قسم نیکی و تقویٰ اور اصلاح کے کام کرنے میں رکاوٹ کا سبب بنے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کا (اس طرح) نشانہ نہ بناؤ کہ بھلائی اور پرہیزگاری اور لوگوں کے درمیان کی اصلاح کو چھوڑ بیٹھو اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ البقرۃ، ۲۲۴)

حضرت ابوموسیٰؓ کی بیان کردہ وہ مرفوع اور طویل حدیث جس میں ایک واقعہ کا

ذکر ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم۔ اگر میں کوئی قسم کھالوں اور پھر اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی دیکھوں تو اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا اور جو بہتر ہوگا اسے اختیار کرلوں گا، یا آپ نے فرمایا جو بہتر ہوگا اسے اختیار کرلوں گا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ مگر میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کردوں گا اور وہ کام کروں گا جس میں بھلائی ہوگی۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان والنذور، باب قول اللہ تعالیٰ لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم)

قرض کی فضیلت

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے چھوٹی عمر کا ایک اونٹ بطور قرض لیا، پس آپ ﷺ کے پاس صدقہ کے اونٹ آ گئے تو آپ ﷺ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس کو ایک چھوٹی عمر کا اونٹ دے دو۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے واپس آ کر بتایا چھوٹی عمر کا کوئی بھی اونٹ نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو سارے کے سارے عمدہ قسم کے بڑے (چوتھے سال والے) اونٹ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو وہی دے دو کیونکہ لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو ان میں سے اچھے انداز سے قرض ادا کرنے والا ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، باب من استسلف شیئا فقضی خیرا منہ...]

تشریح: بغیر شرط و مطالبہ اور معاہدہ کے اپنے طور پر خوش ہو کر قرض سے زیادہ واپس کرنا جائز ہے۔

تنگ دست کو مہلت یا معاف کرنے کی فضیلت

وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ط وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ہ

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہئے اور صدقہ کرو تو وہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو''۔ (البقرہ:۲۸۰)

تشریح: ''اس آیت میں اللہ تعالیٰ اس شخص کے بارے میں صبر کا حکم دے رہے ہیں جو تنگ

دستی کی وجہ سے قرض ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر اس کو قرض معاف کرنے کی تلقین کر رہے ہیں اور اس پر بھلائی اور بہت زیادہ اجر و ثواب دینے کا وعدہ کر رہے ہیں پس فرمایا: اگر تم صدقہ کر دو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

یعنی اگر اصل مال بھی بالکل چھوڑ دو اور مقروض کو معاف کر دو۔ (تو یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے) ابن کثیر اور مفسر امام طبری اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ اگر چہ یہ ہدایت سودی قرض معاف کرنے کے بارے میں اتری ہے لیکن سارے قرضوں کا یہی حکم ہے کیوں کہ تنگی و مجبوری والا معنیٰ سب میں موجود ہے۔ تو جب مقروض تنگ دست غریب ہو جائے تو اس کو مہلت دینی ضروری ہے اور اس کو مارنا اور قید کرنا جائز نہیں۔

(فتح الباری:۴/۳۶۲)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: بکری پال کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اور خطیب بغدادی کی روایت میں ہے ''اے ام ہانی! بکری پال، وہ صبح و شام خیر (دودھ) لاتی ہے''۔ [سنن ابن ماجہ، أبواب التجارات، باب اتخاذ الماشیۃ]

قرض حسنہ کی فضیلت

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ہ

''ایسا بھی کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے پس اللہ تعالیٰ اسے بہت بڑھا چڑھا کر عطا فرمائے گا اللہ ہی تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے''۔ (سورۃ البقرۃ ۲۴۵)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے کسی

مومن سے دنیا کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کی اس سے قیامت کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور فرمادے گا جس نے کسی تنگ دست اور بدحال شخص پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اس پر دنیا وآخرت میں آسانی فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ رسول اللہ ﷺ سے ایک طویل قصہ روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ جو مسلمان اپنے بھائی کو دو مرتبہ قرض دیتا ہے وہ ایک مرتبہ صدقہ کرنے کی مانند ہے۔(ابن ماجہ، ابواب الصدقات، باب القرض)

سود کا حکم

"وَّ اَخْذِ ھِمُ الرِّ بٰو ا وَ قَدْ نُھُوْ ا عَنْہُ وَ اَ کْلِھِمْ اَمْوَا لَ االنَّا سِ بِا لْبَا طِلِ ط
وَ اَ عْتَدْ نَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْھُمْ عَذَابًا اَ لِیْمًا ہ"

ترجمہ:''اور سود جس سے منع کئے گئے تھے اسے لینے کے باعث اور لوگوں کا مال ناحق مار کھانے کے باعث اور ان میں جو کفار ہیں ہم ان کے لئے المناک عذاب مہیا کر رکھا ہے''۔(سورہ نساء آیت نمبر ۱۶۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اَلَّذِیْنَ یَاْ کُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْ مُ الَّزِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ط ذٰلِکَ بِاَ نَّھُمْ قَا لُوْ آ اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّ بٰوا م وَ اَ حَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّ بٰوا ط فَمَنْ جَآ ءَ ہٗ مَوْ عِظَۃٌ مِّنْ رَّ بِّہٖ فَا نْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ ط وَ اَمْرُہٗ اِلَی اللّٰہِ ط وَمَنْ عَادَ فَاُ ولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّا رِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ہ"

ترجمہ:''سود خور نہ کھڑے ہونگے مگر اسی طرح جس طرح وہ کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان چھو کر خبطی بنادے یہ اس لئے کہ یہ کہا کرتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام، جو شخص اللہ تعالیٰ کی نصیحت سن کر رک گیا اس کے لئے وہ ہے جو گزرا اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور جو پھر دوبارہ (حرام کی طرف) لوٹا، وہ جہنمی ہے، ایسے لوگ ہمیشہ ہی اس میں رہیں گے''۔(سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۵)

ترجمہ: رِبَوا کے لغوی معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں۔اور شریعت میں اس اطلاق

رِبَاالفَضْلِ قرض پر لیا گیا نفع سود ہے۔ یہ قرضہ ذاتی ضرورت کے لئے لیا گیا ہو یا کاروبار کے لئے دونوں قسم کے قرضوں پر سود حرام ہے۔

بیع کو اللہ نے حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ پھر یہ دونوں ایک کس طرح ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح قبول ایمان یا توبہ کے بعد پچھلے سود پر گرفت نہیں ہوگی۔ اور دیکھا جائے گا کہ وہ توبہ پر ثابت قدم رہتا ہے یا اس لئے اس کے بعد دوبارہ سود لینے والے کے لئے سزا کی دھمکی ہے۔

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے

"يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّ بٰوا وَ يُرْ بِى الصَّدَقٰتِ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّا رٍ اَثِيْمٍ ہ"

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گہنگار سے محبت نہیں کرتا''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۶)

اس میں سود کے معنوی اور روحانی نقصان اور صدقے کی برکتوں کا بیان ہے۔ سود میں بظاہر بڑھوتری نظر آتی ہے لیکن معنوی حساب سے پامال (انجام) کے اعتبار سے سودی رقم ہلاکت و بربادی ہی کا باعث بنتی ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف اب یورپی ماہرین معیشت بھی کرتے ہیں۔

سود چھوڑنے کی ترغیب

"يٰۤاَ يُّهَا الَّذِيْنَ اٰ مَنُوااتَّقُوااللّٰه وَذَرُوْ مَا بَقِىَ مِنَ الرِّ بٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّئْو مِنِيْنَ ہ"

''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو اگر تم سچ مچ ایمان والے ہو''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۸)

سود کی سختی

"فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْ ا فَاْ ذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُ وْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ ہ"

''اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۷۹)

تشریح: یہ ایسی سخت سزا ہے جو اور کسی معصیت کے ارتکاب پر نہیں دی گئی۔ اس لئے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے کہا کہ اسلامی مملکت میں جو شخص سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو، تو خلیفۂ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کو قتل کر دے۔ (ابن کثیر)

صدقہ کی ترغیب

" وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ط وَاَن تَصَدَّقُوْا خَيْرٌلَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ہ"

''اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیئے اور صدقہ کرو تو تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اگر تمہیں علم ہو''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۸۰)

تشریح: زمانۂ جاہلیت میں قرض کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں سود در سود، اصل رقم میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا تھا جس سے تھوڑی سی رقم ایک پہاڑ بن جاتی تھی اور اس کی ادائیگی ناممکن ہو جاتی تھی۔ اس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کوئی تنگ

دست ہوتو (سود لینا تو درکنار اصل مال لینے میں بھی) آسانی تک اسے مہلت دے اور اگر قرض بالکل ہی معاف کردے تو زیادہ بہتر ہے، حدیث میں اس کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

چور کا حکم

وَالسَّا رِقُ وَسّـارِقَةُ فَـا قْـطَعُوْ آ اَيْدِ يَهُمَا جَزَ آ ءً م بِمَا كَسَبَا نَكَا لًا مِّنَ ا للّٰهِ ط وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ہ

''چوری کرنے والا مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ قوت اور حکمت والا ہے۔''

(سورۃ المائدہ:۳۸)

تشریح: بعض فقہا کے نزدیک سرقہ کا یہ حکم عام ہے چوری تھوڑی سی چیز کی ہو یا زیادہ کی ۔ اسی طرح محفوظ جگہ میں رکھی ہو یا غیر محفوظ۔ ہر صورت میں چوری کی سزا دی جائے گی۔ جب کہ دوسرے فقہا اس کے لئے محفوظ جگہ پر رکھی گئی کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ پھر نصاب کے تعین میں اختلاف ہے۔ جسے فقہ کی کتابوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔

فساد کرنے والے کے لئے حکم

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَا رِبُوْنَ ا للّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَا دًا اَنْ يُّـقَتَّـلُـوْٓا اَوْ يُـصَلَّبُوْٓ ا اَوْتُقَطَّعَ اَيْدِ يْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَا فٍ اَ وْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِى الدُّ نْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰ خِرَةِ عَذابٌ عَظِيْمٌ ہ

''جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کردئے جائیں یا سولی پر چڑھادئے جائیں یا مخالف جانب سے

ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی ان کی دنیاوی ذلت اورخواری، اورآخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے“۔(سورۃ المائدۃ:۳۳)

تشریح: اس کے شان نزول کے بابت آتا ہے کہ عکلؔ اور عُرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہوکر مدینہ آئے، انہیں مدینہ کی آب وہوا راس نہ آئی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں مدینہ سے باہر، جہاں صدقے کے اونٹ تھے، بھیج دیا کہ ان کا دودھ اور پیشاب پیئو، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے گا۔

چنانچہ چند روز میں وہ ٹھیک ہوئے لیکن اس کے بعد انہوں نے اونٹوں کے رکھوالے اور چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہنکا کر لے گئے۔جب نبی کریم ﷺ کو اس امر کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے ان کے پیچھے آدمی دوڑائے جو انہیں اونٹوں سمیت پکڑ لائے۔

نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ پیر مخالف جانب سے کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروائیں، (کیونکہ انہوں نے بھی چرواہے کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا) پھر انہیں دھوپ میں ڈال دیا گیا حتّٰی کہ وہیں مر گئے۔یہ اس لئے ہوا کہ انہوں نے چوری بھی کی اور قتل بھی کیا، اور ایمان لانے کے بعد کفر بھی کیا اور اللہ ورسول کے ساتھ دھوکہ بھی دیا۔

(صحیح بخاری)

حد قائم کرنے کی فضیلت

حدود کا قیام بندوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، پس حاکم شفقت ورافت کی وجہ سے حد ختم نہ کر دے اور حد نافذ کرنے سے حاکم کا مقصد ذاتی غصہ وانتقام لینا نہ ہو اور نہ لوگوں پر اپنی برتری قائم کرنا ہو۔بلکہ اس کا مقصد وارادہ مخلوق سے محبت وہمدری ہو کہ لوگ منکرات وخلاف شرع باتوں سے رک جائیں۔

حاکم والد کی طرح ہو جیسے وہ اپنے بچے کو تعلیم وتربیت کے سلسلہ میں تنبیہ کرتا ہے کیونکہ اگر وہ اپنے بچے کی والدہ کے کہنے پر بچے کو تنبیہ نہیں کرے گا تو وہ بگڑ جائے گا۔اس لئے والد کی اپنی اولاد کو تنبیہ محبت اور ان کی اصلاح کی غرض سے ہوتی ہے اگر چہ والد کی خواہش وترجیح یہی ہوتی ہے کہ بچے کو تنبیہ وڈانٹ ڈپٹ کی نوبت نہ آئے اور ایک ڈاکٹر کی طرح کہ وہ مریض کو کڑوی دوا پلاتا ہے اور معطل وبے کار عضو کاٹتا ہے یہ سب کچھ انسان کے سکون وراحت کے لئے ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حدود بھی ہیں جو مشروع کی گئی ہیں حالانکہ ان کے قائم کرنے میں بظاہر تکلیف وپریشانی ہے لیکن انجام وعواقب کے لحاظ سے انسان اور انسانی معاشرہ کے لئے باعث راحت وسکون ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی حدود قائم ونافذ کرنے میں حاکم اور والی کا مقصد بھی اگر رعایا کی اصلاح اور ان کو فائدہ پہنچانا ہوگا اور ان کا فساد ونقصان ختم کرنا مقصد ہوگا تو اس سے حاکم کو اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوگی اور اس کی اطاعت واتباع کے لئے لوگوں کے دل نرم ہوں گے اور اس کیلئے خیر وفلاح کے اسباب مہیا ہوں گے اور وہ لوگوں کے شر وفساد سے محفوظ رہے گا اور حد کے قیام ونفاذ سے جرائم کی جڑ کٹ جاتی ہے یا بہت کم مقدار میں رہ جاتی ہے۔اور لوگ عفت وپاکیزگی اور امان وسکون میں زندگی گزارتے ہیں،

اللہ سب سے زیادہ مہربان اور سب سے بڑا حاکم ہے۔اس کو معلوم تھا کی بندوں کی ضروریات ومصالح انکے احکام وحدود کے بغیر پوری نہیں ہوسکیں گی اس لئے اس نے ان احکام کو مشروع کیا اور وہ جانتا تھا کہ ان احکام وحدود کے بغیر فساد دفع نہیں کیا جاسکتا اس لئے اس نے ان کا حکم دیا اور ان کو ضروری قرار دیا پس حدود جرائم سے روکتی ہیں اور مجرم کے گناہوں کا کفارہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے مشروع کردہ احکام میں سے عمداً قتل کرنے والے کے بدلہ میں قتل کرنا ہے جب بدلہ کی تمام شرائط پوری ہوجائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اور تمہارے لیے بدلہ لینے میں زندگی ہے۔،،

اس لیے کہ جب قاتل کو معلوم ہوگا کہ وہ بدلہ میں قتل کیا جائے گا تو وہ قتل نہیں کرے گا ،تو اس طرح دو جانوں کی زندگی بچ جائے گی ،اسی طرح جب چور کو پتہ ہوگا کہ چوری کرنے کی پاداش میں اس کا دایاں ہاتھ کٹ جائے گا تو ممکن نہیں ہے کہ وہ چوری کرے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ط وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ "

کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں یقین رکھنے والے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے اور حکم کرنے والا کون ہوسکتا ہے۔(سورۃ المائدہ:۵۰)

انصاف کرنے کا حکم

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ہ"

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تم اللہ کی خاطر حق پر قائم ہو جاؤ، راستی اور انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کردے عدل کیا کرو جو پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔(سورہ مائدہ آیت نمبر۸)

تشریح: نبی کریم ﷺ کے نزدیک عادلانہ گواہی کی اہمیت ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں میرے باپ نے مجھے عطیہ دیا تو میری والدہ نے کہا، اس عطیئے پر آپ جب تک اللہ کے رسول کو گواہ نہیں بنائیں گے میں راضی نہیں ہونگی۔ چنانچہ میرے والد نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم نے اپنی ساری اولاد کو اس طرح کا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور اولاد کے درمیان انصاف کرو اور فرمایا کہ میں ظلم پر گواہ نہیں بنوں گا۔(صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِى الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سَمّٰعُوْنَ

لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ط يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ م بَعْدِ
مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ط
وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ
يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ط لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ
عَذَابٌ عَظِيْمٌ ہ"

ترجمہ: ''اے رسول! آپ ان لوگوں کے پیچھے غم نہ کیجئے جو کفر میں سبقت کر رہے ہیں خواہ وہ ان (منافقوں) میں سے ہوں جو زبانی تو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کے دل ایمان والے نہیں اور یہودیوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جو غلط باتیں سننے کے عادی ہیں اور ان لوگوں کے جاسوس ہیں جو اب تک آپ کے پاس نہیں آئے وہ کلمات کو اصلی جگہ سے ہٹا کر انہیں تبدیل کر دیا کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم لیا تو قبول کر لینا اگر یہ حکم نہ دیا جائے تو الگ تھلگ رہنا اور جس کا خراب کرنا اللہ کو منظور ہو تو آپ اس کے لئے خدائی ہدایت میں سے کسی چیز کے مختار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ ان کے دلوں کو پاک کرنے کا نہیں ان کے لئے دنیا میں بھی بڑی ذلت اور رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑی سخت سزا ہے''۔ (سورہ مائدہ آیت نمبر ۴۱)

تشریح: نبی کریم ﷺ کو اہل کفر وشرک کے ایمان نہ لانے اور ہدایت کا راستہ نہ اپنانے پر جو قلق اور افسوس ہوتا تھا اس پر اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو زیادہ غم نہ کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں تا کہ اس اعتبار سے آپ کو تسلی رہے کہ ایسے لوگوں کی بابت عنداللہ مجھ سے باز پرس نہیں ہوگی۔

آیت نمبر ۴۱ تا ۴۴ کے شان نزول میں دو واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ایک تو دو

شادی شدہ یہودی زانیوں (مرد عورت) کا۔ انہوں نے اپنی کتاب تورات میں تورد وبدل کر ڈالا تھا، اس کی کئی باتوں پر عمل بھی نہیں کرتے تھے۔ انہیں میں سے ایک حکم رجم بھی تھا جو ان کی کتاب میں شادی شدہ زانیوں کے لئے تھا اور اب بھی وہ موجود ہے لیکن وہ چونکہ اس سزا سے بچنا چاہتے تھے اس لئے آپس میں فیصلہ کیا کہ محمد ﷺ کے پاس چلتے ہیں اگر انہوں نے ہمارے ایجاد کردہ طریقہ کے مطابق کوڑے مارنے اور منہ کالا کرنے کی سزا کو کہا تو مان لیں گے اور اگر رجم کا فیصلہ دیا تو نہیں مانیں گے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت حاضر ہوئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تورات میں رجم کی بابت کیا ہے؟ انہوں نے تورات میں زنا کی سزا کوڑے مارنا اور رسوا کرنا ہے عبداللہ بن سلامؓ نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو جاؤ تورات لاؤ تورات لا کر وہ پڑھنے لگے تو آیت رجم پر ہاتھ رکھ کر آگے پیچھے سے پڑھنے لگ گئے حضرت عبداللہ بن السلام نے کہا یہاں سے ہاتھ ہٹاؤ تو وہ آیت وہاں موجود تھی۔ بالآخر انہیں اعتراف کرنا پڑا چنانچہ دونوں زانیوں کو سنگسار کر دیا گیا۔ (ابن کثیر)

عدل وانصاف کا فیصلہ

"سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ط فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ
اَعْرِضْ عَنْهُمْ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْئًا ط وَاِنْ حَكَمْتَ
فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ہ"

ترجمہ: ''یہ کان لگا کر جھوٹ کے سننے والے اور جی بھر بھر کر حرام کے کھانے والے ہیں اگر یہ تمہارے پاس آئیں تو تمہیں اختیار ہے خواہ ان کے آپس کا فیصلہ کرو خواہ ان کو ٹال دو، اگر تم ان سے منہ پھیرو گے تو بھی یہ تم کو ہرگز کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے اور اگر تم

فیصلہ کرو تو ان میں عدل وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو، یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ محبت رکھتا ہے''۔ (سورہ مائدہ آیت نمبر۴۲)

تشریح: سَمَّاعُوْنِ کے معنی ہیں بہت سننے والا اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں، جاسوسی کرنے کے لئے زیادہ باتیں سننا یا دوسروں کی باتیں ماننے اور قبول کرنے کے لئے سننا، بعض مفسرین نے پہلے معنی مراد لئے ہیں اور بعض نے دوسرے۔

حاکم کا عدل

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص دس یا دس سے زیادہ لوگوں کا سرپرست ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ جکڑے ہوئے ہوں گے، اس کی نیکی اس کو چھڑا لے گی یا اس کا گناہ (ظلم) اس کو ہلاک کر دے گا اس کا اول ملامت، درمیان ندامت اور آخر قیامت کی رسوائی ہے''۔[مسند أحمد:۵/۲۶۷]

اور بیہقی کی روایت میں ہے اس کا عدل اس کو چھڑائے گا یا اس کا ظلم اس کو ہلاک کرے گا۔ [بیہقی:۳/۱۲۹]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امام ڈھال ہے، اس کے پیچھے قتال کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے دشمنوں سے بچا جاتا ہے۔ تو اگر وہ اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس کو اس کی وجہ سے اجر وثواب ہوگا اور اگر وہ اس کے علاوہ کسی چیز کا حکم کرے گا تو اس کی وجہ سے اس پر وبال ہوگا۔

اور بخاری شریف کی روایت میں ہے وہ اللہ کے تقویٰ کا حکم کرے اور انصاف کرے تو اس وجہ سے اس کے لئے اجر وثواب ہے اور اگر وہ اس کے علاوہ کہے تو اس کی وجہ سے اس پر وبال ہوگا۔

اور نسائی شریف کی روایت میں ہے کہ اگر اس نے اس (تقویٰ) کے علاوہ کوئی حکم دیا تو وہ اس پر بوجھ ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب الامام جنۃ یقاتل من وراءہ ویتقی بہ، وصحیح البخاری، کتاب الجھاد والسیر ، وسنن النسائی، کتاب السعۃ]

حضرت زکریاؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عامرؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے حدود کی حفاظت کرنے والے اور ان میں واقع ہونے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگ کشتی میں سوار ہوئے انہوں نے کشتی میں سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کی۔ تو ان میں بعض اوپر والی منزل اور بعض نیچے والی منزل میں بیٹھ گئے ۔ نچلی منزل والوں کو جب پانی کی ضرورت ہوتی تو وہ اوپر آتے تو نچلی منزل والوں نے سوچا کہ ہم نیچے والی منزل میں سوراخ کرلیں اور اوپر والوں کو تکلیف نہ دیں۔ تو اگر وہ ان کو ان کے ارادے سمیت چھوڑ دیں گے تو سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے اور اگر وہ ان کے ہاتھوں کو پکڑ لیں گے تو وہ اور سارے مسافر بچ جائیں گے۔

[صحیح البخاری، کتاب الشرکۃ، باب ھل یقرع فی القسمۃ والاستھام فی؟]

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں فتح مکہ کے موقع پر ایک عورت نے چوری کر لی تو اس کی قوم نے گھبرا کر حضرت اسامہ بن زیدؓ سے عرض کیا آپ رسول اللہ ﷺ سے ہماری سفارش کریں۔ حضرت عروہؓ کہتے ہیں جب حضرت اسامہؓ نے آپ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں بات کی تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

کیا تو مجھ سے اللہ کی حدود میں سے کسی حد کے بارے میں بات کرتا ہے؟

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اللہ کے رسول! آپ میرے لئے بخشش کی دعاء مانگیں پچھلے پہر رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی تعریف کی پھر اس کے بعد فرمایا:

تم میں سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں کوئی معزز آدمی چوری کر

لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور جب ان میں سے کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو وہ اس پر حد قائم کر دیتے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر محمد ﷺ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، تو اس کی توبہ اچھی تھی اس کے بعد اس عورت نے شادی کر لی حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد وہ میرے پاس آیا کرتی تھی میں اس کا معاملہ یعنی مسئلہ وغیرہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر کر دیتی تھی۔

[صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مقام النبی ﷺ بمکۃ زمن الفتح]

حد قائم ہو جانے والے کے لئے کفارہ

حضرت ابو ادریس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور بیعت عقبہ کی رات وہ بھی ایک نقیب تھے، سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک جماعت آپ ﷺ کے اردگرد تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ گے نہ چوری کرو گے اور نہ ہی زنا کرو گے۔ اور اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے اور اپنی طرف سے کوئی بہتان نہیں گڑھو گے اور نیک کاموں میں نافرمانی نہیں کرو گے۔ پھر جو کوئی تم میں یہ اقرار پورا کرے گا، اس کا ثواب اللہ پر ہے، اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے اور اس کو دنیا میں اس کی سزا مل جائے تو وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا۔

اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور جو کوئی ان گناہوں میں سے کچھ کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کو چھپائے رکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس کو معاف کر دے اور چاہے تو عذاب دے پھر ہم نے ان باتوں پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔

اور مسلم شریف کی روایت میں ہے۔اور جو کوئی تم میں حد کو پہنچے اور وہ اس پر قائم کردی جائے تو وہ اس کا کفارہ ہو جائے گی اور جس کی اللہ پردہ پوشی کرے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور چاہے تو اس کو معاف کردے۔

[صحیح الباری، کتاب الایمان، باب علامۃ الایمان حب الأنصار]

جہاد اور غزوہ کا بیان

اَلَّذِيْنَ عٰهَدْ تَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ هُمْ فِىْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ہ

ترجمہ: ''جن سے تم نے عہد و پیمان کرلیا پھر بھی وہ اپنے عہد و پیمان کو ہر مرتبہ توڑ دیتے ہیں اور بالکل پرہیز نہیں کرتے''۔(سورہ انفال آیت نمبر ۵۶)

تشریح: یہاں کافروں ہی کی ایک عادت بیان کی گئی ہے کہ ہر بار نقض عہد کا ارتکاب کرتے ہیں اور اس کے نتائج سے ذرا سے بھی نہیں ڈرتے ۔بعض لوگوں نے اس سے یہودیوں کے قبیلے بنو قریظہ کو مراد لیا ہے،جن سے رسول اللہ ﷺ کا یہ معاہدہ ہوا تھا کہ وہ کافروں کی مدد نہیں کریں گے لیکن انہوں نے اس کی پاسداری نہیں کی۔

بہادری

" فَاِ مَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِى الْحَرْبِ فَشَرِّ دْبِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّ كَّرُوْنَ ہ "

ترجمہ: ''پس جب کبھی تو لڑائی میں ان پر غالب آجائے انہیں ایسی مار مار کہ ان کے پچھلے بھی بھاگ کھڑے ہوں ہوسکتا ہے کہ وہ عبرت حاصل کریں''۔(سورہ انفال آیت نمبر ۵۷)

تشریح: شَرِّ دْ بِهِمْ کا مطلب ہے کہ ان کو ایسی مار مارو کہ جس سے ان کے پیچھے،ان کے ساتھیوں میں بھگدڑ مچ جائے،حتٰی کہ وہ آپ کی طرف اس اندیشے سے رخ ہی نہ کریں کہ کہیں ان کا بھی وہی حشر نہ ہو جو ان کے پیشواؤں کا ہوا۔

خیانت کی سزا

"وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِنۡ قَوۡمٍ خِیَانَۃً فَانۡۢبِذۡ اِلَیۡہِمۡ عَلٰی سَوَآءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡخَآئِنِیۡنَ "

ترجمہ: ''اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دے اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا''۔(سورہ انفال آیت نمبر ۵۸)

تشریح: خیانت سے مراد ہے معاہدہ اور قوم سے نقص عہد کا خطرہ مطلب یہ ہے کہ انہیں با قاعدہ مطلع کیا جائے کہ آئندہ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ نہیں۔ تا کہ دونوں فریق اپنے اپنے طور پر اپنی حفاظت کے ذمہ دار ہوں، کوئی ایک فریق لاعلمی اور مغالطے میں نہ مارا جائے۔ اور یعنی یہ نقص عہد اگر مسلمانوں کی طرف سے بھی ہو تو یہ خیانت ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔

دشمنوں سے مقابلہ کے لئے تیاری

"وَ اَعِدُّوۡا لَہُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ قُوَّۃٍ وَّ مِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ تُرۡہِبُوۡنَ بِہٖ عَدُوَّ اللّٰہِ وَ عَدُوَّکُمۡ وَ اٰخَرِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِہِمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَہُمۡ اَللّٰہُ یَعۡلَمُہُمۡ ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ یُوَفَّ اِلَیۡکُمۡ وَ اَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ہ "

ترجمہ: ''تم ان کے مقابلے کے لئے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھو تا کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں خوب جان رہا ہے جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔(سورہ انفال آیت نمبر ۶۰)

تشریح: قُوَّۃِ کی تفسیر نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے یعنی تیر اندازی کیونکہ اس دور میں یہ

بہت بڑا جنگی ہتھیار تھا اور نہایت اہم فن تھا، جس طرح گھوڑے جنگ کے لئے ناگزیر ضرورت تھے، جیسا کہ آیت سے واضح ہے۔ لیکن اب تیر اندازی اور گھوڑوں کی جنگی اہمیت اور افادیت وضرورت باقی نہیں رہی اس لئے ﴿ وَ اَعِدُّوۡا لَہُمۡ مَّا اسۡتَطَعۡتُمۡ ﴾ کے تحت آج کل کے جنگی ہتھیار (مثلاً میزائل، ٹینک، بم اور جنگی جہاز اور بحری جنگ کے لئے آبدوزیں وغیرہ) کی تیاری ہونی چاہئے۔

صلح کی ترغیب

" وَ اِنۡ جَنَحُوۡا لِلسَّلۡمِ فَاجۡنَحۡ لَہَا وَ تَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ہ "

ترجمہ: ''اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو یقیناً وہ سننے جاننے والا ہے''۔(سورہ انفال آیت نمبر ۶۱)

اگر حالات جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں اور دشمن بھی مائل بہ صلح ہو تو صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر صلح سے دشمن کا مقصد دھوکا اور فریب ہو، تب بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں، اللہ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً اللہ دشمن کے فریب سے بھی محفوظ رکھے گا، اور وہ آپ کے لئے کافی ہے۔ لیکن صلح کی یہ اجازت ایسے حالات میں ہے جب مسلمان کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا مفاد ہو لیکن جب اس کے برعکس ہو، مسلمان قوت و وسائل میں ممتاز ہوں اور کافر کمزور ہوں تو اس صورت میں صلح کے بجائے کافروں کی قوت کو توڑنا ضروری ہے۔

دھوکہ کی سزا

"وَ اِنۡ یُّرِیۡدُوۡۤا اَنۡ یَّخۡدَعُوۡکَ فَاِنَّ حَسۡبَکَ اللّٰہُ ؕ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَیَّدَکَ بِنَصۡرِہٖ وَ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ہ "

ترجمہ: اگر وہ تجھ سے دغا بازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اسی نے اپنی مدد سے اور مؤمنوں سے تیری تائید کی ہے''۔ (سورہ انفال آیت نمبر ۶۲)

عہد کو توڑنے کی سزا

"بَرَآ ءَ ةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَ سُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْ تُّمْ مِّنَ الْمُشْرِ كِيْنَ ط ہ"

ترجمہ: ''اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے بیزاری کا اعلان ہے ان مشرکوں کے بارے میں جن سے تم نے عہد و پیمان کیا تھا''۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۱)

فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت علیؓ اور دیگر اصحاب کو قرآن کریم کی یہ آیت اور احکام دے کر بھیجا تا کہ وہ مکہ میں ان کا عام اعلان کر دیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق اعلان کر دیا کہ کوئی شخص بیت اللہ کا عریاں طواف نہیں کرے گا، بلکہ آئندہ سال سے کسی مشرک کو بیت اللہ کے حج کی اجازت نہیں ہوگی۔ (صحیح بخاری)

معاہدے کا لحاظ

"اِلَّا الَّذِ يْنَ عٰهَدْ تُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْ كُمْ شَيْئًا وَّ لَمْ يُظَا هِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدً ا فَاَتِمُّوْٓ ا اِلَيْهِمْ عَهْدَ هُمْ اِلٰى مُدَّ تِهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ہ"

ترجمہ: ''بجز ان مشرکوں کے جن سے تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے اور انہوں نے تمہیں ذرا سا بھی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ کسی کی تمہارے خلاف مدد کی ہے تم بھی ان کے معاہدے کی مدت ان کے ساتھ پوری کرو اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے''۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۴)

تشریح: یہ مشرکین کی چوتھی قسم ہے ان سے جتنی مدت کا معاہدہ تھا، اس مدت تک انہیں رہنے کی اجازت دی گئی تھی، کیونکہ انہوں نے معاہدے کی پاسداری کی اور اس کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی، اس لئے مسلمانوں کے لئے بھی اس کی پاسداری کو ضروری قرار دیا گیا۔

پناہ کی فضیلت

" وَ اِنْ اَ حَدٌ مِّنَ الْمُشْرِ كِيْنَ اسْتَجَا رَكَ فَاَ جِرْ هُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَ بْلِغْهُ مَاْ مَنَهٗ ط ذٰلِكَ بِاَ نَّهُمْ قَوْ مٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ہ ع"

ترجمہ: ''اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچا دے یہ اس لئے ہے کہ یہ لوگ بے علم ہیں''۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۶)

تشریح: اس آیت میں مذکورہ حربی کافروں کے بارے میں رخصت دی گئی ہے کہ اگر کوئی کافر پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دے دو، یعنی اسے اپنی حفظ و امان میں رکھو تا کہ کوئی مسلمان اس کو قتل نہ کر سکے اور تا کہ اسے اللہ کی باتیں سننے اور اسلام کے سمجھنے کا موقعہ ملے ممکن ہے اس طرح اسے توبہ اور قبول اسلام کی توفیق مل جائے۔ لیکن اگر وہ کلام اللہ سننے کے باوجود مسلمان نہیں ہوتا تو اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دو۔

مطلب یہ ہے کہ اپنی امان کی پاسداری آخر تک کرنی ہے، جب تک وہ اپنے مستقر تک بخیریت واپس نہیں پہنچ جاتا، اس کے جان کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔ یعنی پناہ کے طلبگاروں کو پناہ کی رخصت اس لئے دی گئی ہے کہ یہ بے علم لوگ ہیں ممکن ہے اللہ اور رسول کی باتیں ان کے علم میں آئیں اور مسلمانوں کا اخلاق و کردار وہ دیکھیں تو اسلام کی حقانیت و صداقت کے قائل ہو جائیں۔

فتنہ پھیلانے والے کے ساتھ سختی

"وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ٥"

ترجمہ: ''انہیں مارو جہاں بھی پاؤ اور انہیں نکالو جہاں سے انہوں نے تمہیں نکالا ہے اور (سنو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے اور مسجد حرام کے پاس ان سے لڑائی نہ کرو جب تک کہ یہ خود تم سے نہ لڑیں، اگر یہ تم سے لڑیں تو تم بھی انہیں مارو کافروں کا بدلہ یہی ہے۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر۱۹۱)

تشریح: حدودِ حرم میں قتال منع ہے، لیکن اگر کفار اس کی حرمت کو ملحوظ نہ رکھیں اور تم سے لڑیں تو تمہیں بھی ان سے لڑنے کی اجازت ہے۔

مکہ میں مسلمان چونکہ کمزور اور منتشر تھے، اس لئے کفار سے قتال ممنوع تھا، ہجرت کے بعد مسلمانوں کی ساری قوت مدینہ میں جمع ہوگئی تو پھر ان کو جہاد کی اجازت دے دی گئی۔ ابتدا میں آپ صرف انہی سے لڑتے جو مسلمانوں سے لڑنے میں پہل کرتے اس کے بعد اس میں مزید توسیع کر دی گئی اور مسلمانوں نے حسب ضرورت کفار کے علاقوں میں بھی جا کر جہاد کیا۔ قرآن کریم نے زیادتی کرنے سے منع فرمایا، اس لئے نبی کریم ﷺ اپنے لشکر کو تاکید فرماتے کہ خیانت، بدعہدی اور مثلہ نہ کرنا نہ بچوں اور عورتوں اور گرجوں میں مصروف عبادت کرنے والوں کو قتل کرنا۔ اسی طرح درختوں کو جلانے اور حیوانات کو بغیر کسی مصلحت کے مارنے سے بھی منع فرماتے۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کی مدد

"وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ"

''اے نبی! اس وقت کو بھی یاد کرو جب صبح صبح آپ اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے مورچوں پر باقاعدہ بٹھا رہے تھے اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے''۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر۱۲۱)

تشریح: جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد جنگ احد کا واقعہ ہے جو شوال ۳ ہجری میں پیش آیا۔ اس کا پس منظر مختصراً یہ ہے کہ جب جنگ بدر ۲ ہجری میں کفار کو عبرت ناک شکست ہوئی، ان کے ستّر آدمی مارے گئے اور ستّر قید ہوئے تو کفار کے لئے یہ بدنامی کا باعث اور مرنے کا مقام تھا، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک زبردست انتقامی جنگ کی تیاری کی جس میں عورتیں بھی شریک ہوئیں۔

ادھر مسلمانوں کو جب اس کا علم ہوا کہ کافر تین ہزار کی تعداد میں احد پہاڑ کے نزدیک خیمہ زن ہو گئے تو نبی کریم ﷺ کو اندر رہ کر ہی مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی نے بھی اسی رائے کا اظہار کیا۔ لیکن اس کے برعکس بعض صحابۂ کرام نے جنگ بدر میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے، مدینہ کے باہر جا کر لڑنے کی حمایت کی۔

آپ ﷺ اندر حجرے میں تشریف فرما تھے ہتھیار پہن کر باہر آئے۔

دوسری رائے والوں کو ندامت ہوئی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کی خواہش کے برعکس باہر نکلنے پر مجبور کر کے شاید ٹھیک نہیں کیا چنانچہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ اگر اندر رہ کر مقابلہ کرنا پسند فرمائیں تو اندر ہی رہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ لباس حرب پہن لینے کے بعد کسی نبی کے لائق نہیں کہ وہ اللہ کے فیصلے کے بغیر واپس ہواور لباس اتارے۔

چنانچہ مسلمان ایک ہزار کی تعداد میں روانہ ہو گئے مگر صبح جب مقام شوط پر پہنچے تو عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر واپس آ گیا کہ اس کی رائے نہیں مانی گئی خواہ مخواہ جان دینے کا کیا فائدہ؟ اس کے اس فیصلے سے وقتی طور پر بعض مسلمان بھی متاثر ہو گئے۔(ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

"اِذْ ھَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ مِنْکُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَ اللّٰہُ وَلِیُّھُمَا ط وَ عَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ہ"

ترجمہ: ''جب تمہاری دو جماعتیں کم ہمتی کا ارادہ کر چکی تھیں اللہ تعالیٰ ان کا ولی اور مددگار ہے اور اسی کی پاک ذات پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہئے''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۲)

یہ اوس اور خزرج کے دو قبیلے (بنو حارث اور بنو سلمہ) تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے ان کی مدد کی اور ان کی کمزوری کو دور فرما کر ان کی ہمت باندھ دی۔

جہاد میں دعا کی قبولیت

"وَلَقَدْ نَصَرَ کُمُ اللّٰہُ بِبَدْ رٍ وَّ اَنْتُمْ اَ ذِلَّۃٌ فَا تَّقُو االلّٰہ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ہ"

ترجمہ: ''جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جب کہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۳)

بہ اعتبار قلت تعداد اور قلت سامان کے، کیونکہ جنگ بدر میں مسلمان ۳۱۳ تھے یہ بھی بے سروسامان۔ صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے باقی سب پیدل تھے۔(ابن کثیر)

اللہ کی طرف سے فرشتوں کی مدد

"اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْ مِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّ کُمْ بِثَلٰثَۃِ الٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزِلِیْنَ ط ہ"

ترجمہ: (اور یہ شکر گزاری باعث نصرت و امداد ہو) جب آپ مومنوں کو تسلی دے رہے تھے کیا آسمان سے تین ہزار فرشتے اتار کر اللہ تعالیٰ کا تمہاری مدد کرنا تمہیں کافی نہ ہوگا''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۴)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْ ا وَ تَتَّقُوْ ا وَیَاْ تُوْکُمْ مِنْ فَوْرِ ھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْ کُمْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ الٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّ مِیْنَ ہ"

ترجمہ: ''کیوں نہیں، بلکہ اگر تم صبر کرو پرہیز گاری کرو اور یہ لوگ اسی وقت تمہارے پاس آ جائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشاندار ہونگے''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۲۵)

تشریح: مسلمان بدر کی جانب قافلۂ قریش پر حملہ کرنے نکلے تھے۔ مگر بدر پہنچتے پہنچتے معلوم ہوا کہ مکہ سے مشرکین کا ایک لشکر جرار غیظ و غضب اور جوش و خروش کے ساتھ چلا آ رہا ہے۔ یعنی پہچان کے لئے ان کی مخصوص علامت ہوگی۔

مدد صرف اللہ کر سکتا ہے

"وَ مَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِہٖ ط وَمَا النَّصْرُ

"اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ الْعَزِيْزِالْحَكِيْمِ ہ"

ترجمہ: ''اور یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمنان قلب کے لئے ہے، ورنہ مدد تو اللہ کی طرف سے ہے جو غالب وحکمت والا ہے۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر۱۲۶)

اللہ کافروں کو ذلیل کرتا ہے

"لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ہ"

ترجمہ: ''(اس امداد الٰہی کا مقصد یہ تھا کہ اللہ) کافروں کی ایک جماعت کو کاٹ دے یا انہیں ذلیل کر ڈالے اور (سارے کے سارے) نامراد ہو کر واپس چلے جائیں''۔
(سورہ آل عمران آیت نمبر۱۲۷)

تشریح: یہاں اللہ غالب و کارفرما کی مدد کا نتیجہ بتلایا جا رہا ہے سورہ انفال میں فرشتوں کی تعداد ایک ہزار بتلائی گئی یعنی ایک ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے واقعتاً ایک ہزار ہی نازل ہوئے اور مسلمانوں کے حوصلے اور تسلی کے لئے تین ہزار کا اور پھر پانچ ہزار کا مزید مشروط وعدہ کیا گیا۔ پھر حسب حالات مسلمانوں کی تسلی کے نقطۂ نظر سے ان کی ضرورت کے مطابق نازل کیا گیا۔ اس لئے بعض مفسرین کے نزدیک یہ تین ہزار پانچ ہزار فرشتوں کا نزول نہیں ہوا کیونکہ مقصد تو مسلمانوں کے حوصلے بلند کرنا تھا، ورنہ اصل مددگار تو اللہ تعالیٰ ہی تھا۔

زخمی ہونا کوئی خاص بات نہیں

"اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ط وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ط وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ہ"

ترجمہ: ''اگر تم زخمی ہوئے ہو تو تمہارے مخالف لوگ بھی تو ایسے ہی زخمی ہو چکے ہیں ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان ادلتے بدلتے رہتے ہیں (شکست احد) اس لئے تھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہر کر دے اور تم میں سے بعض کو شہادت کا درجہ عطا فرمائے اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا''۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر۱۴۰)

تشریح: ایک اور انداز سے مسلمانوں کو تسلی دی جا رہی ہے کہ اگر جنگ احد میں تمہارے کچھ لوگ زخمی ہوئے تو کیا ہوا؟ تمہارے مخالف بھی تو (جنگ بدر میں) اور احد کی ابتدا میں اسی طرح زخمی ہو چکے ہیں اور اللہ کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ فتح وشکست کے ایام کو ادلتا بدلتا رہتا ہے۔ کبھی غالب کو مغلوب اور کبھی مغلوب کو غالب کر دیتا ہے۔

کافروں کو ختم کرنے کا ارادہ

"وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ہ"

ترجمہ: ''(یہ بھی وجہ تھی) کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو بالکل الگ کر دے اور کافروں کو مٹا دے''۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر۱۴۱)

تشریح: احد میں مسلمانوں کو جو عارضی شکست ان کے اپنی کوتاہی کی وجہ سے ہوئی اس میں بھی مستقبل کے لئے حکمتیں پنہاں ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ ایک یہ کہ ایمان والوں کو ظاہر کر دے (کیونکہ صبر اور استقامت ایمان کا تقاضہ ہے) جنگ کی شدتوں اور مصیبتوں میں جنہوں نے صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا، یقیناً وہ سب مومن ہیں۔ دوسری یہ کہ کچھ لوگوں کو شہادت کے مرتبہ پر فائز کر دے۔ آخری دونوں کا مطلب گناہوں سے پاکی اور خلاصی ہے۔ (فتح القدیر)

جنت کے لئے آزمائش

"اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْ خُلُو االْجَنَّۃَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ جٰھَدُوْا مِنْکُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ o"

ترجمہ: ''کیاتم یہ سمجھ بیٹھے ہوکہ تم جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ اب تک اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ تم میں سے جہاد کرنے والے کون ہیں اور صبر کرنے والے کون ہیں''۔

(سورہ آل عمران آیت نمبر۱۴۲)

بغیر قتال کی آزمائش کے تم جنت میں چلے جاؤ گے، نہیں بلکہ جنت ان لوگوں کو ملے گی جو آزمائش میں پورا اتریں گے، ابھی تم پر وہ حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے لوگوں پر آئی تھی، انہیں تنگدستی اور تکلیفیں پہنچی اور وہ خوب ہلائے گئے مزید فرمایا، کیا لوگ گمان کرتے ہیں کہ انہیں صرف یہ کہنے پر چھوڑ دیا جائے گا کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ یعنی جنت یوں ہی نہیں مل جائے گی اس کے لئے پہلے تمہیں آزمائش کی بھٹی سے گزار اجائے گا اور میدان جہاد میں آزمایا جائے گا کہ وہاں تم سرفروشی اور صبر واستقامت کا مظاہرہ کرتے ہو یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کھلی مدد

"وَ لَقَدْ کُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْہُ فَقَدْ رَاَیْتُمُوْہُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ"

''جنگ سے پہلے تم شہادت کی آرزو میں تھے اب اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا''۔

(سورہ آل عمران آیت نمبر۱۴۳)

تشریح: یہ اشارہ ان صحابہ کی طرف ہے جو جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے احساس محرومی

رکھتے تھے اور چاہتے تھے کہ میدان کارزار گرم ہو تو کافروں کی سرکوبی کر کے جہاد کی فضیلت حاصل کریں۔ صحابہ نے جنگ احد میں جوش و جہاد سے کام لیتے ہوئے مدینہ سے باہر نکلنے کا مشورہ دیا لیکن جب مسلمانوں کی فتح کافروں کے اچانک حملے سے شکست میں تبدیل ہوگئی تو انہوں نے سوچا کہ کہیں ہم نے مشورہ میں کوئی زیادتی تو نہیں کی اس لئے حدیث میں آتا ہے تم دشمن سے مڈھ بھیڑ کی آرزو مت کرو اور اللہ سے عافیت طلب کیا کرو مگر یہ بات بھی جان لو کہ جنت تلواروں کے سایہ تلے ہے۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

"وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِہٖ حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَ عَصَیْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰکُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ط مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ ثُمَّ صَرَفَکُمْ عَنْھُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ ط وَاللّٰہُ ذُوْفَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ o"۔

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم انہیں کاٹ رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم نے پست ہمتی اختیار کی اور کام میں جھگڑنے لگے اور نافرمانی کی، اس کے بعد کہ اسنے تمہاری چاہت کی چیز تمہیں دکھا دی، تم سے بعض دنیا چاہتے تھے، اور بعض کا ارادہ آخرت کا تھا، تو پھر اس نے تمہیں ان سے پھیر دیا تا کہ تم کو آزمائے، اور یقیناً اس نے تمہاری لغزش سے درگزر فرما دیا اور ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے''۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر۱۵۲)

تشریح: اس وعدے پر بعض مفسرین نے تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتوں کا نزول مراد لیا ہے لیکن یہ رائے سرے سے صحیح نہیں بلکہ صحیح یہ ہے کہ فرشتوں کا نزول صرف جنگ بدر

کے ساتھ مخصوص تھا۔ باقی رہا وہ وعدہ جو اس آیت میں مزکور ہے تو اس سے مراد فتح و نصرت کا عام وعدہ ہے یعنی مراد ۵۰ تیر اندازوں کا وہ اختلاف ہے جو فتح و غلبہ دیکھ کر ان کے اندر واقع ہوا اور جس کی وجہ سے کافروں کو پلٹ کر دوبارہ حملہ آور ہونے کا موقع ملا۔ یعنی اس سے مراد وہ فتح ہے جو ابتدا میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی۔

یعنی مال غنیمت، جس کے لئے انہوں نے وہ پہاڑ چھوڑ دیا تھا جس کے نہ چھوڑنے کی انہیں تاکید کی گئی تھی۔ جنہوں نے مورچہ چھوڑنے سے منع کیا اور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اسی جگہ ڈٹے رہنے کا عزم ظاہر کیا۔ یعنی غلبہ عطا کرنے کے بعد پھر تمہیں شکست دے کر ان کافروں سے پھیر دیا تا کہ تمہیں آزمائے۔ اس میں صحابۂ کرامؓ کے اس شرف اور فعل کا اظہار ہے جو ان کی کوتاہیوں کے باوجود اللہ نے ان پر فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے معافی کا اعلان کر دیا تا کہ کوئی ان پر طعن نہ کرے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ہی قرآن کریم میں ان کے لئے عفو عام کا اعلان فرما دیا تو اب کسی کے لئے زبان کھولنے کی کہاں گنجائش رہ گئی۔

اللہ تعالیٰ کی آزمائش

"وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ"

ترجمہ: "تمہیں جو کچھ اس دن پہنچا جس دن دو جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تھی وہ سب اللہ کے حکم سے تھا تا کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ظاہری طور پر جان لے"۔

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۶)

منافقوں کا حال

"وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا ۖ وَقِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ

قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ"

ترجمہ: "اور منافقوں کو بھی معلوم کر لے، جن سے کہا گیا کہ آؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، یا کافروں کو ہٹاؤ تو وہ کہنے لگے کہ اگر ہم لڑائی جانتے ہوتے تو ضرور ساتھ دیتے وہ اس دن بہ نسبت ایمان کے کفر کے بہت نزدیک تھے اپنے منہ سے وہ باتیں بناتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے"۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۷)

تشریح: یعنی احد میں جو تمہیں نقصان پہنچا، وہ اللہ کے حکم سے ہی پہنچا (تا کہ آئندہ تم اطاعت رسول کا کما حقہ اہتمام کرو) جس کا ایک مقصد مومنین اور منافقین کو ایک دوسرے سے الگ اور ممتاز کرنا بھی تھا۔

یعنی لڑائی جاننے کا مطلب یہ ہے کہ واقعی آپ لوگ لڑائی لڑنے چل رہے ہوتے تو ہم بھی ساتھ دیتے مگر آپ تو لڑائی کے بجائے اپنے آپ کو تباہی کے دہانے میں جھونکنے جا رہے ہیں۔ ایسے غلط کام میں ہم کیوں آپ کا ساتھ دیں۔ یہ عبداللہ بن ابی اور ان کے ساتھیوں نے اس لئے کہا کہ اس کی بات نہیں مانی گئی تھی اور اس وقت کہا جب وہ مقام شوط پر پہنچ کر واپس ہو رہے تھے اور عبداللہ بن حرام انصاریؓ انہیں سمجھا بجھا کر شریک جنگ کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور اپنے نفاق کی وجہ سے جو اس نے کیں۔ یعنی زبان سے تو ظاہر کیا جو مذکور ہوا لیکن دل میں تھا کہ ہماری علیحدگی سے ایک تو مسلمانوں کے اندر ضعف پیدا ہوگا۔ دوسرے کافروں کو فائدہ پہنچے گا۔ مقصد اسلام، مسلمانوں اور نبی کریم ﷺ کو نقصان پہنچانا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا فیصلہ

"اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا

عَنْ اَنْفُسِکُمُ الْمَوْتَ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ہ"

ترجمہ: ''یہ وہ لوگ ہیں جو خود بھی بیٹھے رہے اور اپنے بھائیوں کی بابت کہا کہ اگر وہ بھی ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کئے جاتے کہہ دیجئے! کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی جانوں سے موت کو ہٹا دو''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۸)

تشریح: یہ منافقین کا قول ہے اگر ہماری بات مان لیتے تو قتل نہ کئے جاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو اپنے سے موت ٹال کر دکھاؤ مطلب یہ ہے کہ موت بھی جہاں جیسے اور جس جگہ آنا ہے ہر صورت میں آ کر رہے گی۔

شہید کا مرتبہ

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ ہ

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۶۹)

تشریح: شہدا کی زندگی حقیقی ہے یا مجازی، یقیناً حقیقی ہے لیکن اس کا شعور اہل دنیا کو نہیں جیسا کہ قرآن نے وضاحت کردی ہے۔ ملاحظہ ہو (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۵۴) میں۔

پھر اس زندگی کا مطلب کیا ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ قبروں میں ان کی روحیں لوٹا دی جاتی ہیں اور وہاں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جنت کے پھلوں کی خوشبوئیں انہیں آتی ہیں جن سے معطر ہوتے رہتے ہیں۔

لیکن حدیث سے ایک تیسری شکل معلوم ہوتی ہے اس لئے وہی صحیح ہے وہ یہ کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف یا سینوں میں داخل کر دی جاتی ہیں اور وہ جنت میں

کھاتی پھرتی اور اس کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔(فتح القدیر بحوالہ صحیح مسلم)

شہید کی خوشی

"فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِھِمْ مِّنْ خَلْفِھِمْ لا اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ"

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے فضل جو انہیں دے رکھا ہے ان سے وہ بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان کو نہیں ملے ان کے پیچھے ہیں اس پر کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہونگے''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۰)

تشریح: یعنی وہ اہل اسلام جو ان کے پیچھے دنیا میں زندہ ہیں یا مصروف جہاد ہیں، ان کی بابت وہ خواہش کرتے ہیں کہ کاش وہ بھی شہادت سے ہمکنار ہو کر یہاں ہم جیسی پر لطف زندگی اختیار کریں۔ شہدائے احد نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جو دنیا میں زندہ ہیں، انہیں ہمارے حالات اور پر مسرت زندگی سے کوئی مطلع کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری یہ بات ان تک پہنچا دیتا ہوں اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الجہاد)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لا وَّ اَنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ"

ترجمہ: ''وہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ کی نعمت اور فضل سے اور اس سے بھی کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر کو برباد نہیں کرتا''۔(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۱)

اس میں اس بات کا بیان ہے کہ ان کی خوشی محض خوف وحزن کے فقدان کی ہی وجہ

سے نہیں بلکہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے بے پایاں فضل وکرم کی وجہ سے ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے پہلی خوشی کا تعلق دنیا میں رہ جانے والے بھائیوں کی وجہ سے اور یہ دوسری خوشی اس انعام واکرام کی وجہ سے ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے خود ان پر ہوا۔(فتح القدیر)

اللہ کی راہ میں قتل ہونے کی فضیلت

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔

شہداء کی روحیں کہاں ہیں؟

حضرت مسروقؒ بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی بابت دریافت کیا۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہیں، ان کے لئے قندیلیں عرش کے ساتھ لٹکی ہوئی ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی ہیں پھر اپنی ان قندیلوں میں ٹھہرتی ہیں پس ان کے رب نے ان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور فرمایا، کیا تمہیں کوئی اور چیز چاہیئے؟

انہوں نے کہا ہم اور کون سی چیز چاہیں؟ ہم جنت میں جہاں چاہیں جاسکتے ہیں اللہ نے ان سے یہ بات تین مرتبہ پوچھی پس انہوں نے دیکھا کہ سوال کیے بغیر ان کو نہیں چھوڑا جائے گا۔ تو انہوں نے کہا کہ اے رب۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے

جسموں میں لوٹائی جائیں، تاکہ ہم دوبارہ آپ کی راہ میں شہید کیے جائیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ان کو کوئی چیز نہیں چاہیئے تو وہ اپنی حالت پر چھوڑ دیئے گئے۔

(مسلم۔کتاب الامارۃ۔باب بیان ان ارواح الشھداء فی الجنۃ وانھم احیاء عند ربھم یرزقون)

صدق دل سے شہادت کی دعا

حضرت ابو شریحؒ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن ابی امامہ بن سہل بن حنیفؒ اپنے باپ اور وہ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص سچے دل سے اللہ سے شہادت کی دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مراتب تک پہنچا دے گا خواہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت ہو۔(مسلم۔کتاب الامارۃ۔باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ)

حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص سچے دل سے اللہ سے اس کی راہ میں شہادت کی دعاء مانگے تو اللہ اس کو شہادت کا اجر وثواب عطا فرما دیتا ہے۔(جامع الترمذی۔ابواب فضائل الجہاد، باب ماجاء فیمن سئل الشھادۃ)

شہید کو قتل سے معمولی تکلیف

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شہید قتل سے اتنی ہی تکلیف محسوس کرتا ہے جتنی تم میں سے کوئی شخص چیونٹی کے کاٹنے کی محسوس کرتا ہے۔

بیہقی شریف کے الفاظ یہ ہیں۔ شہید قتل سے اتنی ہی تکلیف پاتا ہے جتنی تم میں سے کوئی چیونٹی کے کاٹنے کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔

(جامع الترمذی۔ابواب الجہاد۔باب ماجاء فی فضل المرابط، البیہقی ۹/۱۶۴)

اہل دین کی حفاظت میں قتل ہونے کی فضیلت

حضرت سعید بن زیدؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنے اہل یا خون (عزت) یا دین کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔

(سنن أبی داوٗد۔ کتاب السنۃ۔ باب فی قتال اللصوص)

سب سے افضل شہید

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ہمیں دجال کے متعلق تفصیلی طور پر بتایا پس آپ ﷺ نے ہمیں جو بیان فرمایا۔ اس میں یہ بات بھی تھی۔ دجال آئے گا۔ مدینہ منورہ میں اس کا داخلہ ممنوع ہوگا پس وہ مدینہ منورہ کے باہر ہی ہوگا کہ اس کی طرف ایک جوان نکلے گا، جو تمام لوگوں میں سے بہترین آدمی ہوگا، وہ دجال سے کہے گا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہی دجال ہے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دی ہے، پس دجال کہے گا اگر میں اس نوجوان کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دوں تو پھر بھی میرے معاملہ میں شک کرو گے؟ تو لوگ کہیں گے نہیں اس کے بعد ہم شک نہیں کریں گے آپ نے فرمایا۔ دجال اس جوان کو قتل کرے گا، پھر اس کو زندہ کر دے گا پس وہ جوان زندہ ہونے کے بعد کہے گا اللہ کی قسم تو وہی دجال ہے، دجال دوبارہ اس جوان کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اس پر غالب نہیں آئے گا۔

اور ایک روایت میں ہے، جب مومن اس دجال کو دیکھے گا تو کہے گا کہ اے لوگو۔

یہی وہ دجال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا تھا، پس دجال حکم دے گا کہ اس کو پکڑ لو اس کو مارو پیٹو اور زخمی کرو اور اس کو روندو اس مار کی وجہ سے اس کا پیٹ اور اس کی پشت پھیل جائے گی اس کے بعد دجال اس مومن سے کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ تو وہ کہے گا تو ہی مسیح کذاب ہے۔

تو دجال اس کے متعلق حکم کرے گا اس کو سر کے درمیان سے آرے کے ساتھ چیر دیا جائے حتیٰ کہ اس کی دونوں ٹانگیں جدا کر دی جائیں گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر دجال اس کے دو ٹکڑوں کے درمیان سے گزرے گا پھر اس کو کہے گا کھڑا ہو تو وہ زندہ ہو کر اس کے سامنے سیدھا کھڑا ہو جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا پھر دجال اس کو کہے گا کیا تو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ تو وہ مومن کہے گا مجھے پہلے سے بھی زیادہ اب یقین ہو گیا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ پھر مؤمن خطاب کرتے ہوئے کہے گا اے لوگو۔ یہ دجال میرے بعد کسی سے بھی یہ معاملہ نہیں کر سکے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا، دجال اس کو ذبح کرنے کے لئے دوبارہ پکڑ لے گا پس اس کی گردن اور ہنسل کی ہڈی کے درمیان والا حصہ تانبے کا ہو جائے گا تو دجال اس کی طاقت نہیں رکھے گا۔ پھر دجال اس مومن کو ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر پھینک دے گا لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اس کو آگ کی طرف پھینکا ہے۔ حالانکہ وہ جنت میں ڈالا گیا ہے۔

(مسلم کتاب الفتن۔ باب فی صفۃ الدجال وتحریم المدینۃ علیہ)

اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر قربانی

"اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ط لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ ہ"

ترجمہ: ''جن لوگوں نے اللہ اور رسول کے حکم کو قبول کیا اس کے بعد کہ انہیں پورے زخم لگ چکے تھے، ان میں سے جنہوں نے نیکی کی اور پرہیزگاری برتی ان کے لئے بہت زیادہ اجر ہے''۔ (سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۲)

تشریح: جب مشرکین جنگ احد سے واپس ہوئے تو راستے میں انہیں خیال آیا کہ ہم نے تو ایک سنہری موقع ضائع کر دیا۔ مسلمان شکست کھانے کی وجہ سے خوف زدہ اور بے حوصلہ تھے ہمیں اس سے فائدہ اٹھا کر مدینہ پر بھرپور حملہ کر دینا چاہئے تھا تا کہ اسلام کا یہ پودا اپنی سرزمیں (مدینہ) سے ہی نیست و نابود ہو جاتا۔ ادھر مدینہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کو بھی اندیشہ ہوا کہ شاید وہ پلٹ کر آئیں لہذا آپ نے صحابۂ کرام کو لڑنے کے لئے آمادہ کیا اور صحابۂ کرام تیار ہو گئے مسلمانوں کا یہ قافلہ جب مدینہ سے ۸ میل واقعہ حمراء الاسد پر پہنچا تو مشرکین کو خوف محسوس ہوا چنانچہ ان کا ارادہ بدل گیا اور وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کی بجائے مکہ واپس چلے گئے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور آپ کے رفقاء بھی مدینہ واپس آ گئے۔ (فتح القدیر و ابن کثیر)

اللہ کی مدد کافی ہے

"اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِیْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ہ"

ترجمہ: ''وہ لوگ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے میں لشکر جمع کر لئے ہیں۔ تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے''۔

(سورہ آل عمران آیت نمبر ۱۷۳)

تشریح: کہا جاتا ہے کہ ابوسفیان نے بعض لوگوں کو معاوضہ دے کر یہ افواہ پھیلائی کہ مشرکین مکہ لڑائی کے لئے بھرپور تیاری کر رہے ہیں تا کہ یہ سن کر مسلمانوں کے حوصلے پست ہو جائیں، لیکن مسلمانوں پر اس قسم کی افواہیں سن کر خوف زدہ ہونے کے بجائے مزید عزم اور ولولہ سے سرشار ہو گئے۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ ایمان جامد قسم کی چیز نہیں بلکہ اس میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔ اسی لئے حدیث میں بھی ہے **حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْل** پڑھنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے نیز صحیح بخاری میں ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آپ کی زبان پر یہی الفاظ تھے۔ (فتح القدیر)

دشمن کے ساتھ معاملہ

"وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ"

ترجمہ: ''اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو یقیناً وہ سننے جاننے والا ہے''۔ (سورہ انفال آیت نمبر ۶۱)

تشریح: اگر حالات جنگ کے بجائے صلح کے متقاضی ہوں اور دشمن بھی مائل بہ صلح ہو تو صلح کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ چاہے صلح سے دشمن کا مقصد دھوکا اور فریب ہو، تب بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں، یقیناً اللہ دشمن کے فریب سے بھی محفوظ رکھے گا، اور وہ آپ کو کافی ہے۔ لیکن صلح کی یہ اجازت ایسے حالات میں ہے جب مسلمان کمزور ہوں اور صلح میں اسلام اور مسلمانوں کا مفاد ہو لیکن جب اس کے برعکس ہو تو ایسی صورت میں صلح کے بجائے کافروں کی قوت کو توڑنا ضروری ہوگا۔

"وَ اِنْ یُّرِیْدُوْٓا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ط هُوَ الَّذِیْٓ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ ہ"

ترجمہ: ''اگر وہ تجھ سے دغا بازی کرنا چاہیں گے تو اللہ تجھے کافی ہے، اسی نے اپنی مدد سے اور مؤمنوں سے تیری تائید کی ہے''۔ (سورہ انفال آیت نمبر ۶۲)

باہمی الفت

"وَ اَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ط اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ہ"

ترجمہ: ''ان کے دلوں میں باہمی الفت بھی اسی نے ڈالی ہے، زمین میں جو کچھ ہے تو اگر سارا کا سارا بھی خرچ کرڈالتا تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملاسکتا۔ یہ تو اللہ ہی نے ان میں الفت ڈال دی ہے وہ غالب حکمتوں والا ہے''۔ (سورہ انفال آیت نمبر ۶۳)

تشریح: ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مومنوں پر جو احسانات فرمائے، ان میں سے ایک بڑے احسان کا ذکر فرمایا: وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ کی مومنین کے ذریعے مدد فرمائی، وہ آپ کے دست بازو اور محافظ ومعاون بن گئے۔ مومنین پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے درمیان پہلے جو عداوت تھی، اسے محبت والفت میں تبدیل فرمادیا، پہلے وہ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے، اب ایک دوسرے کے جانثار بن گئے، پہلے ایک دوسرے کے دلی دشمن تھے اب آپس میں رحیم وشفیق ہوگئے۔

قبول اسلام اور زبردستی

" لَآ اِكْرَاهَ فِى الدِّيْنِ ط قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ م بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ "

ترجمہ: ''دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت تو روشن ہوچکی ہے اس لئے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کرکے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۵۶)

تشریح: اس کے شان نزول میں بتایا گیا ہے کہ انصار کے کچھ نوجوان یہودی اور عیسائی ہو گئے تھے پھر جب یہ انصار مسلمان ہوگئے تو انہوں نے اپنی نوجوان اولاد کو بھی جو عیسائی ہوگئے تھے زبردستی مسلمان بنانا چاہا جس پر یہ آیت نازل ہوئی، شان نزول اس عتبار سے بعض مفسرین نے اس اہل کتاب کے لئے خاص مانا ہے یعنی مسلمان مملکت میں رہنے والے اہل کتاب اگر جزیہ ادا کرتے ہوں تو انہیں قبول اسلام پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

امراض ومصائب پر صبر کی فضیلت

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُس وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِالصّٰبِرِيْنَ o

ترجمہ: اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے۔(بقرۃ:۱۵۵)

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال وجان اور پھلوں کی کمی سے، اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں، اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا دو اچھے بدلے ہیں، اور ایک اچھی چیز زائد ہے صبر کرنے والوں کے لئے یعنی دو اچھے بدلے ''الصلوٰۃ'' اور الرحمۃ ہیں اور زائد چیز سے مراد ہدایت ہے۔(تفسیر قرطبی)

صبر کرنے والوں کے لئے نصرت ومدد کی ضمانت

" بَلٰٓى اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ الٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ هو مَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ

وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ط وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِاللّٰهِ الْعَزِيْزِالْحَكِيْمِ "

''کیوں نہیں اگر تم صبر و پرہیزگاری کرو اور یہ لوگ اسی وقت تمہارے پاس آجائیں تو تمہارا رب تمہاری امداد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا، جو نشان زدہ ہوں گے اور یہ تو محض تمہارے دل کی خوشی اور اطمینان قلب کے لئے ہے ورنہ مدد تو اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غالب اور حکمتوں والا ہے''۔(آل عمران:۱۲۵۔۱۲۶)

مریض کے عیادت کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا کسی دینی بھائی کی ملاقات کی تو ایک منادی کرنے والا اس کو آواز دیتا ہے کہ تو اچھا ہو گیا اور تیرا چلنا اچھا ہو گیا ہے اور تو نے اپنی جگہ جنت میں بنا لی ہے''۔[جامع الترمذی، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی زیارۃ الاخوان۔۲۰۰۸]

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ''جو کوئی مریض کی عیادت کرتا ہے تو وہ جنت کے تازہ پھلوں کو چننے میں مصروف ہوتا ہے'' آپ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول ﷺ! ''خرفۃ الجنۃ'' کیا ہے؟ آپ نے فرمایا ''اس کے تازہ پھل چننا۔'' [صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو کوئی مریض کی عیادت کرتا ہے تو وہ واپس آنے تک اللہ کی رحمت میں رہتا ہے۔ پس جب وہ مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے تو وہ اس (اللہ تعالیٰ کی رحمت) میں ڈوب جاتا ہے''۔

[مسند أحمد:۳/۳۰۴]

تشریح: ان احادیث میں مریض کی عیادت اور بیمار پرسی کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور

رحمت میں ڈوبنے کا مطلب ہے کہ عیادت کرنے والا جب تک مریض کی دلجوئی کے لئے اس کے پاس بیٹھا رہتا ہے تو وہ اللہ کی رحمت کی آغوش میں ہوتا ہے۔

تکلیف میں مبتلا دیکھ کر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی کسی کو بیماری میں مبتلا دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

"الحمد لله الذى عافانى مما ابتلاك بهٖ ، و فضلنى علىٰ كثيرٍ ممن خلق تفضيلاً ، فانهٗ اذا قال ذٰلك كان شكر تلك النعمة"

'تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں' جس نے مجھے اس بیماری سے، جس میں آپ کو مبتلا کیا عافیت دی اور مجھے بہت ساری مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔''

پس جب وہ یہ کہے گا تو اس نے اس نعمت (صحت) کا شکر ادا کیا''۔

[کشف الأستار (زوائد البزار): ۳۱۱۸/۴]

تشریح: صحت وتندرستی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کیونکہ صحت و تندرستی لوگوں کے سر پر ایسا تاج ہے جو صرف بیمار لوگوں کو نظر آتا ہے۔ اس لئے بیمار لوگوں کو دیکھ کر نعمت صحت کی قدر اور زیادہ ہو جاتی ہے لہٰذا اس وقت دعاء کے ذریعے سے اللہ کی حمد و شکر کرے، لیکن بیمار کو سنا کر نہیں تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو۔

مرض و آزمائش اور مصیبت

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں اس کے لئے خیر و بھلائی ہے

اور یہ چیز صرف مؤمن ہی کو حاصل ہے۔ اگر اس کو خوشحالی نصیب ہو تو وہ شکر ادا کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ (صبر) اس کے لئے بہتر ہے''۔[صحیح مسلم، کتاب الزھد، باب المؤمن امرہ کلہ خیر]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے اوپر رکھا تو میں نے بخار کے گرمی کی شدت لحاف کے اوپر سے بھی محسوس کی۔ میں نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! کس قدر یہ آپ پر سخت ہے تو آپ نے فرمایا: ہمارا یہی معاملہ ہے ہماری آزمائش بھی دگنی ہے اور ہمارے لئے اجر بھی دگنا ہے۔ میں نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! تمام لوگوں میں سے سب سے سخت آزمائش کس کی ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''انبیاء کی'' میں نے عرض کیا، پھر کون؟ آپ نے فرمایا: ''پھر نیک لوگوں کی جو فقر میں یہاں تک مبتلاء کیا جاتا تھا کہ اس کے پاس ایک چادر کے سوا کچھ بھی نہیں بچتی تھی۔ جس سے وہ گزارا کرتا۔ لیکن وہ آزمائش میں اتنا خوش ہوتا تھا جیسے تم میں سے کوئی آرام میں خوش ہوتا ہے''۔[سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب الصبر علی البلاء۔]

تشریح: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ دین میں آزمائش ضروری ہے جس قدر جو دین میں پختہ ہوگا۔ اسی قدر آزمائشوں سے دوچار ہوگا سب سے زیادہ آزمائش انبیاء علیہم السلام کی ہوتی ہے۔ پھر درجہ بدرجہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ جیسے ارشاد ہے: (احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا اٰمنا وهم لا يفتنون) ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟''۔(العنکبوت:۱)

اور اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا: (ولن تجد لسنة الله تبديلا) ترجمہ؛ تو

کبھی بھی اللہ کے قاعدے کو بدلتا ہوا نہ پائے گا۔" لہٰذا آزمائش کی خواہش وتمنا تو نہیں ہوئی چاہئے لیکن جب آجائے تو صبر و رضا سے کام لینا چاہئے جیسے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ تھا۔(واللہ اعلم)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی بیماری کے وقت آیا، آپ کو سخت بخار تھا۔ میں نے کہا آپ کو سخت بخار ہے اور میں نے کہا آپ کو سخت بخار اس لئے ہے کہ آپ کے لئے دگنا اجر ہے۔ آپ نے فرمایا: "ہاں کسی مسلمان کو جب بھی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ اس سے گناہوں کو ایسے گراتا ہے (معاف کردیتا ہے) جیسے درخت کے خشک پتے گرتے ہیں۔"

[صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب شدۃ المرض]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا "مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، فکر وغم اور تکلیف پہنچتی ہے۔ حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔"

[صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب ماجاء فی کفارۃ المرض۔ وصحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب ثواب المؤمن فی مایصیبہ من مرض أوحزن]

حضرت اسود بیان کرتے ہیں قریش کے چند نوجوان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس منیٰ میں آئے تو ہنس رہے تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کون سی چیز تمہیں ہنسا رہی ہے؟ انہوں نے کہا فلاں آدمی خیمے کی رسی پر گرا قریب تھا کہ اس کی گردن یا آنکھ ضائع ہوجاتی۔ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مت ہنسو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: جب مسلمان کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس کو بڑی کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے بدلے اس کا درجہ لکھ دیتے ہیں اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتے ہیں۔

[صحیح مسلم۔ کتاب البر والصلۃ۔ باب ثواب المؤمن فی مایصیبہ من مرض أوحزن]

حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری عیادت کی۔ جبکہ میں بیمار تھی۔ تو آپ نے فرمایا "ام العلاء خوش ہوجاؤ اگر مسلمان بیمار ہوجائے تو اللہ اس تکلیف کے ذریعہ اس کے گناہ اس طرح دور فرمادیتا ہے جیسے آگ سونے اور چاندی کی میل کو دور کردیتی ہے"۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: "خوش نصیب وہ ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا، خوش نصیب وہ ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا، خوش نصیب وہ ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا۔ اور جو مصیبت میں مبتلا کیا گیا تو اس نے صبر کیا تو تعجب کی بات ہے"۔

[سنن أبی داود، کتاب الفتن والملاحم، باب النھی عن السعی فی الفتنۃ]

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن جہنم والوں میں سے ایک آدمی لایا جائے گا، جس نے تمام دنیا والوں میں سے سب سے زیادہ خوشحالی اور نازونعم سے زندگی بسر کی ہوگی۔ پس اس کو آگ میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر پوچھا جائے گا اے ابن آدم! کیا تو نے کبھی خیر بھی دیکھی ہے؟ کیا تجھے کوئی نعمت ملی ہے؟ وہ کہے گا نہیں۔ اللہ کی قسم! اے میرے رب! اور اہل جنت میں سے ایک آدمی لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ بدحال اور مصیبتوں سے دوچار رہا ہوگا پس اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا (یعنی جنت کی سیر کرائی جائے گی) پھر کہا جائے گا اے ابن آدم! تو نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھے شدت سے واسطہ پڑا ہے؟ وہ کہے گا کہ نہیں اللہ کی قسم! اے میرے رب! میں نے کبھی کوئی تکلیف اور شدت نہیں دیکھی"۔

[صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین وأحکامھم، باب صبغ أھل الدنیا فی النار]

مرگی کی بیماری پر صبر کرنے فضیلت

حضرت عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھادوں؟ میں نے کہا، کیوں نہیں ضرور دکھائیں۔ انہوں نے کہا یہ سیاہ فام عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو اس نے عرض کیا: مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے، اور میں ننگی ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ سے میرے لئے دعا کریں آپ نے فرمایا ''اگر تو چاہے تو صبر کر اور تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تجھے صحت و عافیت دے۔'' تو وہ کہنے لگی میں صبر کرتی ہوں، پس آپ یہ دعا کریں کہ میں ننگی نہ ہوا کروں۔ پس آپ نے اس کے لئے دعا کی۔

حضرت عطاء بن ابی رباح نے مجھے بتایا کہ انہوں نے اس ام زفر عورت کو کعبہ کے غلاف کے پاس دیکھا تھا وہ لمبی سیاہ فام عورت تھی۔

[صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب فضل من یصرع من الریح۔ وصحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض....]

بینائی کھونے والے کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''اللہ نے فرمایا جب میں اپنے بندوں کو اس کی دو محبوب چیزوں کے ذریعے آزماتا ہوں اگر وہ صبر کرے تو میں اس کو اس کے بدلے جنت دوں گا۔'' مراد دو آنکھیں ہیں۔ [صحیح البخاری، کتاب المرضیٰ، باب فضل من ذھب بصرہ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں جس آدمی کی آنکھیں لے لوں، پس وہ صبر کرے

اور ثواب کی نیت کرے تو میں اس کے لئے جنت سے کم ثواب و بدلہ پر راضی نہیں ہوتا''۔

[جامع الترمذی، أبواب الزھد، باب ماجاء فی ذھاب البصر]

تشریح: جس حدیث میں یہ الفاظ ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یعنی جو حدیث رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریں اس کو حدیث قدسی کہتے ہیں۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے میری آنکھوں کے درد کی وجہ سے میری عیادت کی۔ [سنن أبی داوٗد، کتاب الجنائز، باب العیادۃ من الرمد]

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں میری آنکھوں میں تکلیف تھی تو نبی کریم ﷺ نے میری عیادت کی اور فرمایا: زید! اگر تیری آنکھیں نہ ہوتیں تو تو کیا کرتا؟ میں نے عرض کیا صبر کرتا اور ثواب کی نیت رکھتا تو آپ نے فرمایا: اگر آپ کی آنکھیں نہ ہوتیں اور آپ صبر کرتے اور ثواب کی نیت رکھتے تو آپ کا ثواب جنت ہوتا۔''

[الأدب المفرد للامام البخاری:]

بخار کی فضیلت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ ام السائب یا ام المسیب نامی عورت کے پاس آئے اور اس کی عیادت کرتے ہوئے فرمایا: ام السائب! یا ام المسیب! آپ کو کیا ہوا ہے کہ آپ کانپ رہی ہیں؟ انہوں کہا بخار ہے اللہ اس میں برکت نہ کرے۔ آپ نے فرمایا: بخار کو گالی مت دو، بے شک وہ بنی آدم کے گناہ ایسے لے جاتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کو لے جاتی ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب الرقی، باب الحمی تذھب الخطایا]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ''کوئی تکلیف مجھے بخار سے زیادہ

محبوب نہیں کیونکہ آدم کے بیٹے کے ایک ایک جوڑ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اللہ ہر جوڑ کی تکلیف پر اجر وثواب کا ایک حصہ عطا فرما دیتا ہے‘‘۔

[مصنف ابن أبی شیبہ:۲۳۲/۳۔الأدب المفرد للإمام البخاری ۵۰۳]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ بخار نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا ’’کون؟‘‘ اس نے کہا ’’ام ملدم۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے اس کو اہل قباء کی طرف جانے کا حکم دیا۔ پس اہل قباء بخار میں مبتلاء ہو گئے تو وہ آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بخار کی شکایت کی۔ تو آپ نے فرمایا ’’تم کیا چاہتے ہو۔ اگر تم چاہو کہ میں اللہ سے تمہارے لئے دعا کروں۔ تو وہ آپ کی اس بخار سے نجات دے گا۔ اور اگر تم چاہو کہ وہ تمہارے لئے پاک ہونے کا ذریعہ بنے۔ تو انہوں نے کہا: وہ کیا (بخار) ایسا کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، تو کہنے لگے پھر اس بخار کو رہنے دیجئے۔

اور ابن حبان کی روایت میں ہے: انہوں نے کہا بلکہ یہ گناہوں کے پاک ہونے کا ذریعہ ہو۔ [مسند أحمد:۳۱۶/۳۔ابن حبان:۷۰۴]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک اعرابی رسول ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے پوچھا ’’کیا کبھی ام ملدم نے تجھے پکڑا ہے؟‘‘ اس نے پوچھا ام ملدم ہے کیا؟ آپ نے فرمایا: گرمی جو گوشت اور جلد کے درمیان ہوتی ہے۔ اس نے کہا، مجھے کبھی بخار نہیں ہوا۔ آپ نے پوچھا تم کبھی صداع میں مبتلا ہوئے ہو؟ اس نے پوچھا صداع کیا ہے؟ آپ نے فرمایا شدید سر درد اس نے کہا مجھے کبھی سر درد نہیں ہوا۔ جب وہ اعرابی چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جس کو جہنمی دیکھنا ہو وہ اسے دیکھ لے۔ [مسند أحمد:۳۳۲/۲]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ اپنی زوجہ محترمہ کے پاس آئے جبکہ وہ بخار کی وجہ سے تکلیف میں مبتلا تھیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے پوچھا: تم بخار

میں مبتلا ہو؟ انہوں نے کہا ہاں پس اس نے اس بخار پر لعنت کی۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بخار کو لعنت نہ کر۔ کیونکہ وہ بنی آدم کے گناہ ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل دور کرتی ہے۔ [المستدرک للحاکم:۳۴۷/۱]

سورۂ فاتحہ دم کرنے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ کرام قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان کی مہمان نوازی نہ کی اسی دوران اس قبیلہ کے سردار کو کسی زہریلی چیز نے ڈس لیا تو انہوں نے صحابہ کرام سے دریافت کیا کیا تمہارے پاس دوا ہے یا کوئی دم کرنے والا ہے؟

تو صحابہ نے کہا آپ لوگوں نے ہماری مہمان نوازی نہیں کی۔ ہم دم نہیں کریں گے جب تک آپ ہمارے لئے کوئی معاوضہ مقرر نہ کریں گے؟ پس انہوں نے صحابہ کرام کے لئے بکریوں کا ایک گلہ مقرر کیا تو پھر ایک صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑھی، اور پھونک مار کر دم کیا جس سے مریض شفایاب ہو گیا۔

تو انہوں نے بکریاں دیں تو صحابہ کرام نے کہا ہم انہیں نہیں لیں گے یہاں تک کہ ہم نبی کریم ﷺ سے پوچھ لیں۔ پس انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ مسکرا دیئے اور فرمایا: تجھے کس نے معلوم کرایا کہ وہ دم ہے؟ تم وہ بکریاں لے لو اور میرا حصہ بھی رکھو۔
[صحیح البخاری، کتاب الطب، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب۔ وصحیح مسلم۔ کتاب السلام۔ باب جواز أخذ الأجرۃ علی الرقیۃ ...]

درد کے وقت معوذات پڑھ کر دم کرنے کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار

ہوتے تو اپنے آپ کو معوذات سے دم کرتے تھے۔ پس جب آپ کی تکلیف زیادہ ہوگئی تو میں آپ پر یہ سورتیں پڑھتی اور برکت کے حصول کے لئے آپ کا ہاتھ آپ کے جسم پر پھیرتی۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب رقیۃ المریض، بالمعوذات والنفث]

ہاتھ رکھ کر دعائیہ کلمات کہنے کی فضیلت

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ جب سے میں نے اسلام قبول کیا ہے، میں اپنے جسم میں درد محسوس کرتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: جسم میں درد والی جگہ پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ پڑھ۔ اور سات مرتبہ ''أعوذ بالله و قدرته من شر ما أجد و أحاذر'' پڑھ۔ ''میں پناہ لیتا ہوں اللہ اور اس کے قدرت کی، ہر اس چیز سے جسے میں پاتا ہوں اور اس سے بچنا چاہتا ہوں''۔ اور ابوداؤد وغیرہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

'' أعوذ بعزة الله و قدرته من شر ما أجد''

میں پناہ لیتا ہوں اللہ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں۔

تو میں نے ایسا کیا اللہ تعالیٰ نے میری تکلیف دور کر دی اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتا رہتا ہوں۔

[صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب وضع یدہ علی موضع الألم مع الدعاء وسنن أبی داود۔ کتاب الطب، باب کیف الرقی]

نظر وغیرہ کا دم

نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب

رسول اللہ ﷺ بیمار ہو جاتے تو جبرئیل علیہ السلام آپ کو دم کرتے۔ اور کہتے

" بسم الله يبريك ومن كل داء يشفيك ومن شر حاسد اذا حسد و شر كل ذی عين"۔

اس اللہ کے نام سے دم کرتا ہوں جو آپ کو شفا دے گا، آپ کو ہر بیماری سے شفا دے گا اور ہر حاسد کے حسد اور ہر بری نظر والے کے شر سے بچائے گا۔

[صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ''رسول اللہ ﷺ مجھے حکم دیا کرتے تھے کہ میں نظر کا دم کروں''۔ [صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین]

حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا نبی کریم ﷺ نے آل حزم کو سانپ ڈسنے کا دم کرنے کی اجازت دی اور اسماء بنت عمیس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں اپنے بھائی کی اولاد کو کمزور دیکھتا ہوں کیا ان کو فقر و فاقہ کا مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ ان کو نظر جلدی لگ جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انکو دم کرو۔ اسماء کہتی ہیں میں نے آپ پر دم پیش کیا تو آپ نے فرمایا درست ہے ان کو دم کرو۔ [صحیح مسلم، کتاب السلام، باب استحباب الرقیۃ من العین]

نظر سے کیسے بچا جائے

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اے محمد ﷺ کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا:

اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں ہر اس چیز سے جو آپ کو ایذاء

پہنچاتی ہے، ہر نفس کی شرارت سے یا حسد کرنے والی آنکھ سے۔ اللہ آپ کو شفا دے گا اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔[صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب والمرض والرقی]

حضرت ابن عباس رضی اللہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو دم کیا کرتے تھے اور فرماتے: تمہارے باپ ابراہیمؑ اپنے بیٹوں اسماعیلؑ واسحاقؑ کو ان کلمات کے ساتھ دم کیا کرتے تھے،

"أعوذ بكلمات الله التامة من كل شيطانٍ و هامة و من كل عينٍ لامةٍ"

''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں ہر شیطان اور موذی جانور سے اور ہر بری نظر سے''۔[صحیح البخاری، کتاب الأنبیاء، باب یزفون، النسلان فی المشی]

موت کی تمنا کرنے کی ممانعت

حضرت ہمام بن منبہ سے روایت ہے کہ یہ ان میں سے ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے نہ ہی قبل از وقت موت آنے کی دعا کرے کیونکہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور مومن کی زیادہ عمر اس کی نیکی کو زیادہ کرتی ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی کراھیۃ تمنی الموت لضر نزل بہ]

وصیت کی فضیلت

"كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِينَ"

ترجمہ: ''تم پر فرض کر دیا گیا کہ جب تم میں سے کوئی مرنے لگے اور مال چھوڑ رہا ہو تو اپنے ماں باپ اور قرابت داروں کے لئے اچھائی کے ساتھ وصیت کر جائے پرہیز گاروں پر یہ حق اور ثابت ہے''۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۸۰)

حضرت سالم اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اس کے پاس قابل وصیت معاملہ ہو پھر تین راتیں بغیر وصیت کے گزارے یعنی اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی موجود ہونی چاہئے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے یہ حدیث سنی مجھ پر ایک رات بھی نہیں گزری مگر میری وصیت میرے پاس موجود تھی۔

[صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الحث علی الوصیۃ لمن لہ مایوصی فیہ]

وصیت کا حکم

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ

فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِىْ بِهٖ ثَمَنًا وَّ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ٥"

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہارے آپس میں دو شخص کا گواہ ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے اور وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں خواہ تم سے ہوں یا غیر لوگوں میں سے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو اور تمہیں موت آجائے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں اللہ کی قسم کھائیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے اگرچہ کوئی قرابت دار بھی ہو اور اللہ تعالیٰ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے ہم اس حالت میں سخت گناہ گار ہوں گے''۔(سورہ المائدہ آیت نمبر ۱۰۶)

تشریح: تم میں سے ہوں کا مطلب بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہوں اور بعض نے کہا ہے (وصیت کرنے والے) کے قبیلے سے ہوں، اس طرح دو مفہوم ہونگے۔

یعنی سفر میں کوئی ایسا شدید بیمار ہو جائے کہ جسے زندہ بچنے کی امید نہ ہو تو وہ سفر میں دو عادل گواہ بنا کر وصیت کرنا چاہے، کر دے۔

یعنی مرنے والے کے ورثہ کو شک ہو جائے کہ ان اوصیا نے مال میں خیانت یا تبدیلی کی ہے تو نماز کے بعد یعنی لوگوں کی موجودگی میں ان سے قسم لیں اور وہ قسم کھا کر کہیں ہم اپنی قسم کے عوض دنیا کا کوئی فائدہ حاصل نہیں کر رہے ہیں۔ یعنی جھوٹی قسم نہیں کھا رہے۔

میراث کا بیان

"لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا"

ترجمہ: ''ماں باپ اور اقارب کے ترکہ میں مردوں کا حصہ ہے اور عورتوں کا بھی۔ (جو مال ماں باپ اور اقارب چھوڑ مریں) خواہ وہ مال کم ہو یا زیادہ (اس میں) حصہ مقرر کیا ہوا ہے''۔(سورہ نساء آیت نمبر ۷)

تشریح: اسلام سے قبل ایک یہ ظلم بھی تھا کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت سے حصہ نہیں دیا جاتا تھا اور صرف بڑے لڑکے جو لڑنے کے قابل ہوتے، سارے مال کے وارث قرار پاتے تھے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مردوں کی طرح عورتیں بچے بچیاں اپنے والدین اور اقارب کے مال میں حصہ دار ہونگے انہیں محروم نہیں کیا جائے گا۔

قرابت دار اور یتیم کا حق

"وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ٥"

ترجمہ: ''جب تقسیم کے وقت قرابت دار یتیم اور مسکین آجائیں تو تم اس میں سے تھوڑا بہت انہیں بھی دے دو اور ان سے نرمی سے بولو''۔(سورہ نساء آیت نمبر ۸)

تشریح: اسے بعض علماء نے آیت میراث سے منسوخ قرار دیا ہے لیکن اس میں ایک بہت

ہی اہم اخلاقی ہدایت ہے۔ کہ امداد مستحق رشتے داروں میں سے جو لوگ وراثت میں حصے دار نہ ہوں، انہیں بھی تقسیم کے وقت کچھ دے دو۔

لڑکی اور لڑکے کا حصہ

"يُوصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً
فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ط وَلِاَبَوَيْهِ
لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّ
وَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ
وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ط اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ
لَكُمْ نَفْعًا ط فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ہ"

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں اور دو سے زیادہ ہوں تو انہیں مال متروکہ کا دو تہائی ملے گا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لئے آدھا ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے اس کے چھوڑے ہوئے مال کا چھٹا حصہ ہے، اگر اس میت کی اولاد ہو اگر اولاد نہ ہو اور ماں باپ وارث ہوتے ہوں تو اس کی ماں کے لئے تیسرا حصہ ہے ہاں اگر میت کے کئی بھائی ہوں تو پھر اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے یہ حصے اس کی وصیت (کی تکمیل) کے بعد ہیں جو مرنے والا کر گیا ہو یا ادائے قرض کے بعد، تمہارے باپ ہوں یا تمہارے بیٹے تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کون تمہیں نفع پہنچانے میں زیادہ قریب ہے یہ حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہیں بے شک اللہ تعالیٰ پورے علم اور کامل حکمتوں والا ہے''۔

(سورہ نساء آیت نمبر ۱۱)

تشریح: ورثاء میں لڑکی اور لڑکے دونوں ہوں تو پھر اس اصول کے مطابق تقسیم ہوگی۔ لڑکے چھوٹے ہوں یا بڑے اسی طرح لڑکیاں چھوٹی ہوں یا بڑی سب وارث ہونگی۔ حتیٰ کہ (ماں کے پیٹ میں زیر پرورش بچہ) بھی وارث ہوگا۔ البتہ کافر کی اولاد وارث نہ ہوگی۔

اسی طرح بیٹا کوئی نہ ہو تو مال کا دو تہائی دو سے زائد لڑکیوں کو دیئے جائیں گے اور اگر صرف دو ہی لڑکیاں ہوں، تب بھی انہیں دو تہائی حصہ ہی دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ کہ حضرت سعد بن ربیعؓ احد میں شہید ہوگئے اور ان کے لڑکیاں تھیں۔ مگر سعد کے سارے مال پر ان کے بھائی نے قبضہ کرلیا تو نبی کریم ﷺ نے ان دونوں لڑکیوں کو ان کے چچا سے دو تہائی مال دلوایا۔ (ترمذی، ابوداود)

اسی طرح ماں باپ کے حصے کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں۔ پہلی صورت کہ مرنے والے کی اولاد بھی ہو تو مرنے والے کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی دو تہائی مال اولاد پر تقسیم ہو جائے گا مرنے والے کی اگر صرف ایک بیٹی ہو تو نصف مال یعنی چھ حصوں میں سے تین حصے بیٹی کے ہونگے اور ایک چھٹا حصہ ماں کو اور ایک چھٹا حصہ باپ کو دینے کے بعد مزید ایک چھٹا حصہ باقی بچ جائے گا اس لئے بچنے والا یہ چھٹا حصہ بطور سربراہ باپ کے حصہ میں جائے گا۔ یعنی اس صورت میں باپ کو دو چھٹے حصے ملیں گے۔ ایک باپ کی حیثیت سے اور دوسرے، سربراہ ہونے کی حیثیت سے۔

اسی طرح یہ دوسری صورت ہے کہ مرنے والے کی اولاد نہیں ہے (یاد رہے کہ پوتا پوتی بھی اولاد میں شامل ہیں) اس صورت میں ماں کے لئے تیسرا حصہ اور باقی دو حصے (جو ماں کے حصے میں دو گنا ہیں) باپ کو بطور عصبہ ملیں گے اور اگر ماں باپ کے ساتھ مرنے والے مرد کی بیوی یا مرنے والی عورت کا شوہر بھی زندہ ہے تو راجح قول کے مطابق

بیوی یا شوہر کا حصہ (جس کی تفصیل آ رہی ہے) نکال کر باقی ماندہ مال میں سے ماں کے لئے تیسرا حصہ اور باقی باپ کے لئے ہوگا۔

اسی طرح تیسری صورت یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ مرنے والے کے بھائی بہن زندہ ہیں۔ وہ بھائی چاہے سگے ہوں یعنی ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوں اور اگر اولاد بیٹا یا بیٹی اگر الگ باپ سے ہوں تو وراثت کے حقدار نہیں ہونگے۔لیکن ماں کے لئے عجب (نقصان کا سبب) بن جائیں گے یعنی جب ایک سے زیادہ ہونگے تو ماں کے (تیسرے حصے) کو چھ حصوں میں تبدیل کر دیں گے۔ باقی سارا مال باپ کے حصے میں چلا جائے گا بشرطیکہ کوئی اور وارث نہ ہو۔

آخر میں کہا گیا ہے کہ اپنی سمجھ کے مطابق وراثت تقسیم مت کرو، بلکہ اللہ کے حکم کے مطابق جس کا جتنا حصہ مقرر کر دیا گیا ہے، وہ ان کو دے دو۔

بیویوں کا حصہ

" وَ لَـكُمْ نِصفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَ لَدٌ فَاِنْ كَا نَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَـكُمُ الرُّ بُعُ مِمَّا تر كْنَ مِنْ م بَـعْدِ وَ صِيَّةٍ يُّوْ صِيْنَ بِهَآ اَودَيْنٍ ط وَ لَهُنَّ الـرُّ بُعُ مِـمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ وَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَ كْتُمْ مِّنْ م بَعْدِوَصِيَّةٍ تُوْ صُوْنَ بِهَآاَوْ دَيْنٍ ط وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْ رَثُ كَـللَةً اَوِ امْرَ اَ ةٌ وَّ لَهٗ اَخٌ اَ وْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَ احِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُ سُ فَاِنْ كَانُوْ آ اَكْثَـرَمِـنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَ كَآ ءُ فِى الثُّلُثِ مِنْ م بَـعْدِ وَ صِيَّةٍ يُّوْ صٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآ رٍّ وَ صِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ط وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ہ"

ترجمہ: ”تمہاری بیویاں جو چھوڑ کر مریں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھا حصہ تمہارا ہے اور اگر

ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے اس کی وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئی ہوں یا قرض کے بعد۔ اور جو (ترکہ) تم چھوڑ جاؤ اس میں سے ان کے لئے چوتھائی ہے، اگر تمہاری اولاد نہ ہو اور اگر تمہاری اولاد ہو تو پھر انہیں تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ملے گا اس وصیت کے بعد جو تم کر گئے ہو اور قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور جن کی میراث لی جاتی ہے وہ مرد یا عورت کا کلالہ ہو یعنی اس کا باپ بیٹا نہ ہو اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں اس وصیت کے بعد جو کی جائے اور قرض کے بعد جب کہ اوروں کا نقصان نہ کیا گیا ہو یہ مقرر کیا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ دانا ہے بردبار“۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۲)

اولاد کی عدم موجودگی میں بیٹے کی اولاد یعنی پوتے بھی اولاد کے حکم میں ہیں، اس پر امت کے علماء کا اجماع ہے (فتح القدیر، ابن کثیر) اس طرح مرنے والے شوہر کی اولاد خواہ اس کی وارث ہونے والی موجودہ بیوی ہو۔ اس طرح مرنے والی عورت کی اولاد اس کے وارث ہونے والے موجودہ خاوند سے یا پہلے کسی خاوند سے ہو۔

بیوی اگر ایک ہوگی تب بھی اسے چوتھائی یا آٹھواں حصہ ملے گا اگر زیادہ ہونگی تب بھی یہی حصہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا، ایک ایک کو چوتھائی یا آٹھواں حصہ نہیں ملے گا۔ (فتح القدیر)

کلالہ سے مراد وہ میت ہے، جس کا نہ باپ ہو نہ بیٹا۔

اس سے مراد اخیافی بہن بھائی ہیں جن کی ماں ایک اور باپ الگ الگ ہوں کیونکہ عینی بھائی بہن یا علاتی بہن بھائی کا حصہ میراث اس طرح نہیں ہے اور اس کا بیان اس سورت کے آخر میں آ رہا ہے یہ مسئلہ بھی اجماعی ہے۔ (فتح القدیر)

ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں یہ سب ایک تہائی حصے میں شریک ہونگے، نیز ان میں مذکر اور مؤنث کے اعتبار سے بھی فرق نہیں کیا جائے گا۔ بلاتفریق سب کو مساوی حصہ ملے گا، خواہ مرد ہو یا عورت۔

میراث کے احکام بیان کرنے کے ساتھ تیسری مرتبہ کہا جا رہا ہے کہ ورثے کی تقسیم، وصیت پر عمل کرنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد کی جائے جس سے معلوم ہوتا ہے ان دونوں باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اسی طور پر وصیت کے ذریعے سے کسی وارث کو محروم کر دیا جائے یا کسی کا حصہ گھٹا دیا جائے یا کسی کا حصہ بڑھا دیا جائے یا یوں ہی وارثوں کو نقصان پہنچانے کے لئے کہہ دے کہ فلاں شخص سے میں نے اتنا قرض لیا ہے حالانکہ کچھ بھی نہیں لیا ہو، گویا اقرار کا تعلق وصیت اور دین دونوں سے ہے اور دونوں کے ذریعہ سے نقصان پہنچانا ممنوع اور کبیرہ گناہ ہے۔ نیز ایسی وصیت بھی باطل ہے۔

قرابت داروں کا حصہ

" وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمٰنُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ۝ "

ترجمہ: "ماں باپ یا قرابت دار جو چھوڑ کر مریں اس کے وارث ہم نے ہر شخص کے لئے مقرر کر دیئے ہیں جن سے تم نے اپنے ہاتھوں معاہدہ کیا ہے انہیں ان کا حصہ دو حقیقتاً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے"۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۳۳)

جس کے صرف بہن ہو

" يَسْتَفْتُوْنَكَ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ط اِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ

لَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ط فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ط يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ "

ترجمہ: "آپ سے فتویٰ پوچھتے ہیں، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ (خود) تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص مر جائے جس کی اولاد نہ ہو اور ایک بہن ہو تو اس چھوڑے ہوئے مال کا آدھا حصہ ہے اور وہ بھائی اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو پس اگر بہن دو ہوں تو انہیں کل چھوڑے ہوئے مال کا دو تہائی ملے گا اور کئی شخص اس ناطے کے ہوں مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کے لئے حصہ ہے مثل دو عورتوں کے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بیان فرما رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بہک جاؤ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے"۔ (سورہ نساء آیت نمبر ۱۷۶)

تشریح: کلالہ اس مرنے والے کو کہا جاتا ہے۔ جس کا نہ باپ ہو نہ بیٹا یہاں پھر اس کی میراث کا ذکر ہو رہا ہے۔ بعض لوگوں نے کلالہ اس شخص کو قرار دیا ہے جس کا صرف بیٹا نہ ہو۔ یعنی باپ موجود ہو۔

اسی طرح باپ بھی نہ ہو۔ اس لئے باپ بھائی کے قریب ہے، باپ کی موجودگی میں بھائی وارث ہی نہیں ہوتا اگر اس کا کلالہ عورت کا خاوند یا کوئی ماں جایا بھائی ہوگا تو ان کا حصہ نکالنے کے بعد باقی مال کا وارث بھائی قرار پائے گا۔ (ابن کثیر)

یعنی حکم دو سے زائد بہنوں کی صورت میں بھی ہوگا۔ گویا مطلب یہ ہوا کہ کلالہ شخص کی دو یا دو سے زائد بہنیں ہوں تو انہیں کل مال کا دو تہائی حصہ ملے گا۔

یعنی کلالہ کے وارث مخلوط (مرد اور عورت دونوں) ہوں تو پھر ایک مرد دو عورتوں کے برابر ہونگے۔

نسبی و سسرالی رشتے

" وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا مَعَكُمۡ فَاُولٰٓئِكَ مِنۡكُمۡ ؕ وَاُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلٰى بِبَعۡضٍ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنا اللّٰهَ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡم "

ترجمہ:''اور جولوگ اس کے بعد ایمان لائے اور ہجرت کی اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کیا۔ پس یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں اور رشتے ناتے والے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کے حکم میں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا جاننے والا ہے''۔

(سورہ انفال آیت نمبر۷۵)

تشریح: یہ ایک چوتھے گروہ کا ذکر ہے جو فضیلت میں پہلے دو گروہوں کے بعد اور تیسرے گروہ سے (جنہوں نے ہجرت نہیں کی تھی) پہلے ہے۔

اخوت یا حلف کی بنیاد پر وراثت میں جو حصے دار بنتے تھے،اس آیت سے اس کو منسوخ کر دیا گیا اب وارث صرف وہی ہونگے جو نسبی اور سسرالی رشتوں میں منسلک ہونگے۔اللہ کے حکم سے مراد یہ ہے کہ لوح محفوظ میں اصل حکم یہی تھا۔لیکن اخوت کی بنیاد پر عارضی طور سے ایک دوسرے کا وارث بنا دیا گیا تھا، جو اب ضرورت ختم ہونے پر غیر ضروری ہو گیا اور اصل حکم نافذ کر دیا گیا۔

☆ وجہ تسمیہ میں اس کے مفسرین نے متعدد نام ذکر کئے ہیں لیکن زیادہ مشہور دو ہیں۔ایک توبہ، اس لئے کہ اس میں بعض مومنین کی توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔دوسرا مشرکوں سے لگاؤ کا اعلان عام ہے۔

وصیت میں تبدیلی نہ کرے

''افَمَنۡ بَدَّلَهٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَهٗ فَاِنَّمَآ اِثۡمُهٗ عَلَى الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَهٗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ہ"

ترجمہ:''اب جو شخص اسے سننے کے بعد بدل دے اس کا گناہ بدلنے والے پر ہی ہوگا ,واقعی اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے''۔(سورہ بقرہ آیت نمبر۱۸۱)

زیادتی والی وصیت نہ کرے

"فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَيۡنَهُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَيۡهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ "

ترجمہ:''ہاں جو شخص وصیت کرنے والے کی جانب داری یا گناہ کی وصیت کر دینے سے ڈرے پس وہ ان میں آپس میں صلح کرا دے تو اس پر گناہ نہیں,اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے''۔(سورہ بقرہ آیت نمبر۱۸۲)

تشریح: جَـنَـفًـا (مائل ہونا) کا مطلب ہے غلطی یا بھول سے کسی ایک رشتہ دار کی طرف زیادہ مائل ہو کر دوسروں کی حق تلفی کرے اور اثمًا سے مراد ہے جان بوجھ کر ایسا کرے تو مراد گناہ کی وصیت ہے جس کا بدلنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ وصیت میں عدل وانصاف کا اہتمام ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرنا

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا''جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جو شخص اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یا نبی کریم ﷺ کی کوئی اور زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں، کہ ہم تو موت کو ناپسند کرتی ہیں۔آپ نے فرمایا''یہ مراد نہیں لیکن مومن پر جب موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ

کی رضامندی اور کرامت کی خوشخبری دی جاتی ہے۔

تو اس کو آگے آنے والی منزل سے کوئی چیز بھی محبوب نہیں ہوتی۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور کافر پر جب موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ پس اس کو آگے آنے والی منزل ہر چیز سے بری لگتی ہے۔ پس وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

[صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من أحب لقاءَ]

اسی طرح کی دوسری حدیث مسلم شریف کی ہے:۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے، اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا کیا موت کو ناپسند کرنا؟ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرنا ہے پھر تو ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے نہیں۔ لیکن جب مومن کو اللہ کی رحمت اور اس کے رضوان و جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور بیشک جب کافر کو اللہ کے عذاب اور ناراضگی کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اللہ اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من أحب لقاء اللہ أحب اللہ لقاءَ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہوں اور جب بندہ میری ملاقات کو ناپسند کرتا ہے تو میں اس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔[صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ (یریدون أن یبدلوا کلام اللہ)]

اعمال کا اعتبار خاتمہ کے لحاظ سے ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس سے کوئی کام لیتا ہے'' انہوں نے کہا، جناب وہ اس سے کیسے کام لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس کو موت سے پہلے نیک عمل کی توفیق دے دیتا ہے۔[مسند أحمد:۱۰۶/۳]

عمرو بن حمق الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''جب اللہ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس سے کوئی کام لیتا ہے۔ عرض کیا گیا وہ اس سے کیسے کام لیتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اس کی موت سے پہلے نیک اعمال اس کے سامنے آشکارا کر دیتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کے تمام پہلوؤں سے راضی ہو جاتا ہے۔[مسند أحمد:۲۲۴/۵]

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ مشرکین سے لڑائی کر رہا ہے اور سب سے زیادہ مومنوں کی طرف سے دفاع کر رہا ہے اور لڑائی کر رہا ہے۔ یہ اس آدمی کا قصہ ہے جس نے آخر میں خودکشی کر لی تھی (یہ لمبی حدیث ہے) اس کے آخر میں نبی کریم ﷺ کے یہ الفاظ ہیں۔

''بے شک بندہ عمل کرتا رہتا ہے بظاہر لوگوں کے نزدیک وہ اہل جنت والے عمل ہوتے ہیں جبکہ وہ جہنم والوں میں سے ہوتا ہے اور آدمی عمل کرتا رہتا ہے بظاہر لوگوں کے نزدیک اس کے اعمال اہل جہنم والے ہوتے ہیں جبکہ وہ جنت والوں میں سے ہوتا ہے اعمال کا اعتبار تو خاتمہ کے لحاظ سے ہے۔

[صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الأعمال بالخواتیم، وما یخاف منها]

مرنے والے کو کلمہ شہادت کی تلقین

حضرت یحییٰ بن عمارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو موت سے قبل لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔

[صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب تلقین الموتی لا الہ الا اللہ]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا (ابو طالب) سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہو میں قیامت کے دن آپ کے کلمہ پڑھنے کی گواہی دوں گا۔ ابو طالب نے جواب دیا: اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قریش مجھے یہ کہتے ہوئے عار دلائیں گے گھبراہٹ نے اس کو کلمہ پڑھنے پر تیار کیا تو میں کلمہ پڑھ کر آپ کو خوش کر دیتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار دی۔ آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی صحۃ اسلام من حضرۃ الموت]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو ''لا الہ الا اللہ'' کی تلقین کرو۔ [سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب تلقین المیت]

جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کا آخری کلام ''لا الہ الا اللہ'' ہوا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[سنن أبی داود، کتاب الجنائز، باب فی التلقین]

موت کے وقت مومن کی حالت اور اس کو خوشخبری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے

فرمایا: جب میت کے پاس فرشتے آتے ہیں تو اگر وہ نیک آدمی ہو تو وہ کہتے ہیں اے روح تو نکل۔ اے پاکیزہ جان جو پاکیزہ جسم میں تھی تو نکل تعریف کی گئی اور خوش ہو جا رحمت اور رزق کے ساتھ اور رب کی رضا کے ساتھ۔ تو لگا تار اس کو ایسا کہا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ جسم سے نکلتی ہے تو اس کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے۔ تو اس آسمان کو اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے۔ تو کہا جاتا ہے یہ کون ہے؟ فرشتے بتاتے ہیں فلاں ہے۔ کہا جاتا ہے ''مرحبا'' خوش آمدید پاکیزہ جان جو پاکیزہ جسم میں تھی داخل ہو جا تعریف کی گئی اور خوش ہو جا رحمت اور رزق کے ساتھ اور راضی رب کے ساتھ۔

پس مسلسل اس کو ایسا کہا جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کو اس آسمان کی طرح لے جاتا ہے جہاں اللہ ہے۔ اور جب میت برا آدمی ہو تو فرشتہ کہتا ہے روح سے نکل خبیث جان (حدیث طویل ہے) آخر میں ہے کہ تیرے لئے آسمانوں کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے۔ پس اس کی روح کو آسمانوں سے چھوڑ دیا جاتا ہے پھر وہ قبر کی طرف لوٹ آتی ہے۔

[سنن ابن ماجہ: أبواب الزھد، باب ذکر الموت والاستعداد لہ]

میت پر بغیر آواز کے رونا رحمت وشفقت ہے

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی بیٹی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا فوت ہو رہا ہے آپ میرے پاس تشریف لائیں آپ نے جوابی پیغام بھیجا کہ میرا اسلام پہنچاؤ اور کہو ''اللہ کے لئے ہے۔ جو اس نے لے لیا اور اسی کے لئے ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز اس کے پاس مقررہ وقت کے ساتھ ہے۔ پس اس کو چاہئے کہ صبر کرے اور ثواب کی امید رکھے۔ تو آپ کی بیٹی نے آپ کی طرف قسم ڈالتے ہوئے پیغام بھجوایا کہ آپ اس کے پاس ضرور آئیں تو رسول اللہ ﷺ جانے کیلئے کھڑے ہو

گئے حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور دوسرے لوگ آپ کے ساتھ تھے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچہ اس حال میں لایا گیا کہ اس کی سانس اکھڑی ہوئی تھی۔ یعنی اس کی روح قبض ہو رہی تھی میرا خیال ہے راوی کہتا ہے گویا کہ وہ پرانے مشکیزے کی طرح تھی۔ پس آپ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ تو سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کہ کہ اے اللہ کہ رسول ﷺ! یہ کیا؟ آپ نے فرمایا ''یہ رحمت ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے دل میں رکھا ہے۔ اللہ اپنے مہربان بندوں پر رحم کرتا ہے۔

اور ایک روایت میں میرا بیٹا فوت ہو رہا ہے۔ کے بجائے میری بیٹی فوت ہو رہی ہے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں کے الفاظ ہیں۔

[صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبی ﷺ (یعذب المیت، ببعض بکاء آھلہ علیہ۔ وکتاب المریضی۔ باب عیادۃ الصبیان۔ وصحیح مسلم۔ کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت]

روح نکلتے وقت مومن کی کیفیت

حضرت ابن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ''مومن پیشانی کے پسینہ میں فوت ہوتا ہے۔''

[سنن النسائی۔ کتاب الجنائز۔ باب علامۃ موت المؤمن]

''انا للہ وانا الیہ راجعون'' کی فضیلت

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَىْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ط وَبَشِّرِالصّٰبِرِيْنَ ہ الَّذِيْنَ اِذَآاَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ہ

ان صبر کرنے والوں کی خوشخبری دے دیجئے جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں، اور ہم اس کی طرف لوٹنے والے ہیں ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

(بقرہ:۱۵۵۔۱۵۶)

حضرت عمرؓ بن کثیر بن افلح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن سفینہ سے سنا اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے سنا وہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو بھی آدمی مصیبت کے وقت کہے ہم تو خود اللہ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر دے اور مجھے اس کا اچھا بدلہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو مصیبت میں اجر دیتا ہے۔ اور اس کو نعم البدل بھی عطا فرماتا ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب ابو سلمہ (میرے خاوند) فوت ہوئے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق یہ دعا پڑھی تو اللہ نے مجھے ابو سلمہ سے بہتر رسول اللہ ﷺ عطا فرما دیئے۔

اور ایک روایت میں ہے وہ کہتی ہین جب ابو سلمہ نے وفات پائی تو میں نے کہا ابو سلمہ صحابیٔ رسول ﷺ سے کون بہتر ہو سکتا ہے؟ پھر اللہ نے مجھے توفیق عطا فرمائی تو میں نے یہ دعا پڑھی۔ تو میری شادی رسول اللہ ﷺ سے ہوگئی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو نکاح کا پیغام دے کر میری طرف بھیجا میں نے عرض کیا ایک بات تو یہ ہے کہ میری بیٹی بھی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں غصہ والی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ہم دعا کریں گے اللہ اس کو اپنی بیٹی سے بے نیاز کر دے گا (یعنی اس کا انتظام ہو جائے گا) اور یہ کہ اس کا غصہ بھی جاتا رہے گا۔ [صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند المصیبۃ]

وفات پر ''اناللہ....'' اور ''الحمدللہ'' کہنے کی فضیلت

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے بیٹے کو وفات دیتا ہے تو وہ فرشتوں سے پوچھتا ہے میرے بندے نے (اپنے بیٹے کی وفات پر) کیا کہا؟ تو فرشتے جواب دیتے ہین۔اس نے آپ کی تعریف کی اور اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے کے لئے ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھو۔

اور ترمذی شریف میں طویل قصہ کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ ''جب کسی آدمی کا لڑکا فوت ہوتا ہے، اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا، وہ کہتے ہیں، جی ہاں۔تو اللہ فرماتا ہے تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میریا ور ترمذی شریف میں طویل قصہ کے بعد یہ الفاظ ہیں کہ ''جب کسی آدمی کا لڑکا فوت ہوتا ہے، اللہ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے (کی روح) کو قبض کیا، وہ کہتے ہیں، جی ہاں۔تو اللہ فرماتا ہے تم نے اس کے دل کے پھل کو قبض کیا وہ کہتے ہیں: جی ہاں۔پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟''....اس کے بعد حدیث پہلے کی طرح ہے۔[سنن أبي داود، طیالسی فی مسندہ:۵۰۸]

میت کو پردہ پوشی کے ساتھ غسل اور کفن دینے کی فضیلت

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میت کو پردہ پوشی کے ساتھ غسل دیا (یعنی اس میں نظر آنے والی قباحت کی پردہ پوشی کی)، اللہ اس کو چالیس دفعہ معاف فرما دے گا اور جس نے میت کے کفن کا انتظام کیا اللہ اس کو

جنت کا باریک اور موٹا ریشم پہنائے گا جس نے میت کی قبر کھود کر اس کو اس میں دفن کیا تو اللہ اس کے لئے اجر وثواب جاری کرے گا گویا کہ اس نے ایک مکان قیامت تک کے لئے وقف کیا۔[مستدرک حاکم:۱/۳۵۴]

سفید اور اچھے کفن کی فضیلت

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا سفید لباس پہنو، کیونکہ وہ بہت اچھا اور بہت پاکیزہ ہے اور اپنے مردوں کو بھی انہی میں کفن دو۔

[سنن النسائی، أبواب الجنائز]

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی (مسلمان) کو کفن دے تو اچھا کفن دے۔[صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی تحسین کفن المیت]

قرض سے بَری فوت ہونے کی فضیلت

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جس کو اس حال میں موت آئے کہ وہ تین چیزوں، تکبر وخیانت اور قرض سے بری ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔[مسند أحمد:۵/۲۷۷]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہو تو مجھے یہ پسند نہیں کہ تین راتیں گزر جائیں اور میرے پاس اس میں سے کچھ بچا ہوا ہو سوائے اس کے جو میں نے قرض ادا کرنے کے لئے رکھا ہو۔

[صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ (مایسرنی أن عندی مثل احد هذا ذهبا]

قرض کے لئے وصیت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں غزوۂ احد کے موقع پر میرے باپ نے رات کے وقت مجھے طلب کر کے کہا میرا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب میں سے میں پہلے شہید ہوں گا میرے گھر والوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ مجھ پر کچھ قرض ہے وہ ادا کر دینا، اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔ تو ہم نے صبح کی تو غزوۂ احد میں میرا باپ پہلا شہید تھا۔ اس کے ساتھ قبر میں ایک اور آدمی بھی مدفون تھا۔ میری طبیعت کو یہ پسند نہیں تھا کہ اس کے ساتھ دوسرا بھی ہو۔ میں نے ان کو چھ ماہ بعد نکالا تو وہ دفن ہونے والے دن کی طرح تھے سوائے کان کے کان سے ملنے والی داڑھی کے چند بال جو زمین کی طرف تھے صرف وہی تبدیل ہوئے تھے۔

[صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ھل یخرج المیت من القبر واللحد لعلۃ]

وراثت کی تقسیم سے قبل میت کا قرض ادا کرنا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ان کے باپ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے اس نے چھ بیٹیاں اور قرض چھوڑا جب کھجوروں کے کاٹنے کا موسم آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آ کر عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو معلوم ہے میرا والد شہید ہو گیا ہے اور بہت زیادہ قرض چھوڑ گیا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ آپ تشریف لائیں کہ قرض خواہ موقع پر آپ کو دیکھ کر میرا لحاظ کریں گے۔ آپ نے فرمایا: جاؤ کھجور کی تمام اقسام علحدہ علیحدہ ڈھیر لگاؤ۔

میں نے ایسا کر کے آپ کو بلایا جب قرض خواہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو اس وقت وہ مجھ پر ناراض ہونے لگے کہ رسول ﷺ کو کیوں بلایا؟ تو جب آپ نے قرض خواہوں

کا رویہ دیکھا تو آپ نے سب سے بڑے ڈھیر کے اردگرد تین چکر لگائے پھر اس کے اوپر بیٹھ گئے، پھر فرمایا: اپنے ساتھیوں کو بلا۔ تو آپ ﷺ ان کو ناپ ناپ کو دیتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے میرے والد کے قرض والی امانت ادا کر دی۔ اور میں اللہ کی قسم راضی تھا کہ اللہ میرے والد کی امانت اتار دے اور بے شک میں اپنی بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی نہ لے کر جاؤں۔ اللہ کی قسم! کھجوروں کے سارے ڈھیر محفوظ رہے۔ حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھ رہا تھا جس پر آپ ﷺ بیٹھے تھے کہ گویا اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

[صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قضاء الوصی دیون المیت بغیر محضر من الورثۃ وسنن النسائی۔ کتاب الوصایا۔ باب الوصیۃ بالثلث]

میت کا قرض ادا کرنے کی فضیلت

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا، تو انہوں نے عرض کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، فرمایا: کیا کوئی چیز چھوڑ گیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پس آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر ایک اور جنازہ لایا گیا، انہوں نے کہا اللہ کے رسول ﷺ! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا گیا ہاں۔ فرمایا: کیا کوئی چیز چھوڑ گیا ہے؟ انہوں نے کہا تین دینار۔ پس آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

پھر تیسرا جنازہ لایا گیا انہوں نے کہا آپ نماز جنازہ پڑھائین۔ فرمایا: کوئی چیز چھوڑ گیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ انہوں نے کہا: تین دینار۔ فرمایا: تم اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول! آپ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں اس کا قرض میرے ذمہ ہے تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ [صحیح البخاری، کتاب الحوالۃ، باب ان أحال دین المیت علی رجل جاز]

نماز جنازہ پڑھنے اور جنازہ کے ساتھ جانے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کی عیادت کرو اور جنازوں کے ساتھ جاؤ وہ تمہیں آخرت یاد دلائیں گے۔

[مسند أحمد: ۳/۳۱-۳۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص حالت ایمان میں اجر و ثواب کیلئے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھنے اور دفن سے فراغت تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط اجر و ثواب کے ساتھ لوٹتا ہے اور ہر قیراط احد پہاڑ کی مانند ہے۔ اور جو نماز جنازہ پڑھ کر اسے دفن کرنے سے پہلے واپس آ جائے تو وہ ایک قیراط اجر و ثواب لے کر لوٹتا ہے۔

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ''جو جنازہ کے ساتھ گیا اس کو ایک قیراط اجر و ثواب ملے گا''۔

[صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب اتباع الجنائز من الایمان]

تشریح: حدیث میں بیان کردہ اجر عظیم صرف اس کو حاصل ہوگا جو صحیح عقیدہ کی حالت میں صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اخلاص کے ساتھ کسی مسلمان مؤحد کے جنازہ میں شرکت کرے گا، ورنہ دنیاوی اغراض و مقاصد اور رشتہ داری و ملازمت کے لحاظ سے شامل ہونے والا اجر و ثواب سے محروم ہوگا۔

دو قیراط کا وعدہ

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی کی نماز جنازہ پڑھی تو اس کو ایک قیراط ثواب ملے گا۔ اگر وہ اس کے دفن میں شریک ہوا تو پھر اس کو دو قیراط ثواب ملے گا جبکہ ایک قیراط احد پہاڑ کی مانند ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاۃ علی الجنازۃ واتباعھا]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ کے ساتھ تھے کہ آپ کو سواری پیش کی گئی تو آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا۔ پھر جب جنازہ سے واپسی پر سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے تو آپ سے عرض کیا گیا، تو آپ نے فرمایا: فرشتے جنازے کے ساتھ پیدل جا رہے تھے تو میں نے پسند نہیں کیا کہ وہ پیدل ہوں اور میں سوار ہو جاؤں، پس جب وہ چلے گئے تو میں سوا ہو گیا۔

[سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب الرکوب في الجنازۃ]

جس شخص کی سو آدمی نماز جنازہ پڑھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے بیان کرتی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جس میت کے بارے میں سو مسلمان جماعت سے نماز جنازہ پڑھ کر شفاعت کر دیں تو میت کے بارے میں ان کی شفاعت قبول کر لی جاتی ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی علیہ مائۃ شفعوا فیہ]

جس پر چالیس لوگ نماز جنازہ پڑھیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیٹا قدید یا عسفان نامی جگہ پر فوت ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنے غلام کُریب سے فرمایا: دیکھو اس کے جنازہ کے لئے کتنے لوگ جمع ہو گئے تھے۔ تو میں نے انہیں بتایا کہ بہت سے لوگ جمع ہو گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا، تمہارا کیا خیال ہے کہ چالیس ہوں گے؟ کریب نے جواب دیا ہاں۔ تو پھر انہوں نے فرمایا کہ جنازہ اٹھاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس مسلمان میت پر چالیس ایسے آدمی نماز جنازہ پڑھیں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ اس میت کے بارے میں ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔ [صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب من صلی علیہ أربعون شفعوا فیہ]

جس کے مرنے کے بعد لوگ اس کی تعریف کریں

حضرت عبدالعزیز بن صہیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ لوگ جنازہ لے کر گزرے تو انہوں نے اس میت کی تعریف کی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''واجب ہوگئی'' پھر دوسرا جنازہ لے کر گزرے تو انہوں نے اس کی برائی بیان کی، تو آپ نے فرمایا ''واجب ہوگئی'' عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، جناب کیا واجب ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ''تم نے اس میت کی تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی جبکہ تم نے اس میت کی برائی بیان کی تو اس کے لئے جہنم واجب ہوگئی تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو''

اور مسلم کی روایت میں ہے کہ آپ نے وَجَبَتْ (واجب ہوگئی) اور ''أنتم شهداء الله فى الارض'' کہ تم زمین پر اللہ کے گواہ ہو'' تین تین مرتبہ فرمایا۔
[صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت، وصحیح مسلم۔ کتاب الجنائز، باب فیمن یثنی علیہ خیرا وشر من الموتی]

جس کی اولاد میں سے تین فوت ہو جائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کی

اولاد میں سے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرتے ہوئے اس کے والد کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ [صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا'' کسی مسلمان کی اولاد میں سے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ قسم حلال کرنے کے لئے (یعنی بہت تھوڑی مدت) جہنم میں داخل ہوگا۔
[صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب۔ وصحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل من یموت لہ ولد]

تشریح: قسم کے حلال ہونے اور تھوڑی مدت سے مراد پل صراط کا راستہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: '' وان منكم الا واردها كان علىٰ ربك حتماً مقضياً ''۔ (مریم:۷۱)
تم میں سے ہر ایک وہاں ضرور وارد ہونے والا ہے یہ تیرے پروردگار کے ذمے قطعی فیصلہ شدہ امر ہے۔

حضرت شرحبیل بن شفعہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ مجھے ملے تو انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ''جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جائیں تو وہ اس کو جنت کے آٹھوں دروازوں پر ملیں گے کہ وہ جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔
[سنن ابن ماجہ: أبواب ماجاء فی الجنائز، باب ماجاء فی ثواب من أصیب بولدہ]

جس کے تین یا دو بچے فوت ہو جائیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے عورتوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، آپ سے استفادہ کرنے کے لحاظ سے مرد ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں۔ تو آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے ایک دن مخصوص فرما دیں آپ نے ان کی ملاقات کے لئے ان سے ایک دن کا وعدہ کیا۔ پس آپ نے انہیں وعظ کیا۔ اور ان کو کئی احکام دیئے ان میں یہ

بات بھی تھی کہ ''تم میں سے جو عورت اپنی اولاد میں سے تین بچے آگے بھیجے گی تو وہ اس کے لئے آگ سے پردہ ہوں گے'' ایک عورت نے کہا دو۔ آپ نے فرمایا: دو۔

اور مسلم کی روایت میں ہے ایک عورت نے کہا اور دو اور دو اور دو۔ آپ نے فرمایا: اور دو، اور دو، اور دو، (یعنی اس نے خوش ہو کر تائید و تاکید کے لئے بار بار سوال کیا آپ نے بھی بار بار تصدیق فرمائی)۔ [صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم علی حدۃ فی العلم]

حضرت ابو حسان بیان کرتے ہیں میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا میرے دو لڑکے وفات پا گئے ہیں۔ تو آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث نہیں سنائیں گے۔ جس سے ہمارے دلوں کو ہمارے فوت شدگان کے بارے میں تسلی و حوصلہ ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا، ہاں ان مسلمانوں کی چھوٹی اولاد جنت کے چھوٹے جاندار پروانے ہیں ان میں سے ایک اپنے باپ یا والدین کو ملے گا تو وہ اس کے کپڑے کو یا فرمایا: اس کے ہاتھ کو پکڑ لے گا جیسے میں نے تیرا کپڑا پکڑا ہے۔ (ابو ہریرہؓ نے ابو حسانؒ کا کپڑا پکڑا) تو وہ اس کو نہیں چھوڑے گا حتیٰ کہ اللہ اس کو اور اس کے باپ کو جنت میں داخل فرما دے گا۔

[صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل من یموت لہ ولد فیحتسبہ]

تشریح: دعامیص، دعموص کی جمع ہے پانی کا چھوٹا سا جاندار کیڑا جو پانی سے جدا نہیں ہوتا۔ یہ چھوٹا بچہ بھی جنت میں ہوگا اور وہ اس سے جدا نہیں ہوگا بلکہ اپنے باپ کو بھی جنت میں لے جائے گا۔

جس کا ایک بچہ فوت ہو جائے

حضرت ابو ایاس معاویہ بن قرہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہین کہ ایک آدمی اپنے لڑکے کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے پوچھا ''تو اس لڑکے سے پیار کرتا ہے؟'' اس نے جواب دیا اللہ آپ سے ایسے محبت کرے جیسے میں اس سے

محبت کرتا ہوں۔ پس وہ لڑکا فوت ہو گیا۔ تو آپ ﷺ کو وہ آدمی نظر نہ آیا تو آپ نے اس کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا ''کیا تجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ تو جنت کے جس دروازے سے بھی آئے اپنے لڑکے کو اس دروازے پر پائے کہ وہ تیرے لئے دروازہ کھولنے کے لئے بھاگ رہا ہو۔

اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو پسند نہیں کرتا کہ تو جنت کے جس دروازے پر آئے وہاں اپنے لڑکے کو اپنا منتظر پائے۔ ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول! کیا یہ اس کے لئے خاص ہے یا ہم سب کے لئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ آپ سب کے لئے۔

[سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الأمر بالاحتساب والصبر عند نزول المصیبۃ، مسند أحمد ۳/۴۳۶]

جس کا کوئی محبوب فوت ہو جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے اس مومن بندے کے لئے میں جس کی دنیا سے کوئی محبوب چیز قبض کر لوں اور وہ ثواب کی نیت سے اس پر صبر کرے، میرے ہاں جو جزا ہے وہ جنت ہے۔

[صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب العمل الذی یبتغی بہ وجہ اللہ]

تشریح: یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں جس آدمی کے کسی پیارے لڑکے، بھائی یا اور کسی عزیز کو موت دوں اور وہ صبر کرے اور مجھ سے اجر و ثواب کی امید رکھے اور میری رضا کا طالب ہو تو میں اس کو اس کا بدلہ جنت دوں گا کہ وہ اس کا مستحق ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مؤمن کو قبر میں ثابت رکھنا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں آپ ﷺ

نے فرمایا: جب مومن کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے پھر وہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کے اس قول کا یہی مفہوم ہے۔ ایمان والوں کو اللہ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے۔

محمد بن بشار بیان کرتے ہیں غندر نے ہمیں بیان کیا اور وہ کہتے ہیں شعبہ نے ہمیں اسی طرح بیان کیا اور یہ بات زائد بیان کی کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں نازل ہوئی۔ [صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب آدمی کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس سے واپس آجاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ فرمایا: اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ تو اس آدمی کے متعلق کیا کہتا ہے جس کا تصور ہر انسان کے ذہن میں موجود ہے۔ فرمایا: رہا مومن تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو کہا جاتا ہے کہ اپنی جہنم والی جگہ کو دیکھ جس کو اللہ نے تیرے لئے جنت کی جگہ کے ساتھ بدل دیا ہے۔ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ دونوں جگہیں دیکھتا ہے۔

حضرت قتادہؒ کہتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ اس کے لئے وہ قبر ستر ہاتھ کھول دی جاتی ہے اور قیامت کے دن اٹھائے جانے تک وہ سرسبز جگہ میں ہوتا ہے۔

[صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا۔ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار علیہ واثبات عذاب القبر]

قبروں کے زیارت کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ خود بھی روئے اور ساتھ والوں کو بھی رلایا پھر فرمایا۔ میں نے اپنے

رب سے ان کی مغفرت کے لئے دعا مانگنے کی اجازت طلب کی۔ تو مجھے اجازت نہیں ملی۔ اور میں نے اس سے ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو وہ مجھے مل گئی تو تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو۔ کیونکہ وہ موت کی یاد دلاتی ہے۔''

[صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ القبور والاستغفار لھم]

تشریح: کتاب وسنت کی رو سے قبرستان جانے کی صرف تین مقاصد ہونے چاہئیں: (۱) سنت رسول (۲) ان کے لئے دعا (۳) آخرت کی یاد۔

حضرت ابن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، تو محمد ﷺ کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی تو تم بھی ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ ان کی زیارت آخرت یاد دلاتی ہے۔''

اور نسائی کی روایت میں ہے قبروں کی زیارت تمہارے لئے خیر و بھلائی میں اضافے کا باعث ہونی چاہئے۔

[سنن أبی داؤد، کتاب الجنائز۔ باب فی زیارۃ القبور۔ وجامع الترمذی، أبواب الجنائز]

مسلمانوں کے قبرستان کی زیارت یا گزرتے وقت دعا

حضرت سلیمان بن بریدہ اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام کو تعلیم دیتے تھے کہ جب قبروں کی طرف جائیں تو یہ کہیں اے گھروں والو! تم پر سلام ہو۔ اور ایک روایت کے مطابق کہو۔ اے مومن و مسلمان گھروں والو! تم پر سلام ہو۔ اور ہم بھی ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے معافی کا طلبگار ہوں۔

نسائی وغیرہ کی حدیث میں ہے۔ تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔ میں اپنے اور تمہارے لئے اللہ سے معافی کا طلبگار ہوں۔

[صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لأھلھا]

میت کو مرنے کے بعد ملنے والے اجر وثواب کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے کہیں گے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ اور دشمنی نہ ڈال، اے ہمارے رب! بیشک تو شفقت ومہربانی کرنے والا ہے۔

اور فرمایا: اے نبی یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔

میت کو اجر وثواب پہنچنے اور دعا کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہوجاتا ہے سوائے تین چیزوں کے: (۱) صدقہ جاریہ۔ (۲) یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جارہا ہو۔ (۳) یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

[صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ]

مولانا مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کا تعارف

نام : محمد سرور فاروقی ندوی

ولدیت : جناب محمد حنیف فاروقی

نسب : محمد سرور فاروقی بن محمد حنیف فاروقی بن عبدالقیوم فاروقی بن محمود علی فاروقی بن رمضان علی فاروقی بن امام بخش فاروقی بن خیرات علی فاروقی بن نثار احمد بن محمد علی بن اطہر علی بن عبدالحفیظ بن جلال الدین بن محمد سلیمان بن علاء الدین بن محمد اسحاق بن نبی اللہ بن خواجہ باقر اللہ بن عبداللہ یمنی بن عبدالعزیز یمنی بن سالم بن عبداللہ بن سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

تاریخ ولادت: ۱/۷/۱۹۶۸ء

مقام ولادت: محمد پور گونتی فتح پور، اتر پردیش، لکھنؤ، (الھند)

مکمل پتہ : 504/123 مکتبہ پیام امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یو، پی (الھند)

موبائل نمبر : 09984490360

ای۔میل : jpalko@yahoo.com

ویب سائٹ : www.islamicjpamn.com

تعلیمی پس منظر

اعلیٰ دینی تعلیم	:	عالمیت،فضیلت وافتاء (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اختصاص	:	قرآن وفقہ (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
اسلامی تدریبی کورس	:	جامعہ اسلامیہ،مدینہ منورہ (سعودی عرب)
تجوید قرآن	:	روایت حفص (دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ)
عالیہ تک کی عصری تعلیم	:	ہائی اسکول،انٹرمیڈیٹ (الہ آباد،یو،پی)
علیا تک کی عصری تعلیم	:	ایم،اے (لکھنؤ)
سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم	:	آچاریہ (بنارس)
اردو کی اعلیٰ تعلیم	:	کامل اور معلم (علی گڑھ)
کمپیوٹر کی اعلیٰ تعلیم	:	P.G کمپیوٹر پروگرامنگ (نیشنل کمپیوٹر انسٹی ٹیوٹ لکھنؤ)

موجودہ ذمہ داریاں

صدر	:	جمعیت پیام امن (لکھنؤ)
صدر	:	مولانا ابوالحسن علی حسنی ندوی مانوسیوا سمیتی،(لکھنؤ)
صدر	:	دارارقم تعلیمی سوسائٹی (الہ آباد)
ڈائرکٹر	:	مرکز التوحید الاسلامی (لکھنؤ)
ڈائرکٹر	:	ارقم ماڈل اسکول (لکھنؤ)
نائب ناظم وبانی	:	جامعہ دارارقم (فتحپور)

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی ہندی تصانیف

نام	مصنف	زبان	قیمت
۱- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	(مفتی محمد سرور فاروقی ندوی)	ہندی	۳۰۰
۲- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/16)	// // //	ہندی	۱۱۰
۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/32)	// // //	ہندی	۸۰
۴- قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اورتشریح)	//	ہندی	۱۶۰
۵- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ا سے ۵ تک)	//	ہندی	۴۰۰
۶- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	ہندی	۴۰۰
۷- تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	ہندی	۴۰۰
۸- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	ہندی	۲۰۰
۹- جہاد،آتنک واد اور اسلام	//	ہندی	۱۲۰
۱۰- ہندی پتر کارتا اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۸۰
۱۱- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (ہارڈ باؤنڈ)	//	ہندی	۹۰
۱۲- انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (پیپر بیک)	//	ہندی	۸۰
۱۳- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۸۰
۱۴۔ کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۸۰
۱۵- رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	ہندی	۸۰
۱۶- حضرت محمد ﷺ کی پراماڑت جیونی	//	ہندی	۲۰۰
۱۷- اللہ کے ادھیکار اور بندوں کے ادھیکار (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		ہندی	۸۰

۱۸- حضرت محمد ﷺ کی باتیں (حصہ اوّل)	//	ہندی	۱۱۰
۱۹- صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	ہندی	۶۰
۲۰- اسلامی شاسن اور شاسک (ایتیحاسک درشٹی سے)	//	ہندی	۶۰
۲۱- اذان کیا ہے؟	//	ہندی	۳۰
۲۲- آؤ نماز کی اُور	//	ہندی	۴۰
۲۳- روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۴۰
۲۴- حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۲۵- زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۴۰
۲۶- آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	ہندی	۶۰
۲۷- جھاڑ پھونک اور تعویز گنڈے (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۴۰
۲۸- اسلام کی بنیادی معلومات سوال و جواب کی روشنی میں	//	ہندی	۶۰
۲۹- رسول اللہ ؐ کی سیرت سوال و جواب کی روشنی میں	//	ہندی	۴۰
۳۰- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	ہندی	۴۰
۳۱۔ بیوی شوہر کی ذمہ داریاں (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۴۰
۳۲- آدھونک ہندی ویاکرن اور میڈیا لیکھن	//	ہندی	۱۶۰
۳۳- سورۂ فاتحہ کی تفسیر	//	ہندی	۳۰
۳۴۔ توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	ہندی	۴۰
۳۵- پوِتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	ہندی	۳۰
۳۶- اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے		ہندی	۶۰
۳۷- غیر مسلموں کے ساتھ ویہوار (ایتیحاسک درشٹی سے)		ہندی	۶۰
۳۸- میراث کی تقسیم (قرآن وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۳۰
۳۹۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اعمال حسنہ کی روشنی میں)	//	ہندی	۶۰
۴۰۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی	//	ہندی	۴۰
۴۱۔ موبائل سے سمبندھت مسائل (شریعت کی روشنی میں)	//	ہندی	۲۰

۴۲- اللہ کے پیارے نبی ؐ ایک نظر میں	//	ہندی	۲۰
۴۳۔ سرشٹی کا شرشٹا کون؟	//	ہندی	۳۰
۴۴۔ پراکرتک نیم، اِیش دوتوں کا دھرم اور پرلوک وِشواس	//	ہندی	۴۰ ۴۵۔ اسلامی
وراثت ایک نظر میں	//	ہندی	۲۰
۴۶- اسلام؟	//	ہندی	۱۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی اُردو تصانیف

۴۷۔ آخری رسول، کہاں، کب اور کون	//	اردو	۱۴۰
۴۸۔ حضرت محمد ﷺ اور جزیرۂ عرب	//	اردو	۱۵۰
۴۹۔ غیر مسلوں سے تعلقات اور مذہبی آزادی	//	اردو	۴۰
۵۰۔ اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات	//	اردو	۴۰
۵۱۔ قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	اردو	۴۰
۵۲۔ قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد	//	اردو	۴۰
۵۳۔ اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	//	اردو	۴۰
۵۴۔ اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم	//	اردو	۴۰
۵۵۔ امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل	//	اردو	۴۰
۵۶۔ کائنات کے عجائبات اور انسان کا اللہ سے تعلق	//	اردو	۴۰
۵۷۔ غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی (اعتراضات کے تناظر میں)		اردو	۵۰
۵۸۔ اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر		اردو	۵۰
۵۹۔ اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	اردو	۵۰
۶۰۔ ہندو دھرم، ان کے فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف	//	اردو	۹۰
۶۱۔ حضرت محمد ؐ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں	//	اردو	۴۰
۶۲۔ بُدھ دھرم اور اسلام	//	اردو	۴۰
۶۳۔ کلمہ طیبہ کی حقیقت اور اُس کے تقاضے (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۸۰

۶۴- غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں	//	اردو	۷۰
۶۵۔ کلمہ کے فضائل اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے دلائل	//	اردو	۷۰
۶۶۔ قیامت تک کے فتنے (رسول ﷺ کی پیش گوئی کی روشنی میں)	//	اردو	۷۰
۶۷۔ طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۶۸۔ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم (اور کمزور طبقے کی کفالت)		اردو	۵۰
۶۹۔ قرآن کے مطابق دولت کا استعمال		اردو	۷۰
۷۰- زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۷۱۔ رسول اللہ ﷺ کی مختصر سیرت (مستند کتب سیرت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۷۲۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے انمول موتی (سوال وجواب کی روشنی میں)		اردو	۳۰
۷۳- رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	اردو	۸۰
۷۴- جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر	//	اردو	۸۰
۷۵- کفر وشرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۸۰
۷۶- کفر، شرک اور فسق کا ذکر اور صحابہ سے متعلق عقیدہ	//	اردو	۸۰
۷۷- قرآن کے مطابق دعوت اور اسلامی جہاد (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۶۰
۷۸۔ داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۷۹۔ مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ	//	اردو	۴۰
۸۰-روزہ، تراویح، صدقہ، اور اعتکاف کے احکام ومسائل	//	اردو	۴۰
۸۱- حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ (شریعت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۸۲- مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۸۳- کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت	//	اردو	۴۰
۸۴- اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۸۵- تفسیر کا بنیادی مأخذ اور مفسر کی خصوصیت	//	اردو	۳۰
۸۶- ہندوستان میں قرآن کے ترجمے وتفاسیر کا مختصر تعارف	//	اردو	۳۰
۸۷۔ اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۱۲۰

۸۸- اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ	//	اردو	۳۰
۸۹- اسلام کا زرعی نظام (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۴۰
۹۰- دولت کی پیدائش اور عطیات قدرت	//	اردو	۴۰
۹۱- مسلمانوں کے فرقے اور اُن کے عقائد	//	اردو	۸۰
۹۲- اسلام میں عورت کا مقام	//	اردو	۵۰
۹۳- تعدد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)	//	اردو	۶۰
۹۴- حرام، حلال اور مباح چیزیں	//	اردو	۳۰
۹۵- حضرت محمد ﷺ کی صفات	//	اردو	۳۰
۹۶- جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	اردو	۶۰
۹۷- مستند مسنون دعائیں	//	اردو	۲۰
۹۸- اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر	//	اردو	۵۰
۹۹- قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ	//	اردو	۳۰
۱۰۰- اعمال حسنہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۱۰۰
۱۰۱- آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۱۰۲- اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۱۰۳- دعوت کی ذمہ داری (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	اردو	۵۰
۱۰۴- عیدین وقربانی کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اردو	۹۰
۱۰۵- خاتم النبیین (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۹۰
۱۰۶- جنات اور شیطان کا ذکر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۸۰
۱۰۷-نبیوں کی سیرت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)		اردو	۱۰۰
۱۰۸۔ ایمانیات، عقائد اور نذر سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۶۰
۱۰۹۔ علم سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۴۰
۱۱۰۔ طہارت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)		اُردو	۴۰
۱۱۱۔ حفاظت قرآن سے متعلق مسائل // // //		اُردو	۴۰
۱۱۲۔ نماز وجماعت سے متعلق مسائل // // //		اُردو	۶۰

۱۱۳۔ عیدین وجمعہ سے متعلق مسائل // // // اُردو ۵۰
۱۱۴۔ تراویح واعتکاف سے متعلق مسائل // // // اُردو ۵۰
۱۱۵۔ سفراور صدقہ ءفطر سے متعلق مسائل // // // اُردو ۶۰
۱۱۶۔ قربانی سے متعلق مسائل // // // اُردو ۶۰
۱۱۷۔ طلاق و عدت اور نفقہ سے متعلق مسائل // // // اُردو ۸۰
۱۱۸۔ نکاح سے متعلق مسائل // // // اُردو ۶۰
۱۱۹۔ ہبہ وجہیز سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۲۰۔ وقف سے متعلق مسائل // // // اُردو ۶۰
۱۲۱۔ مسجد سے متعلق مسائل // // // اُردو ۸۰
۱۲۲۔ تجارت کی مختلف قسموں سے متعلق مسائل// // // اُردو ۴۰
۱۲۳۔ وصیت ومیراث سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۲۴۔ اذان واقامت سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۲۵۔ تربیت، رضاعت وعقیقہ سے متعلق مسائل// // // اُردو ۶۰
۱۲۶۔ زکوٰۃ سے متعلق مسائل // // // اُردو ۶۰
۱۲۷۔ حج سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۲۸۔ امامت سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۲۹۔ قرأۃ سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۳۰۔ سجدہ ءتلاوت سے متعلق مسائل // // // اُردو ۴۰
۱۳۱۔ اسلامی پردہ (قرآن وسنت کی روشنی میں) // // // ہندی ۸۰
۱۳۲۔ میراث سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں) اُردو ۴۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی عربی تصانیف

۱۳۳۔ غزوہ حنین والطائف فی ضوء القرآن والسنۃ // اردو ۱۲۰
۱۳۴۔ الهندوسیہ مبادؤھا عقائدوھا ومنظماتہا // اردو ۱۴۰

۱۳۵- ذکر محمدٍ فی الوید // عربی ۸۰
۱۳۶- نبذۃ عن صفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومواعظہ عن النظام الاجتماعی // عربی ۸۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی انگریزی تصانیف

۱۳۷۔ محمد دی لاسٹ پروفیٹ۔انڈر داشیڈ آف وید // انگریزی ۴۰
۱۳۸۔ محمد ﷺ اینڈ اسٹیٹس آف ورشپ // انگریزی ۳۰
۱۳۹۔ بیسک ٹیچنگ آف اسلام // انگریزی ۸۰
۱۴۰۔ دی سواڈ آف اسلام // انگریزی ۴۰
۱۴۱۔ اذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی // انگریزی ۴۰
۱۴۲۔ اسلام؟ // انگریزی ۱۰

(مفسر قرآن) مفتی محمد سرور فاروقی ندوی صاحب کی ترجمہ کی ہوئی کتابیں

۱۴۳- منتخب احادیث (مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ) ہندی ۶۰
۱۴۴- قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (مصنف: امام حرم عبداللہ السبیل) ۴۰
۱۴۵- عقیدۃ الواسطیہ (مصنف: احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہؒ) ہندی ۶۰
۱۴۶- دارارقم کا احسان انسانی دنیا پر (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی) ہندی ۳۰
۱۴۷- مانو تا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے (مصنف: مولانا محمد حسنیؒ) ہندی ۳۰
۱۴۸- رمضان کا تحفہ (مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی) ہندی ۲۰
۱۴۹- یکساں سول کوڈ اور مہیلاؤں کے ادھیکار ہندی ۲۰
(مصنف: مولانا محمد رابع حسنی ندوی)
۱۵۰- سلاسل اربعہ (مصنف: مولانا ابوالحسن علی ندوی) ہندی ۰۵
۱۵۱- مالک ومخلوق شریشٹھ کون؟ (وچارک: محمد مصطفی قادری) ہندی ۳۰
۱۵۲- یتیموں کی کفالت (مصنف: محمد عامر صدیقی ندوی) ہندی ۳۰

زیرطباعت کتابیں

۱۵۳ سود سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۶۰
۱۵۴۔ کرائے داری سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۶۰
۱۵۵۔ کاروبار میں شرکت سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۵۰
۱۵۶۔ سنت ونوافل سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۴۰
۱۵۷۔ روزہ رؤیت ہلال سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۵۰
۱۵۸۔ علم وعلماء سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۴۰
۱۵۹۔ تقلید واجتہاد کی شرعی حیثیت	// // //	اُردو		۵۰
۱۶۰۔ سجدہ سہو سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۴۰
۱۶۱۔ بدعت کی نحوست سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۴۰
۱۶۲۔ حیض ونفاس سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۴۰
۱۶۳۔ غیرمسلموں سے متعلق مسائل	// // //	اُردو		۶۰
۱۶۴۔ دوسومعاشرتی مسائل	// // //	اُردو		۶۰
۱۶۵۔ اسلام کے عدالتی فیصلے	(تاریخ وسنت کی روشنی میں)		ہندی	۶۰

کتابوں کے مطالعہ کی ترتیب

غیرمسلم، نومسلم، داعی ومسلم نوجوانوں کے لئے تحفہ

یوں تو ہماری کتابیں ہر شخص کے لئے مفید ہیں، لیکن الگ الگ صلاحیت والوں کے لئے ان کی صلاحیت کے مطابق ترتیب سے دی جائیں گی تو بہتر ہوگا جیسے کسی کی صلاحیت درجہ (٦) تک کی ہے، کسی کی صلاحیت ہائی اسکول یا انٹریا (ایم اے) تک کی ہے۔

اس طرح تمام کتب چار قسم کے لوگوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ ایک وہ جو اسلام سے ناواقف ہیں (جیسے ہمارے غیر مسلم بھائی) دوسرے وہ جو کچھ اسلام کے بارے میں سمجھ کر فیصلہ کر چکے ہیں (یعنی نومسلم بھائی) تیسرے وہ داعی حضرات جو اسلام کو تمام انسانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ چوتھے نوجوان مسلم۔

ان تمام حضرات کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے مطالعہ کرنا مفید اور آسان ہوگا۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔

غیر مسلم بھائیوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱ سرشٹی کا شرشٹا کون؟	ہندی	۳۰
al- اسلام؟	//	۱۰
bl- پراکرتک نیم، ایش دوتوں کا دھرم اور پرلوک وشواس	//	۴۰
cl- لاالہ الااللہ کی گواہی	//	۴۰

نام	زبان	قیمت
۱d- اذان کیا ہے؟	ہندی	۳۰
۲ انتم سندیشٹا کہاں کب اور کون؟ (ہارڈ باؤنڈ)	//	۱۲۰
۲a- اسلامی شاسن اور شاسک (اتیہاسک درشٹی سے)	//	۶۰
۲b۔ کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۲c۔ توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳ جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۳a- جہنم کے حالات اور جہنمی	//	۵۰
۳b- غیر مسلموں کے ساتھ ویوہار (اتیہاسک درشٹی سے)	//	۶۰
۳c- جہاد آتنک واد اور اسلام	//	۱۲۰
۴ اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	۲۰۰
۵ قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	۱۶۰
۶ قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۷ تفسیر فاروقی (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ا سے ۵ تک)	//	۴۰۰
۸ اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے	//	۴۰
۹ رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	۸۰
۱۰ پوِتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام	//	۳۰

نومسلم بھائیوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱۔ لا الہ الا اللہ کی گواہی	ہندی	۵۰
۲۔ صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد	//	۶۰
۳- آؤ نماز کی اُور	//	۴۰
۴- اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	۲۰۰
۵- قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	ہندی	۱۶۰
۶۔ کفر اور شرک کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۷۔ توحید کی حقیقت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۸- رسول اللہؐ کا حلیہ مبارک اور آپؐ کی سنتیں	//	۸۰
۹- جنت کے حالات اور جنتی (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰
۱۰- جہنم کے حالات اور جہنمی	//	۶۰
۱۱- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	۴۰
۱۲۔ رسول اللہ ﷺ کی باتیں (اعمال حسنہ کی روشنی میں)	//	۶۰
۱۳- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۱۴- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۱) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ا سے ۵ تک)	//	۴۰۰
۱۵- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۲) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	۴۰۰
۱۶- تفسیر فاروقی (بھاگ۔۳) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	۴۰۰
۱۷- منتخب احادیث (مصنف: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ)	//	۶۰
۱۸- حضرت محمد ﷺ کی پرمارت جیونی	//	۲۰۰
۱۹- نبیوں کی سیرت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	اردو	۱۰۰
۲۰- حضرت محمد ﷺ کی نصیحتیں (حصہ اوّل)	//	۹۰
۲۱- جہاد، آتنک واد اور اسلام	ہندی	۱۱۰

انگلش جاننے والوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱۔ اسلام؟	انگلش	۱۰
۲۔ اذان، اے کالنگ فار ہیومینٹی	//	۲۰
۳۔ محمد دی لاسٹ پروفیٹ۔ انڈر دی شیڈ آف وید	//	۴۰
۴۔ محمد ﷺ اینڈ اسٹیٹس اُوف ورشپ	انگلش	۳۰
۵۔ بیسک ٹیچنگ آف اسلام	//	۸۰
۶۔ دی سواڈ آف اسلام	//	۴۰

مسلم نوجوانوں کے لئے تحفہ

نام	زبان	قیمت
۱۔ اسلام؟	ہندی	۱۰
۲۔ آؤ نماز کی اُور	//	۴۰
۳۔ اسلام دھرم کیا ہے؟ (قبول حق کے بعد اسلامی کورس)	//	۲۰۰
۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی	//	۴۰
۵۔ رسول اللہ ؐ کی سیرت سوال و جواب کی روشنی میں	//	۳۰
۶۔ اسلامی کوئز (سوال و جواب کی روشنی میں)	//	۵۰
۷۔ قرآن کا پیغام (پارہ عمّ ترجمہ اور تشریح)	//	۱۶۰
۸۔ جہاد، آتنک واد اور اسلام	//	۱۲۰
۹۔ روزہ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۱۰۔ قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۱۱۔ تفسیر فاروقی (بھاگ۔۱) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	۴۰۰
۱۲۔ تفسیر فاروقی (بھاگ۔۲) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	۴۰۰
۱۳۔ تفسیر فاروقی (بھاگ۔۳) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	۴۰۰

نام	زبان	قیمت
۱۴۔ آپ کے سوالوں کا آسان حل (حصہ اول)	//	۶۰
۱۵۔ اسلام کی بنیادی معلومات سوال و جواب کی روشنی میں	//	۶۰
۱۶۔ اعمال حسنہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	اُردو	۱۰۰
۱۷۔ آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۵۰
۱۸۔ اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۵۰
۱۹۔ عالم انسانیت کے رہبر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	اُردو	۱۰۰
۲۰۔ نبیوں کی سیرت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۱۰۰
۲۱۔ آخری رسول کہاں، کب اور کون؟	//	۱۴۰
۲۲۔ جھاڑ، پھونک، جادو، ٹونا اور تعویز، گنڈے (شریعت کی روشنی میں)	ہندی	۴۰
۲۳۔ روزہ، تراویح، صدقہ اور اعتکاف کے احکام ومسائل	اُردو	۴۰
۲۴۔ مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۳۰
۲۵۔ اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۱۲۰
۲۶۔ اسلام میں عورت کا مرتبہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۵۰
۲۷۔ دولت کی پیدائش اور عطیات قدرت	//	۴۰
۲۸۔ عیدین وقربانی کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۹۰
۲۹۔ اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم اور کمزور طبقے کی کفالت	//	۵۰
۳۰۔ قرآن کے مطابق دولت کا استعمال	//	۷۰
۳۱۔ داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳۲۔ حج وعمرہ کا مکمل طریقہ (شریعت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳۳۔ زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰
۳۴۔ حج اور عمرہ کا آسان طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۳۰
۳۵۔ زکوٰۃ اور مصارف زکوٰۃ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۴۰

نام	زبان	قیمت
۳۶- میراث کی تقسیم	//	۳۰
۳۷- اسلامی وراثت ایک نظر میں	//	۲۰
۳۸- اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم	//	۴۰
۳۹- کلمہ طیبہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے	//	۸۰
۴۰- جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۶۰
۴۱- جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۶۰
۴۲- طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)	اُردو	۴۰
۴۳- کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت	//	۴۰
۴۴- ہندوستان میں قرآن کے ترجمے کی شروعات اور چند تفاسیر کا تعارف	//	۳۰
۴۵- اسلام کا زرعی نظام	//	۴۰
۴۶- حرام، حلال اور مباح چیزیں (شریعت کی روشنی میں)	//	۳۰
۴۷- قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ	//	۳۰
۴۸- جنات اور شیطان کا ذکر (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۸۰

داعی حضرات کے لئے تحفہ

۱- اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت	اُردو	۴۰
۲- خالق کائنات اور ہمارا اُس سے تعلق	//	۴۰
۳- غیر مسلموں میں طریقہ دعوت اسلوب انبیاء کی روشنی میں	//	۸۰
۴- ہندو دھرم، فرقے، تنظیمیں اور اداروں کا تعارف	//	۹۰
۵- آخری رسول کہاں، کب اور کون؟	//	۱۴۰
۶- حضرت محمدﷺ کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں	//	۴۰
۷- غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی (اعتراض کے تناظر میں)	//	۵۰
۸- اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر	//	۵۰

نام	زبان	قیمت
۹- قرآن میں انسان کا مقام اور اُس کا اعلیٰ مقصد	//	۴۰
۱۰- قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ	//	۴۰
۱۱- غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی	//	۴۰
۱۲- حضرت محمدﷺ اور جزیرہ عرب	//	۵۰
۱۳- قرآن کا پیغام (پارہ عم ترجمہ اور تفسیر)	ہندی	۱۶۰
۱۴- اللہ کے ادھیکار اور بندوں کے ادھیکار (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۸۰
۱۵- قرآن کا پیغام (قرآن کا آسان ہندی ترجمہ) (سائز۔ 20x30/8)	//	۳۰۰
۱۶- تفسیر فاروقی (حصہ۔۱) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱ سے ۵ تک)	//	۴۰۰
۱۷- تفسیر فاروقی (حصہ۔۲) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۵ سے ۱۰ تک)	//	۴۰۰
۱۸- تفسیر فاروقی (حصہ۔۳) (قرآن کی ہندی تفسیر پارہ نمبر ۱۰ سے ۱۸ تک)	//	۴۰۰
۱۹- امت محمدیہ کی عزت کا معیار	اُردو	۴۰
۲۰- اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات	//	۴۰
۲۱- تعدد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)	//	۶۰
۲۲- اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر	//	۵۰
۲۳- دعوت کی ذمّہ داری (قرآن وحدیث کی روشنی میں)	//	۵۰
۲۴- مسلمانوں کے فرقے اور اُن کے عقائد	//	۸۰
۲۵- اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ (تاریخ کے آئینہ میں)	//	۴۰
۲۶- بودھ دھرم اور اسلام	ہندی	۴۰
۲۷- زبردستی اسلام قبول کروانے کی ممانعت (قرآن وسنت کی روشنی میں)	//	۶۰
۲۸- تفسیر کا بنیادی مأخذ	//	۴۰
۲۹- مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ	//	۴۰
۳۰- اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق	//	۵۰
۳۱- جہاد آتنکواد اور اسلام	ہندی	۱۲۰
۳۲- اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے	//	۶۰